مصری رقاصہ



مصری رقاصہ

تصنیف : میری کوریلی

تلخیص و ترجمہ : ایم ایس چودھری

داستان گو ۱۹ نسبت روڈ — لاہور

بار اوّل
ایک ہزار

ناشر وحید بٹ

طابع اردو پریس

قیمت -/6 روپیہ

یہ انیسویں صدی کی مشہور انگریز مصنفہ میری کوریلی کے معروف ناول "زسکا" کا ترجمہ ہے۔ ترجمہ کرتے وقت مروجہ اصولوں سے بہت زیادہ گریز کیا گیا ہے۔ کیونکہ اگر ان کی پابندی پوری طرح سے کی جاتی تو اس کتاب کی ضخامت اس سے کہیں زیادہ ہوتی۔ اور پھر اس کی قیمت ڈیڑھ روپیہ کبھی نہ رکھی جا سکتی جو کہ اس کتاب کی خصوصیت ہے ——— معیاری اور سستی کتابیں شائع کرنا اور انہیں زیادہ سے زیادہ ہاتھوں تک پہنچانا ہمارا "ماٹو" ہے۔ اگر قدرداں اور صاحب ذوق حضرات کا تعاون ہمیں میسر آتا رہا تو ہم اس "ماٹو" کو زیادہ اچھے اور زیادہ بہتر طریقوں سے اپنائے رکھیں گے۔

ناشرین

ابتدائیہ

چاندنی کی سپید چادر میں ملبوس ابوالہول محوِ خواب معلوم ہوتا ہے
اس وقت ایک آواز گونجتی ہوئی سنائی دیتی ہے۔

ارا کساز ——————— ارا کساز

پھٹکی ہوئی چاندنی اور رات کا سناٹا فضا کو عجیب پراسرار سا بنائے دے رہا ہے۔ آنکھوں کے سامنے ایک غبار سا آ جاتا ہے۔ جو ایک ایسی عورت کا روپ دھار لیتا ہے۔ جس کے شانے پر گیسو بکھرے ہوئے ہیں۔ عورت نے اپنا چہرہ چاند کی طرف اٹھایا۔ تو اس کی خوبصورت آنکھوں میں غیر انسانی مکروہ جذبے کی آگ چمکتی نظر پڑی۔ اس نے اپنے دونوں بازو اوپر اٹھائے اور گمبھیر آواز خاموشی کو توڑتی ہوئی سنائی دی۔

ارا کساز! ارا کساز!! تم یہاں پہنچ گئے اور میں تمہارے تعاقب میں ہوں زندگی سے موت میں۔ اور موت سے پھر زندگی میں۔ میں تمہاری تلاش اور تعاقب میں ہوں! تعاقب میں ہوں ارا کساز!!

پیشتر اس کے کہ صبح کی شفق آسمان کو گلنار بنائے سایہ گم ہو گیا۔ آسمان پہ صبح کی سفیدی نمودار ہوئی اور ابوالہول نے ریت کے سمندر اور کھجوروں کے جھنڈ کے پار "الحرز" کے مقبرے کو اپنی نفرت بھری نگاہوں سے تاکنا شروع کر دیا۔ جہاں آج بھی لوگ ادب سے سر جھکاتے اور اس ناقابلِ فہم ہستی کے حضور میں التجا کرتے ہیں۔ کہ وہ انہیں ناقابلِ دید ہستی کے پنجوں سے امان بخشے۔

۲

موسم سرما اپنے شباب پر ہے۔ قاہرہ کا مشہور ہوٹل گیزیرہ غیر ملکی سیاحوں سے اٹا پڑا ہے۔ سر ہیٹونڈ جو اپنی دو بیٹیوں موریل اور ڈولی کے علاوہ اپنی بیگم کے ساتھ اسی ہوٹل میں مقیم ہیں۔ اس وقت اپنے دوستوں کے حلقہ میں بیٹھے گپ شپ سے دل بہلا رہے ہیں۔ ہوٹل میں آج فینسی ڈریس پارٹی منعقد ہونے والی ہے۔ لہذا سب لوگ اس میں حصہ لینے کے لئے حتی المقدور تیاریوں میں منہمک ہیں

سر ہیٹونڈ اس وقت جس موضوع پر اظہار خیال کر رہے ہیں۔ وہ عرب لوگوں کی بدمعاشی، شیخی خوری، لاپرواہی اور چوری کی عادت تھا۔ انہوں نے اپنی بات ختم کی۔ تو راس کورٹنی جس کی زندگی کا سب سے اہم مشغلہ شکار تھا بولا۔

"میں آپ سے اتفاق نہیں رکھتا۔ ان لوگوں کی آنکھیں بلا کی خوبصورت ہوتی ہیں اور ان میں عقلمندی کی چمک کی کمی بھی نہیں ہوتی۔ اس سے مجھے ایک شخص یاد آیا۔ جو آج ہی یہاں پہنچا ہے۔ اور شکل و شباہت سے بالکل مصری معلوم ہوتا ہے۔ حالانکہ وہ فرانسیسی ہے۔ اسے ہر شخص جانتا ہے۔ کیونکہ وہ مشہور فرانسیسی مصور آرمنڈ جروبیس ہے"

"ہیں" سر ہیٹونڈ چونکے "آرمنڈ جروبیس؟"

"ہاں ہاں آرمنڈ جروبیس" کورٹنی نے جواب دیا" وہ یہاں مشرقی عورتوں کا مطالعہ

کرنے آیا ہے۔ ان کے درمیان اس کا وقت خوب کٹے گا۔ کیا ہی اچھا ہو اگر وہ شہزادی زمکا کی تصویر بنائے؟

"آہ خوب یاد آیا۔" مسر چیونڈ نے کہا۔ "میں تم سے اس عورت کے متعلق دریافت کرنا چاہتا تھا۔ میری بیوی یہ جاننے کی بڑی خواہشمند ہے۔ کہ وہ اچھی عورت ہے یا نہیں۔ نوجوان لڑکیوں کے والدین کے لئے یہ باتیں جاننا بڑا ضروری ہوتا ہے۔"

ایک تو کورٹنی کو اخبار نویسوں سے ویسے ہی نفرت تھی۔ اور بدقسمتی سے مسر چیونڈ کا شمار بھی انہی لوگوں میں ہوتا تھا۔ دوسرے جب وہ اپنی نوجوان لڑکیوں کا ذکر کرتے جن میں سے سب سے چھوٹی کی عمر خیر سے تیس برس سے کم نہیں تھی۔ اس کے ہونٹوں پر نفرت بھری مسکراہٹ کھیلنے لگتی۔ مسر چیونڈ کی بات سن کر وہ نفرت سے مسکرایا۔ اور اٹھ کر بیٹھتے ہوئے بولا۔

"شہزادی زمکا کے متعلق میں صرف یہی جانتا ہوں اگر اس کے پاس مال و دولت نہ بھی ہوتا۔ تب بھی اس کی خوبصورتی اور عقلمندی یہ دونوں باتیں اس کے لئے ہر بزم میں اور ہر جگہ راستہ بنانے کو کافی ہیں۔"

نوجوان لارڈ ڈنلک وارڈ جو قریب ہی بیٹھا سگریٹ پی رہا تھا۔ گفتگو میں حصہ لیتے ہوئے بولا۔

"سنا ہے۔ کہ وہ بہت دولت مند ہے۔ میری والدہ کا خیال ہے۔ کہ وہ مطلقہ ہے۔"

"اس میں ہرج ہی کیا ہے۔" کورٹنی نے ہنس کر کہا۔ "یہ تو آج کل شادی کا قدرتی اور ضروری نتیجہ معلوم ہے۔"

"تب تو شہزادی زمکا کوئی نہیں۔" مسر چیونڈ بولے۔ "میرا اور میری بیوی کا خیال تھا۔ کہ اس خاتون کا خاوند روس میں ہوگا۔ اور وہ خود روس کی سخت سردی کی

وجہ سے خود صحت کی بحالی کے لئے مصر آئی ہو گی۔"

"لیکن میری والدہ کا خیال اس سے مختلف ہے۔" لارڈ فلک وارڈ نے کہا "اسے یقین ہے۔ کہ اس کا خاوند ہے ہی نہیں۔ بلکہ تھا ہی نہیں۔ مگر پھر بھی وہ اس کی ملاقات کو جائے گی۔"

"کیا وہ جائیں گی" سر جیپونڈ نے پوچھا "اگر لیڈی فلک وارڈ شہزادی سے ملاقات کرے گی۔ تو پھر شہزادی کے حسب نسب میں کوئی شبہ نہیں ہو سکتا۔"

ایک شخص جو اب تک خاموش رہا تھا بولا۔

"تو میرا خیال ہے کہ لیڈی فلک وارڈ صاحبہ شہزادی کی بہت تعریف کرتی ہیں"

"کون شخص ہے" لارڈ فلک وارڈ ماں کی حمایت میں بولا "جو اس کی تعریف سے باز رہ سکتا ہے۔ ہاں اس کی آنکھوں میں معلوم نہیں کیا ہے۔ اصل میں مجھے اس کی آنکھیں بھلی نہیں لگتیں"

"خاموش لارڈ فلک وارڈ" کورٹنی نے تیز لہجہ میں کہا۔ "اس کی آنکھیں نہایت خوبصورت ہیں"

"کس کی آنکھیں خوبصورت ہیں!" اچانک ایک طرف سے ہلکی سی گمبھیر آواز آئی۔ اور ایک دبلا پتلا شخص ایک قسم کا گاؤن اور ٹوپی پہنے نمودار ہوا۔

"کیوں ڈاکٹر صاحب" لارڈ فلک وارڈ نووارد کے لباس کو دیکھتے ہوئے بولا "یہ لباس ہے جو جناب نے آج رات کے لئے نکالا ہے۔ کیسا چست معلوم دیتا ہے"

یہ صاحب ڈاکٹر میکسویل ڈین تھے۔ جن کے چہرے پر بشاشت تھی۔ انہوں نے بڑی حلیمی سے جواب دیا۔

"میرا خیال ہے۔ کہ یہ لباس میری عمر کے آدمی کو خوب سجتا ہے۔ پہلے میرا خیال تھا کہ ایک قدیم مصری پیر دہت کا لباس پہنوں۔ لیکن اس کے متعلق سارا سامان

ملنا مشکل ہے۔ اور میں کوئی پوشاک پہنتا نہیں جب کہ مجھے تشفی نہ ہو۔ کہ وہ تاریخی طور پر ہر پہلو سے ٹھیک ہے"۔

اسی وقت ایک نوجوان غطارفس کے امرا کا لباس زیب تن کئے دروازے پر نمودار ہوا۔ اور سب کی نگاہیں اس کی طرف اٹھ گئیں۔

ڈینیزل مرے جو کہ اس نوجوان کا نام تھا۔ خالص ہائی لینڈر سکاچ نسل سے تھا۔ جن کی نفرت اور محبت ہمیشہ انتہا پسندانہ ہوتی ہے۔

"ڈینیزل" لارڈ فلک وارڈ بولا "آج تو تم نے کمال کر دیا۔ خوب رنگ نکالا ہے بھئی" ڈینیزل مذاقاً جھک کر آداب بجا لاتے ہوئے بولا۔

"صاحب جیسا دیس ویسا بھیس"۔ پھر ڈاکٹر ڈین کی طرف متوجہ ہو کر "ڈاکٹر صاحب آپ تو بہت بھلے معلوم دیتے ہیں۔ ہاں تو باقی صاحبان جا کر اپنا اپنا لباس کیوں نہیں پہنتے۔ دس بج چکے ہیں۔ شہزادی نہ سکا گیارہ بجے یہاں پہنچ جائے گی"۔

"اس نے خود آپ سے یہ کہا ہوگا؟" کورٹنی نے پوچھا۔

"ہاں" ڈینیزل نے مختصر جواب دیا۔ اور وہ اس کورٹنی کچھ کہنے کی خواہش کو دل میں دبائے فلک وارڈ کے ہمراہ کمرے سے رخصت ہو گیا۔

"میں نے سنا ہے۔ اس ہوٹل میں ایک بڑا مشہور شخص آیا ہے۔ مصور آرمنڈ جردیس" ڈاکٹر ڈینیزل سے مخاطب ہوا۔

"ہاں ہاں" ڈینیزل مرے نے خوش ہو کر جواب دیا "وہ تو میرا سارے جہان میں پیارا دوست ہے۔ ہم پرانے دوست ہیں۔ میں پیرس میں اس کا اور وہ سکاٹ لینڈ میں میرا مہمان رہ چکا ہے"۔

کچھ دیر کمرے میں سکوت کا عالم طاری رہا۔ جسے ڈاکٹر ڈین نے آہستہ سے بولتے ہوئے یوں توڑا۔

"میرے عزیز! یہ ٹھیک نہیں ہے۔ میں تمہیں یقین دلاتا ہوں۔ کہ اس طرح تم ایک خواب کے پیچھے اپنا دل توڑ کر عمر بھر کی مصیبت خرید لوگے۔ اور شائد تم نے یہ نہیں سوچا۔ کہ تم اپنی بہن کا دل بھی ساتھ ہی توڑ دوگے۔"

ڈینیزل سرجھکائے خالی کردہ کرسی پر ایک طرح سے گر سا پڑا۔ اور اس کے منہ سے زخم خوردہ انسان کی طرح کراہ سے نکلی۔ اور گلو گرفتہ آواز میں بولا۔

"ہیلن کو کسی بات کا پتہ نہیں۔ میں خود کچھ نہیں جانتا اور جان بھی کیسے سکتا ہوں۔ میں نے تاحال اس سے ایک لفظ تک نہیں کہا۔ جو کچھ میرے دل میں ہے۔ اگر میں اس سے کہہ دوں۔ تو وہ یقیناً مجھ پر ہنس دیگی۔ صرف آپ ہی ہیں۔ جو میرے راز سے واقف ہیں۔ کیوں کہ آپ نے مجھے اس کے ساتھ کل رات دیکھ لیا تھا۔ جب کہ میں اسے چھوڑنے جا رہا تھا۔ لیکن میں اس کے محل کے اندر داخل نہیں ہوا۔ اس نے باہر ہی مجھے الوداع کہہ دی تھی۔ ایک نوکر اسے اندر لے گیا۔ اور اندر داخل ہوتے ہی وہ یوں گم ہوگئی۔ جیسے کوئی بھوت یا جادوگر غائب ہو جاتا ہے۔ کئی بار تو مجھے شک ہو جاتا ہے۔ کہ وہ انسان نہیں بلکہ بھوت ہے۔ کیوں کہ اس کا جسم سپید۔ قدم ایسے سبک اور خوبصورت کہ چلتے وقت کوئی شور وشر نہیں ہوتا۔"

ڈاکٹر نے ڈینیزل کی بات پورے غور سے سننے کے بعد اپنی ٹوپی اتاری۔ اور اس کے اندر دیکھتے ہوئے آہستہ سے بولا۔

"ہاں یہی بات اس کے متعلق میرے دل میں بعض اوقات آتی ہے۔"

عین اس وقت فوج بینڈ کی آواز آئی۔ فینسی ڈریس پارٹی شروع ہو چکی تھی۔ لوگ بھانت بھانت کے لباسوں میں ملبوس عجیب وغریب سوانگ بنائے باجے والوں کے عقب میں ہنستے۔ بولتے اور باتیں کرتے چلے آرہے تھے۔ ان دونوں کو اپنی گفتگو بند کرنی پڑی۔ اور وہ تماشا دیکھنے میں محو ہوگئے۔

آنے والے ہجوم میں ایک ایسا شخص تھا، جس کے لانبے قد، مضبوط تنومند جسم زبردست شخصیت اور نیم وحشیانہ حسن وخوبصورتی نے سب کی توجہ اپنی طرف کھینچ رکھی تھی۔ وہ جدھر سے گذرتا۔ سب کی نگاہیں اسی طرف اٹھ جاتیں۔ اس نے بدو سردار کی پوشاک پہن رکھی تھی۔ جو اس کی خوفناک سیاہ آنکھوں گھونگھریالے بالوں اور جسم کے قدرتی گندمی رنگ کے ساتھ مل کر اسے بالکل اصلی سردار کا روپ دے رہی تھی۔ سر پہ سفید پگڑی تھی۔ سر سے پاؤں تک سفید پوشاک زیب تن تھی۔ کمر میں سرخ کمربند تھا۔ جس کے ساتھ ایک خوفناک خنجر اور دیگر ہتھیار اس کمی کو پورا کر رہے تھے۔ جو اس کے بہروپ میں رہ گئی ہو۔

یہ شخص تیزی اور پھرتی کے ساتھ کمرۂ رقص میں داخل ہوا۔ اور سیدھا ڈینزل مرے کے پاس جا پہنچا۔ اور چھوٹتے ہی بولا۔

"آہا۔ تم آگئے۔ واہ وا۔ آج تو پوری شان دکھا رہے ہو۔ کیا کہنے۔ کہیں تمہارا سر نہ پھر جائے۔ کیونکہ تم بھی عورتوں کی طرح اپنی خوبصورتی سے واقف ہو۔ دیکھو تو سہی میں نے کیسی سادہ پوشاک پہنی ہے۔"

یہ کہہ کر اس نے زوردار قہقہہ لگایا۔ اور ہنسنے لگا۔ ڈینزل مرے نے کرسی پر سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"آہا! یہ سادہ پوشاک ہے؟ مجھے تو بہت بھلی معلوم دیتی ہے۔ دیکھو تو سہی۔ سب لوگ تمہاری طرف ہی دیکھ رہے ہیں۔ گویا تم ابھی آسمان پر سے نازل ہوئے ہو۔ آرمنڈ جرولیس اور سادگی اور گمنامی! یہ دونوں متضاد چیزیں ہیں۔ جو کبھی یکجا نہیں ہو سکتیں۔"

اسی اثنا میں جرولیس کی سیاہ آنکھیں اچانک ڈاکٹر ڈین پر پڑیں۔ اور اس نے ڈینزل سے پوچھا۔

"ڈینیزل! یہ صاحب تمہارے دوست ہیں؟"

"ہاں ہاں بڑے پیارے دوست۔ ڈاکٹر میکسویل ڈین" ڈینیزل نے جواب دیا۔ اور پھر ڈاکٹر صاحب کو مخاطب کرتے ہوئے بولا "میں آپ کا [redacted] جے ولیس سے تعارف کروا رہا ہوں۔ غالباً ان کے متعلق مجھے زیادہ کچھ کہنے کی ضرورت نہیں۔"

"غالباً نہیں" ڈاکٹر نے کہا "کیوں کہ اس نام کو عالمگیر شہرت حاصل ہے۔"

تعارف ہونے کی دیر تھی۔ ڈاکٹر اور جے ولیس فلسفہ و سائنس کے ایسے نکات پر بحث میں الجھ گئے۔ جن سے ڈینیزل کو کوئی دلچسپی نہیں تھی۔ وہ بے چین نظروں سے ادھر ادھر دیکھ رہا تھا۔ جیسے ہجوم میں کسی کو ڈھونڈنے کی کوشش کر رہا ہو۔ لیکن اس کی نظریں ہر بار ناکام واپس آتیں۔ اور اس کا دل مایوس ہو ہو جاتا۔ اس وقت جب ڈینیزل کی نظروں کی بے قراری اور دل کی مایوسی نقطۂ عروج تک پہنچنے کو تھی ڈاکٹر نے اپنی دو دبلی پتلی انگلیاں بدو سردار کے دل کی جگہ پر رکھ کر شہرۂ آفاق مصور سے پوچھا۔

"کیا آپ اس امر پر یقین نہیں رکھتے کہ اس زندگی کے بعد جو موت کے بعد ختم ہو جائے گی کوئی اور بھی زندگی یا زندگیاں ہیں؟"

"بالکل نہیں۔ ہرگز نہیں" جے ولیس نے جواب دیا۔ "یہ خیالات ان پڑھ اور جاہل لوگوں کو مبارک ہوں۔ میں ان پر یقین کر کے زمانے کے خیالات سے پیچھے نہیں رہنا چاہتا۔"

"آپ کا خیال ہے" ڈاکٹر نے دوبارہ پوچھا "کہ موت ہمارا بالکل خاتمہ کر دے گی۔ اس سے پرے کچھ نہیں؟"

"بے شک اس سے پرے کچھ نہیں۔ بالکل نہیں صاحب من! آپ کیوں ایسے سوال پوچھتے ہیں۔ اس سے بڑھ کر صاف اور صریح بات جسے ایک بچہ تک سمجھ سکتا ہے۔ اور کیا ہو سکتی ہے۔ کہ موت ہمارا بالکل خاتمہ کر دیتی ہے۔"

عین اس وقت ایک عورت کے ہنسنے کی خوش آہنگ آواز ہوا میں گونجی یہ آواز نہایت شیریں دھیمی اور اس قسم کی تھی۔ کہ دور سے سننے والے کو یہی گمان ہوتا تھا کہ باجے کی کوئی سُر بج رہی ہے جبجہ ویلس نے یہ آواز سنی اور گھبرا کر اپنے دوست ڈینزل مرے کی طرف مخاطب ہو کر بولا۔

”یہ کس کی آواز ہے! مجھے یاد پڑتا ہے۔ کہ یہ ہنسی کی آواز میں نے پہلے کہیں سنی ہے۔ اور ہنسنے والی ضرور میری کوئی واقف ہے۔“

لیکن ڈینزل مرے نے یہ آواز نہیں سنی تھی۔ اس کی آنکھوں کی ساری قوت اس ہستی کے دیدار میں صرف ہو رہی تھی۔ جسے لوگوں کا انبوہ گھیرے ہوئے تھے اور وہ ایک عورت تھی۔

سب کی توجہ کی مرکز اور آنکھوں کا تارا وہ عورت سرتاپا قدیم زمانے کے مصری لباس میں ملبوس تھی۔ جواہرات سے اس کے جسم کا عضو عضو جگمگا رہا تھا۔ اور سونا جابجا چمک رہا تھا۔ اس کی رفتار اتنی سبک تھی کہ دیکھنے والے کو گماں گذرتا تھا۔ کہ وہ چل نہیں رہی۔ بلکہ ہوا پر اڑ رہی ہے۔ اس کا حسن آنکھوں کو خیرہ کئے دے رہا تھا جس طرف سے وہ گذرتی تھی چکا چوند پیدا کرتی جا رہی تھی۔ اس کے آگے اگے ارغوانی رنگ کا لباس پہنے ایک سیاہ فام خادم چل رہا تھا۔ جو اسے مور کے پروں سے پنکھے کر ہوا کر رہا تھا۔

مور کے جھلملاتے پروں کی چمک۔ اس کی زریں لباس کی جھلک۔ جواہرات کی دمک اور اس کی سیاہ آنکھوں کی تیز چمک نے یکدم جبجہ ویلس پر ایک عجیب اثر کیا۔ اور اس غیر معمولی اثر نے جسے وہ سمجھ نہ سکا۔ اس کا دماغ پریشان کر دیا۔ وہ بلا سوچے سمجھے جلدی سے آگے کی طرف جھپٹا۔ لیکن یک لخت ڈاکٹر ڈین کے دبلے پتلے چھوٹے سے ہاتھ نے اسے بازو سے پکڑ کر روک لیا۔ اور ڈاکٹر بڑے فاخرانہ

انداز میں اپنی بھوئیں اوپر اٹھاتے ہوئے بولا۔
"کیا آپ کو شہزادی نرسکا سے تعارف کا فخر حاصل ہے؟"

جبروییس کے دماغ میں اس وقت عجیب خیالات نے تلاطم برپا کر رکھا تھا اس نے حیرت سے ڈاکٹر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"کسے! شہزادی زرسکا! نہیں میں اسے نہیں جانتا۔ کیا آپ مجھے اس سے متعارف کرا دیں گے۔"

"میں یہ فرض مسٹر ڈینیزل مرے کے لیے چھوڑتا ہوں" ڈاکٹر نے جواب دیا "کیوں کہ وہ میری نسبت شہزادی سے بہتر واقف ہیں"

یہ کہہ کر یہ دبلا پتلا شخص اپنی ٹوپی اچھی طرح سے سر پر جما کر کمرۂ رقص کی طرف کھسک گیا۔ جبروییس ایک دو لمحے تذبذب کی حالت میں رہا۔ اور پھر ایک دو قدم آگے بڑھا اس وقت ڈینیزل مرے کہہ رہا تھا۔

"شہزادی آج تو آپ بالکل مصری شہزادی معلوم ہوتی ہیں۔ آپ کی پوشاک بالکل مکمل ہے" ان الفاظ پر شہزادی ہنس دی اور اس ہنسی نے ایک بار پھر جبروییس کو ٹھرا دیا۔ اور کانوں کے راستے دماغ میں داخل ہو کر کسی خفیہ یادداشت کو جگا دیا۔

چند لمحے بعد شہزادی نے اپنے چہرے پر پڑی نقاب الٹ دی۔ اس وقت اس کا چہرہ بادلوں میں سے نکلتے ہوئے سورج کی طرح اس شان سے نمودار ہوا

کہ دیکھنے والے دم بخود ہو کر رہ گئے۔

اس کے بعد شہزادی نے آگے قدم بڑھایا۔ سیاہ فام خادم اس کے آگے آگے تھا۔ مگر جبرویس اس کی راہ میں کھڑا تھا۔ وہ نزدیک آتے ہی شگفتہ لہجے میں بولا۔

"ڈینزل! میرا تعارف کراؤ"

ڈینزل نے حیرت بھری نظروں سے جبرویس کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہاں، ہاں۔ شہزادی مجھے اجازت دیجیے"

شہزادی رک گئی۔ اس وقت وہ خوبصورتی اور حسن کی شاہکار تصویر نظر آ رہی تھی۔

"یہ میرے دوست اور فرانس کے مشہور و معروف مصور آرمنڈ جبرویس ہیں" ڈینزل نے دونوں کا تعارف کراتے ہوئے کہا "اور جبرویس! آپ شہزادی زمرکا ہیں۔

دونوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔ آنکھیں چار ہوتے ہی جبرویس نے ایک عجیب سی لہر اپنے رگ و ریشہ میں دوڑتی ہوئی محسوس کی۔ اس پر پھر وہی حالت طاری ہو گئی جو شہزادی کی ہنسی سن کر پہلے ہوئی تھی۔ اس نے سخت تعجب کے ساتھ یہ محسوس کیا۔ کہ شہزادی کے لباس کی خوشبو۔ اس کے سینے پر چمکتے ہوئے جواہرات اس کے سر میں سانپ کی شکل کی زمردیں پیرہن۔ اور سب سے بڑھ کر اس کی آواز اور آواز کی دل کو چیر کر نکل جانے والی سرسراہٹ پہلے بھی اس کے کانوں میں کبھی گونج چکی ہے۔

"آہ! آخر کار موسیو جبرویس" شہزادی بولی "ہم اکٹھے ہو ہی گئے۔ میں تمہیں اجنبی نہیں کہہ سکتی۔ میں یا کم از کم میری روح تم سے بہت عرصہ سے واقف ہے"

یہ کہہ کر شہزادی مسکرائی۔ اور اس مسکراہٹ نے جبرویس کے دل کے کسی مخفی

تار کو چھیڑ دیا اور جب شہزادی نے اس کی طرف اپنا خوب صورت ہاتھ جس میں مصری جواہرات چمک رہے تھے بڑھا، تو جہ دیس کی نبض میں غیر معمولی تیزی پیدا ہو گئی۔ اور اس نے اس حسین ہاتھ کو پکڑتے ہوئے کہا۔

"میں بھی یہی خیال کرتا ہوں کہ میں آپ سے پہلے سے واقف ہوں ممکن ہے یہ واقفیت محض کسی خواب میں ہوئی ہو جس کی تعبیر آج تک نہیں ہو سکی۔"

یہ کہہ کر جہ دیس نے خاص عزت اور طراری سے شہزادی کے ہاتھ کو بوسہ دیا تو ڈینزل مرے دل میں رقابت کی چبھن محسوس کئے بغیر نہ رہ سکا۔ ان دونوں کو پاس پاس کھڑے دیکھ کر ڈینزل مرے نے ایک عجیب بات نوٹ کی۔ وہ دونوں شکل و شباہت اور طور و طریق میں کتنی مشابہت رکھتے تھے۔ وہی ایک جیسی سیاہ اور ہموار بھویں، وہی نیم وحشی اور نیم معشوقانہ آنکھیں۔ جسم میں وہی لچک۔ حرکات میں وہی سبک ساری۔ اور پھر وہ دونوں مشابہت رکھتے ہوئے بھی کتنے مختلف تھے۔ ان میں جو مشابہت تھی وہ نسبی نہیں بلکہ نسلی تھی۔ اگر وہ ان دونوں کو ذاتی طور پر نہ جانتا ہوتا۔ تو بلا جھجک یہ کہہ دیتا۔ کہ وہ دونوں مصری الاصل ہیں۔

نہ جانے کب تک وہ انہی خیالات میں محو رہتا۔ اگر اس کی نظر جہ دیس پر نہ پڑ جاتی جو سامنے کے سامنے رقص میں اپنے ساتھ شہزادی زسکا کا نام لکھے جا رہا تھا۔ جہ دیس کی اس دیدہ دلیری نے اسے خبردار کر دیا۔ اور اس نے آگے بڑھ کر ذرا اگرم ہو کر کہا۔

"شہزادی صاحبہ! آپ نے میرے ساتھ رقص کا پہلے وعدہ کیا تھا۔"

"بالکل ٹھیک" شہزادی نے مسکرا کر جواب دیا۔ "میں آپ کے ساتھ رقص کرنے کو حاضر ہوں۔ دوسری باری موسیو جہ دیس کی ہو گی۔ بڑا دل پسند راگ بجایا جا رہا ہے۔ چلو چلیں نا"

ڈینیزل مرے نے ارد گرد کھڑے لوگوں کی طرف فخریہ نظروں سے دیکھا اور بولا۔

”ہاں آپ نے یہ نہیں بتایا۔ کہ آج آپ کون سا پارٹ کریں گی۔ بلاشبہ کسی قدیم اور مشہور ملکہ کا۔“

”نہیں“ شہزادی نے جواب دیا۔ ”میں آج ایک ایسی ہستی کا کردار ادا کروں گی جو کبھی کسی زمانے میں خاص شہرت رکھتی تھی۔ اور جس کا نام بھی نصف میرا نام یعنی زمکا چارمیزل تھا۔ فراموش شدہ تاریخوں میں اسے مصر کے ایک مشہور جنگجو ادالکسانز کے حرم میں منظورِ نظر ملکہ کا مقام حاصل تھا۔“

یہ کہہ کر شہزادی نے ایک لمحے کے لئے توقف کیا۔ اور پھر اپنی نظریں جبہ ولیس پہ گاڑ کر اسے مخاطب کر کے بولی۔

”ہاں۔ میں چارمیزل ہوں۔ اور وہ ایک بدقماش عورت تھی۔ یا کم از کم موجودہ انگریزی نسل اسے ایسا خیال کرے گی۔ کیونکہ ادالکسانز کے ساتھ اس کی شادی کی رسوم ادا نہیں ہوئی تھیں۔“

”یہ بات کم از کم ہمارے فرانس میں تو اسے بدقماش نہیں بنا سکتی“ جبہ ولیس نے ہنستے ہوئے کہا۔ ”بلکہ وہاں تو وہ اور بھی زیادہ دلربا خیال کی جائے گی۔“

”آہ تب تو موجودہ فرانس قدیم مصر کی طرح ہے“ شہزادی مسکرا کر بولی ”اور شائد ایسے فرانسیسی بھی مل سکتے ہیں۔ جو ادالکسانز سے مشابہت رکھتے ہوں؟“

”میرا ملک ایسے لوگوں سے بھرا پڑا ہے۔“ جبہ ولیس نے جواب دیا۔ ”کیا وہ کوئی بڑا مشہور شخص تھا۔“

”ہاں“ شہزادی بولی ”جس طرح آج آپ زمانے کے سب سے بڑے فن کار ہیں۔ اسی طرح وہ بھی اپنے وقت کا سب سے بڑا جنگ آزما تھا۔“

"خوبصورت چار مینزل" جہ ولیس نے کہا۔" تو مجھے بنا رہی ہے۔" لیکن یہ الفاظ زبان سے ادا کرتے ہی جہ ولیس کو یوں محسوس ہوا۔ جیسے اسے کسی خوفناک جانور نے کاٹ لیا ہو۔ ایک منٹ کے لئے اس کے حواس باختہ ہو گئے۔ شہزادی نے استعجاب بھری نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے کہا۔

"موسیو جہ ولیس! آپ کو کچھ تکلیف ہے؟"

"نہیں۔ کچھ نہیں۔ اوہ! یہ معمولی بات ہے۔" جہ ولیس اپنے آپ کو سمجھاتے ہوئے بولا: " ڈینزل راگ تمہیں مدعو کر رہا ہے۔ جب آپ شہزادی کے ساتھ اپنا رقص ختم کریں گے۔ تو میں اپنی باری لینے کو آجاؤں گا۔ اس وقت تک کے لئے خدا حافظ"

کمرہ رقص میں داخل ہوتے وقت شہزادی نے گردن موڑ کر جہ ولیس کی طرف دیکھا۔ جو اب تک وہیں کھڑا تھا۔ دونوں کی آنکھیں چار ہوئیں۔ اور وہ حسین عورت کمرہ رقص میں غائب ہو گئی۔

جہ ولیس کمرے میں اکیلا رہ گیا۔ تو وہ دھڑام سے پاس پڑی کرسی پر گر پڑا۔ اس کا سارا چہرہ پسینہ پسینہ ہو رہا تھا۔ اسے یوں محسوس ہو رہا تھا۔ جیسے اس کا جسم بخار میں پھنک رہا ہے۔ اور اس کا ذہن یہ سوچنے میں محو تھا۔ کہ اس نے شہزادی کو پہلے کہاں دیکھا ہے۔

چار مینزل! چار مینزل!! اس نام کا اس سے کیا تعلق رہا ہے؟ پھر ایک لمحے کے لئے زسکا کا چہرہ اس کی نظروں کے سامنے آیا۔ اس کے بالوں کی خوشبو اس کے ذہن میں گھسی۔ اسے یوں محسوس ہوا جیسے اسے نشہ سا ہو رہا ہے۔ اس کا دم گھٹا جا رہا ہے۔

پھر وہ یکدم جوش کے ساتھ اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ کمرۂ رقص سے

خوش آمیز موسیقی کی لہریں اس کی طرف بھی چلی آ رہی تھیں۔ لیکن اس نے کچھ نہ سنا۔ کچھ نہ دیکھا۔ اور وہ اپنے آپ کو مخاطب کرتے ہوئے بولا۔
"خداوندا! کیا یہ ممکن ہے کہ میں اس عورت پر عاشق ہو گیا ہوں"

کمرۂ رقص کے پرہنگام ماحول سے نکل کر ہواخوری کے خیال سے ڈاکٹر ڈین باہر باغ میں نکل آیا۔ وہاں وہ موریل سے باتیں کر رہا تھا۔ کہ ایک نازک اندام دوشیزہ نے جو یونانی راہبہ کی سفید پوشاک زیب تن کئے تھی آکر ڈاکٹر ڈین کے شانے پر ہاتھ رکھ کر کہا۔

"کیا آپ مجھے ایک منٹ دیں گے؟"

ڈاکٹر بولا۔

"مس مرے! کیوں نہیں۔ کہو کیا بات ہے؟"

موریل چھوٹنڈ دوبارہ کمرۂ رقص کی طرف چلی گئی۔ ڈاکٹر ڈین نے کچھ دیر مس ہیلن مرے کے ساتھ خاموش چلنے کے بعد کہا۔

"کیا بات ہے! تم دکھی معلوم دیتی ہو۔"

مس ہیلن مرے نے اپنی نازک خاکستری مائل بنفشی آنکھیں اٹھائیں۔ اور ڈاکٹر کی طرف دیکھ کر بولی۔

"کاش کہ ہم مصر نہ آئے ہوتے۔ میرا دل گواہی دیتا ہے۔ کہ ہم پر کوئی بھاری مصیبت آنے والی ہے۔ آہ ڈاکٹر صاحب کیا آپ نے میرے بھائی کی

حالت کا مشاہدہ کیا ہے؟"

"ہاں" ڈاکٹر نے مختصر جواب دیا۔

"پھر آپ کس نتیجہ پر پہنچے ہیں۔" ہیلن نے پوچھا "کیا اس کی عجیب حالت اور تند مزاجی کی کوئی وجہ بتا سکتے ہیں۔" یہ کہتے ہوئے باوجود کوشش کے بھی اس کے آنسو تھم نہ سکے۔ ڈاکٹر چلتے چلتے رک گیا۔ اور اس کے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیتے ہوئے بولا۔

"میری عزیزہ ہیلن! اس طرح جان کو ہلکان کرنا ٹھیک نہیں ہے میں نے ڈینزل جروپس اور نرس کا سب کا مشاہدہ کیا ہے۔ میں نے تمہارا مطالعہ کیا ہے۔ لیکن نتیجہ کیا؟ انہونی جس کا کوئی علاج نہیں۔ امرٹ تقدیر ہر شخص عاشق ہو رہا ہے۔ سوائے میرے اور ایک اور شخص کے۔ وہ لڑکی جس نے دکھ تکلیف کا یہ سارا تانا بانا تیار کیا ہے وہ پراسرا شہزادی نرس کا ہے۔ اور اسے خود کسی سے محبت نہیں۔ جیسے مجھے کسی سے محبت نہیں۔ اسے اور مجھے نکال کر سارا ہوٹل محبت کے چنگل میں گرفتار ہے۔ اور تم بھی اس سے باہر نہیں"

ہیلن نے اپنے ہاتھ اس کے ہاتھوں سے کھینچ لئے اور گھبرا کر بولی۔

"ڈاکٹر تم غلطی پر ہو"

"ڈاکٹر ڈین نے محبت کے معاملہ میں کبھی غلطی نہیں کھائی۔" ڈاکٹر نے اطمینان سے کہا "لیکن عزیزہ من۔ ناراض ہونے کی ضرورت نہیں۔ میں تمہیں اور تمہارے بھائی کو اس وقت سے جانتا ہوں جب تم دونوں ننھے ننھے یتیم رہ گئے تھے۔ اگر میں تم سے کھلے الفاظ میں بات چیت نہ کروں۔ تو کون کرے۔ ہیلن! تم محبت کرتی ہو اور وہ بھی سخت بے عقلی سے۔ آرمند جروپس کے متعلق میں نے سنا تو کئی بار تھا۔ لیکن اسے دیکھا آج ہی ہے۔ اور میں تمہیں صاف کہتا ہوں کہ میں اسے پسند نہیں کرتا۔"

ہیلن کے چہرے کی ساری سرخی اڑ گئی۔ اس کا رنگ پیلا پڑ گیا چہرہ غمگین ہو گیا۔

"دو سال ہوئے وہ سکاؤٹ لینڈ میں ہمارے پاس رہا تھا۔ اور بہت خوش مزاج . . . . ." وہ اپنی بات پوری نہ کہہ سکی۔

"نہیں نہیں ہیلن" ڈاکٹر بولا" جرویس تنہا رہے لائق نہیں ہے۔ تمہارے لئے اس سے بہتر آدمی ہونا چاہیئے۔ کیا آج رات اس نے تمہیں کچھ کہا ہے؟"

"ہاں وہ میرے ساتھ ناچا ہے"

"کتنی بار؟"

"ایک بار"

"اور شہزادی زرسکا کے ساتھ؟"

ہیلن کا سر نیچے جھک گیا۔ اور وہ کوئی جواب نہ دے سکی۔

یکدم ڈاکٹر نے اسے شانے سے پکڑ کر کہا۔ "دیکھو"

ہیلن کی خوبصورت آنکھوں نے دو انسانوں کو دیکھا۔ جو برآمدے سے نکل کر چھٹکی ہوئی چاندنی میں جا رہے تھے۔ ان میں سے ایک کا بدمسردار کی اور دوسرے کی چمکدار سنہری پوشاک نے اسے صاف بتا دیا۔ کہ وہ آرمنڈ جرویس اور شہزادی زرسکا ہیں۔

"چلو اندر چلیں" ہیلن نے کہا۔

"واہ اندر کیوں چلیں" ڈاکٹر نے جواب دیا" کیوں نہ چل کر ذرا ان سے دو چار باتیں کریں"

لیکن ہیلن نہ مانی اور وہ راس کورٹنی کے ساتھ رقص کرنے کا بہانہ بنا کر اندر بھاگ گئی۔

ڈاکٹر ڈین آہستہ آہستہ چلتا جب ویلس اور شہزادی زمسکا کے قریب پہونچا تو شہزادی بولی۔

"ڈاکٹر صاحب! چاندنی میں سیر کا لطف اٹھا رہے ہو؟"

"لطف.... کاہے کا.... چاندنی میں سیر...... ہاں.... ٹھیک" ڈاکٹر جانے کن خیالوں میں مگن تھا۔ پھر اپنے آپ پر قابو پاتے ہوئے بولا "شہزادی صاحبہ معاف کرنا۔ کئی بار میرا دل کہیں سے کہیں جا پہنچتا ہے۔ ہاں رات مجھے سوچنے اور غور و خوض کے لئے بہت موزوں معلوم دیتی ہے۔ ایسے وقت میں قدیم تاریخ یاد آئے بغیر نہیں رہتی۔"

"غالباً" جب ویلس نے کہا "وہ بھی ہماری موجودہ تاریخ جیسی ہی تھی۔"

"مجھے اس میں شک ہے۔" ڈاکٹر نے جواب دیا "تاریخ بنانے والے انسان ہیں۔ اور میرے خیال میں تہذیب کے ابتدائی زمانہ میں انسانوں کا کریکٹر آج کی نسبت زیادہ زوردار جوشیلا اور زبردست تھا۔ان دنوں لوگ کارہائے نمایاں کے شائق تھے۔"

"اور سب سے بڑی شان یہ سمجھی جاتی تھی" جب ویلس ہنستے ہوئے بولا۔ "کہ ایک آدمی اپنے جیسے کتنے انسانوں کو زیادہ مار سکتا ہے۔ شہزادی صاحبہ ابھی ابھی مجھے زمانہ قدیم کے ایک مشہور جنگجو آراکساز کے متعلق کچھ ایسا ہی بتا رہی تھیں۔"

"آراکساز بلاشبہ ایک بڑا آدمی تھا" شہزادی نے مترنم لہجہ میں جواب دیا۔ "لیکن آج وہ فراموش شدہ ہیرو ہے۔ موجودہ محققوں میں سے کسی کو اس کے متعلق کچھ بھی معلوم نہیں، بلکہ انہیں اس کی قبر کا بھی پتہ نہیں ملا۔ گو وہ ان ہی اہرام میں ایک بادشاہ کے سے اعزاز کے ساتھ دفن کیا گیا تھا۔ بلاشبہ تمہارے علماء کسی روز اسے کھود نکالیں گے۔"

"میرا خیال ہے" ڈاکٹر بولا " کہ اہرام مصر کی کافی چھان بین کی جا چکی ہے اور اب کام کی جگہ اندر باقی نہیں رہی"

"نہیں؟" شہزادی ہنسی مگر اس کی ہنسی میں خوشی کی جگہ نفرت نمایاں تھی

"ہاں میرا خیال ہے تم مجھ سے بہتر جانتے ہو"

جہرولیس بولا "آرالکسانز کے متعلق میرے دل میں آج بہت ہی دلچسپی پیدا ہو رہی ہے قاہرہ آنے سے پیشتر اگر مجھے اس کا علم ہو جاتا۔ تو میں آج ارالکسانز ہی بن کر آتا"

"ناکہ" ڈاکٹر نے کہا۔ "چارمیزل کے عاشق کا پارٹ ادا کر سکتے؟"

"ٹھیک" جہرولیس نے جواب دیا "میں کہہ سکتا ہوں کہ یہ پارٹ میں بھی اچھی طرح سے ادا کرتا"

"میرا خیال ہے۔" ڈاکٹر بولا " تم کوئی بھی پارٹ ادا کر سکتے ہو۔ بعض لوگوں کے لئے عشق اور عاشقی معمولی بات ہے۔" جس وقت ڈاکٹر نے یہ کہا شہزادی اس کی طرف دیکھ کر مسکرائی۔ اس وقت اس کی سیاہ آنکھوں میں خوفناک قسم کی چمک تھی۔

پھر اس نے ڈاکٹر کے بازو پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

"ڈاکٹر صاحب آئیے ذرا مجھ سے بات چیت کیجئے۔ میں تھک گئی ہوں۔ جہرولیس صاحب تو یہی چاہیں گے۔ کہ میں ساری رات ناچتی رہوں۔ لیکن میں بہت سست ہوں میں جیپتی اور چالاک لیڈی فلک وارڈ اور دیگر انگریز مردوں اور میموں کے لئے چھوڑتی ہوں۔ مجھے سستی پسند ہے"

"روسی عورتوں کا عموماً یہی حال ہوتا ہے" ڈاکٹر بولا۔

"لیکن میں تو روسی نژاد نہیں" شہزادی نے ہنس کر جواب دیا۔

"میں اس امر سے واقف ہوں" ڈاکٹر نے کہا "گو اس ہوٹل میں ہر شخص

آپ کو وہ سمجھ رہا ہے۔ لیکن میرا خیال شروع سے ہی اس کے خلاف رہا ہے"
" ہوٹل والے سب غلطی پہ ہیں" شہزادی اپنی خوبصورت بھوؤں کو دلربایانہ انداز میں اٹھاتے ہوئے بولی "انہیں راہ راست پہ لانے کے لئے میں کیا کروں ؟"

"کچھ نہیں" ڈاکٹر بولا" وہ جس تاریکی میں پڑے ہیں پڑے رہنے دو۔ میں تو انہیں کبھی بھی اصلیت سے واقف نہیں کروں گا۔ گو مجھے آپ کی قومیت کا علم ہے"

شہزادی کے چہرے پر شک و شبہ کے آثار نظر آئے اور اس نے حیرت سے کہا۔

" کیا سچ مچ تمہیں علم ہے! لیکن ممکن ہے باقی لوگوں کی طرح تم بھی غلطی پر ہو"

" ناممکن" ڈاکٹر نے اصرار کیا" شہزادی صاحبہ آپ مصر میں پیدا ہوئیں۔ مصر سے پیدا ہوئیں۔ اور آپ خالص الاصل مصری ہیں۔ خالص مشرقی ہیں۔ کیا میں غلط کہہ رہا ہوں؟"

" ڈاکٹر! تم اصلیت کے بہت قریب پہنچ گئے ہو" شہزادی نے جواب دیا" لیکن بالکل قریب نہیں میں ابتداً مصر سے ہوں"

" ابتداً .... ہاں۔ میں یہی کہنا چاہتا تھا" ڈاکٹر بولا" آئیے کھانے کا وقت ہوگیا ہے۔ اندر چلیں"

یہ کہہ کر ڈاکٹر نے شہزادی کو اپنا بازو پیش کیا۔ لیکن جبرولیس جلدی سے آگے آکر بولا" شہزادی"

لیکن شہزادی نے اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔

"موسیو جبہ دیس ہم صحرا میں نہیں۔ جہاں بد دسر دا رمی مانی کر سکتا ہو۔ میں نے تمہارے ساتھ ایک دفعہ ناچنے کا وعدہ کیا ہے۔ جس وقت ناچ شروع ہو۔ اندر آ جانا۔ میں کھانے کے کمرے میں تمہارا انتظار کر رہی ہوں گی"

یہ کہہ کر وہ ڈاکٹر ڈین کے ہاتھ میں ہاتھ دیتے آگے نکل گئی۔

اس وقت جب کہ آرمنڈ جبرولیس سگرٹ سلگائے ابھی تک وہیں ٹہل رہا تھا۔ ڈینزل مرے وہاں آیا۔ اور اس کے کندھے پہ ہاتھ رکھ کر بولا۔

"جبرولیس! میں تم سے کچھ کہنا چاہتا ہوں"

"کہو دوست" جبرولیس نے کہا "کیا کہتے ہو!"

ڈینزل نے اپنے ہونٹ کاٹے ہاتھوں کی مٹھیاں زور سے بند کیں۔ جیسے دلی جذبات کو دبانے کی کوشش کر رہا ہو۔

"شہزادی نرسکا . . . . . ." اس نے کہنا چاہا لیکن بات مکمل نہ کر سکا

"شہزادی نرسکا۔ ہاں اسے کیا ہوا؟" جبرولیس نے مسکرا کر سگریٹ کی راکھ جھاڑتے ہوئے پوچھا۔ "ہوٹل میں جسے دیکھو اسی کا ذکر کرتا ہے۔ ہر بات شہزادی نرسکا کے الفاظ سے ہی شروع ہوتی ہے۔ قسم ہے تمہاری۔ کیا مزے دار بات ہے"

"تمہارے لئے مزیدار ہو گی۔ لیکن میرے لئے نہیں۔ میرے لئے یہ زندگی اور موت کا سوال ہے" یہ کہہ اس نے قدرے توقف کیا۔ جبرولیس نے اس کی طرف دیکھا اور ڈینزل دوبارہ بولا۔

"جبرولیس! ہم آج تک بڑے اچھے دوست رہے ہیں۔ مجھے سخت افسوس ہوگا۔ اگر اب ہمارے درمیان کوئی بات آ گئی۔ اس لئے میں جو کچھ دل میں ہے صاف صاف کہہ دینا چاہتا ہوں" یہ کہہ کر اس کا چہرہ پیلا پڑ گیا۔ ایک

لمحہ کے بعد اس کی آنکھوں میں کسی خاص جذبہ کی تیز چمک نمودار ہوئی اور یک بیک اس کی زبان سے یہ الفاظ نکلے۔

"جیرولیس! مجھے شہزادی زرسکا سے عشق ہے"

جیرولیس نے سگریٹ پھینک دیا۔ اور وحشیانہ انداز سے ہنستے ہوئے بولا۔

"میرے دوست! مجھے تمہاری حالت دیکھ کر رنج ہوا ہے۔ تمہاری حالت پر ہی نہیں اپنی حالت پر بھی۔ میں دلی طور پر اس کے لئے متاسف ہوں۔ یہ بدقسمتی ہے لیکن اٹل جس کا کوئی چارہ نہیں۔ تمہیں شہزادی زرسکا سے عشق ہے مصر اور عیسائیت کے سارے دیوتاؤں اور خداؤں کی قسم میں خود اسی مرض میں مبتلا ہوں۔"

ڈینزل کا چہرہ سرخ ہو گیا۔ وہ تند لہجہ میں بولا۔

"تم اس سے عشق رکھتے ہو؟ تم جو ہمیشہ یہ گپ مارا کرتے تھے۔ کہ میرے اندر دل ہی نہیں۔ عورتیں ماڈل کے سوا میرے لئے کوئی کشش نہیں رکھتیں آج تم کہہ رہے ہو۔ کہ تمہیں اس عورت سے عشق ہو گیا ہے جسے آج رات سے قبل تم نے دیکھا ہی نہیں"۔

"ٹھیرو" جیرولیس نے برہم ہو کر کہا۔ "جو کچھ تم نے کہا ہے۔ مجھے اس کے متعلق شک ہے۔ میں نے اسے کہیں نہ کہیں دیکھا ضرور ہے۔ کہاں؟ میں نہیں کہہ سکتا۔ وہ آگ جس نے میری نبض میں حرارت پیدا کر رکھی ہے۔ کسی پرانے جذبہ سے پیدا ہوئی ہے۔ جو یک دم جاگ اٹھا ہے۔ میرے عزیز دوست! آؤ ایمانداری سے باہم بات کریں۔ شہزادی کے عناصر میں کوئی ناپاک چیز ایسی ہے۔ جو ہمارے اندر ویسے ہی ناپاک جذبات کو حرکت دے رہی ہے۔ اور اس کی طاقت سے ہم کو گزرنا ہوگا۔ میرے بھائی! مجھے اپنے لئے اتنا افسوس نہیں جتنا تمہارے لئے ہے۔ کیونکہ میں جانتا ہوں تمہارے اندر وہ چیز موجود ہے جسے فی زمانہ نفرت اور حقارت سے دیکھا جاتا ہے۔ یعنی قوت احساس! میرے اندر یہ چیز

موجود نہیں۔ میرے اندر دل نہیں۔ لیکن جذبات اور وہ بھی حیوانی جذبات موجود ہیں۔ جنہیں خوراک ضرور پہنچنی چاہیئے۔ اور سچ تو یہ ہے۔ کہ ان جذبات کو خوراک پہنچانا ہی میں اپنا مقصدِ حیات سمجھتا ہوں۔"

"کیا اس معاملہ میں بھی تم جذبات کی سیری کو سامنے رکھتے ہو۔" ڈینیزل نے پوچھا۔

"یقیناً" جیرولیس نے جواب دیا۔ "اگر ممکن ہو سکے۔"

"اس صورت میں" ڈینیزل نے پرجوش لہجہ میں کہا۔ "آج سے ہمارے تعلقات منقطع ہوتے ہیں۔ شہزادی نرسکا کے ایک ایک تبسم اور ایک ایک نگاہ کے لئے جنگ ہوگی۔ پیشتر اس کے کہ تم اپنے جذبات کی تسکین کر سکو تمہارا نام صفحہ ہستی سے مٹ چکا ہوگا۔"

جیرولیس نے ڈینیزل کو سر سے پاؤں تک ایک نظر دیکھتے ہوئے کہا۔

"کیا سچ مچ تمہاری یہ خواہش ہے؟ لیکن تم ابھی بچے ہو۔ تمہاری عمر کیا ہے؟ اوہ یاد آیا بائیس برس جب کہ میں اٹھتیس کا ہوں۔ اس لئے عمر کے لحاظ سے بھی تمہاری جان تمہارے لئے زیادہ قیمتی ہے۔ لہٰذا اگر تم چاہو تو بڑی خوشی سے مجھے مار سکتے ہو۔ میری کمر میں اس وقت ایک بہت اچھا خنجر ہے۔ اور اور اس سے تم اپنے مقصد میں کامیاب ہو سکتے ہو۔ اگر تم مجھے مارنا چاہو تو میں تمہارے خلاف ہاتھ نہیں اٹھاؤں گا۔ لیکن یاد رکھو تم مجھے اس عورت سے محبت کرنے سے باز نہیں رکھ سکتے۔ بہتر ہوگا۔ کہ ہم خود اس عورت کے انتخاب پر فیصلہ چھوڑ دیں۔ اور جو کچھ وہ کہے اس کے سامنے سرِ تسلیم خم کر دیں۔ کہو کیا کہتے ہو۔ تمہاری اس کی واقفیت کئی دن سے ہے۔ اور میں ابھی دو گھنٹے ہوئے اس سے متعارف ہوا ہوں۔"

یہ کہہ کر اس نے کمر میں لٹکتا ہوا خنجر کھول کر ڈینیزل کی طرف بڑھایا۔ اور دوبارہ بولا۔

"میرے بہادر دوست! ایک بھرپور ہاتھ اور تم میری رگوں میں سے زہریلا بخار کو ہمیشہ کے لئے خارج کر سکتے ہو۔ لیکن جب تک تمہارا قاتلانہ ہاتھ حرکت میں نہیں آئے گا۔ یہ بخار چڑھتا اور بڑھتا چلا جائے گا۔ تاوقتیکہ انتہا پر نہ پہنچ جائے۔ اور پھر......"

"اور پھر؟"

"پھر؟ اوہ خدا ہی جانتا ہے۔ کہ پھر کیا ہوگا۔"

"تم مخبول کرتے ہو" ڈینیزل نے ہاتھ سے خنجر کو پرے ہٹاتے ہوئے کہا۔ "لیکن تم ان خوفناک خیالات سے واقف نہیں ہو جو میرے دل میں ہیں۔ میں خود مانتا ہوں کہ اس عورت کے اندر ایک مخصوص کشش ہے۔ جسے پاکیزہ نہیں کہا جا سکتا۔ لیکن اس سے کیا؟ بعض اوقات آدمی بدعورتوں سے محبت نہیں کرتے؟"

"ہمیشہ؟" جرولیس نے استفسار کیا۔

"جرولیس" ڈینیزل نے جواب دیا "جب سے میں نے اس کا چہرہ دیکھا ہے۔ خدا جانتا ہے میری ساتھ کیا بیت رہی ہے۔ اس کی آنکھیں مجھے پاگل بنا دیتی ہیں۔ اس کا ہاتھ میرے جسم کے کسی حصہ سے چھو جائے۔ تو نامعلوم طور پر کھچا چلا جاتا ہوں........"

"جہنم کی طرف۔" جرولیس نے کہا "کیونکہ خوبصورت عورتوں سے محبت کرنے والوں کی آخری منزل وہی ہوتی ہے۔" لیکن ڈینیزل اس کی بات پر توجہ دئے بغیر کہتا رہا۔

"میری اپنی بدبختی کیا کم تھی کہ اس میں اور اضافہ کرنے کے لئے تم آن

موجود ہوئے۔ وہ کونسی بری قسمت تھی۔ جو تمہیں قاہرہ میں کھینچ لائی۔ بلاشبہ اب میرے لئے کوئی امید نہیں رہی۔ تم کامیاب ہو گئے ہو گے۔ کیا تعجب اگر میں کسی وقت تمہارے قتل پر کمربستہ ہو جاؤں"۔

"مجھے سوائے اپنے آپ پر کسی پر تعجب نہیں ہوتا"۔ جم ولیس نے جواب دیا "اور میں پوری صداقت کے ساتھ تمہارے الفاظ دہراتا ہوں۔ کہ وہ کونسی بری قسمت تھی جو مجھے یہاں کھینچ لائی۔ لیکن اب میں آگیا ہوں اور یہاں رہنے پر تلا ہوا ہوں۔ لہٰذا میرے عزیز دوست ہمیں لڑائی سے بچنا چاہیئے۔ تم زسکا سے محبت کرتے ہو مجھے اس پر کوئی غصہ نہیں۔ اس طرح تم بھی اپنا غصہ تھوک دو۔ اور فیصلہ اسی عورت پر چھوڑ دو جسے میرے خیال میں میری پروا ہے نہ تمہاری سوائے اپنے حسن کے اسے کسی کی بھی پروا نہیں اور سچ تو یہ ہے کہ اس کی ذات کا حسن ہی اسے منہمک رکھنے کے لئے کافی ہونا چاہیئے۔ ہاں ڈینزل ذرا بتاؤ تو سہی اگر تم کامیاب ہو جاؤ۔ تو زسکا کو واقعی اپنی بیوی بنا لو گے"؟

"بالضرور"

"تمہارے اس مبارک اور شریفانہ خیال پر میں تمہیں مبارکباد دیتا ہوں"۔ جم ولیس بولا" یاد رکھو اس کے لئے تمہیں پورا موقعہ دیا جائے گا۔ کیونکہ کچھ ہو جائے میں شہزادی زسکا کو میڈم جم ولیس کبھی اور کسی صورت میں نہیں بنائیگا۔ لیکن اگر اس نے تمہارے ساتھ محل کی ملکہ بننے سے انکار کر دیا۔ تو میں خاموش نہیں رہوں گا۔ یہ سچ ہے۔ کہ وہ میڈم جم ولیس یا ایک فرانسیسی گھر کی ملکہ نہیں بنے گی۔ بلکہ اسے وہی کام کرنا ہوگا جس کا اس نے آج بھروپ بھرا ہے۔ گو قدیم مصر کا دور گذر چکا ہے۔ لیکن اسے اب بھی کسی اور امارت کے لئے چار منزل بننا ہوگا"؟

کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد اس نے ڈینزل سے کہا۔

"اس لئے میرے عزیز دوست یا دشمن جب تک وہ خود ہمارے متعلق اپنا فیصلہ ظاہر نہیں کر دیتی ہمیں بکری پر لڑنے والے بھیڑیوں کی طرح ایک دوسرے کا گلا کاٹنے کے لئے تیار نہیں ہونا چاہئے۔ کہو۔ کیا منظور ہے؟"

ڈینزل کی خاموشی نے نیم رضا کا اظہار کیا۔

"ڈینزل حوصلہ رکھو" جرولیس نے دلاسا دیتے ہوئے کہا" میں تمہاری محبت کی راہ میں رکاوٹ نہیں بنوں گا۔ تمہارے ارادے پاک ہیں اور تمہاری خواہشات اعلےٰ۔ شہزادی کے لئے بہتر ہو گا۔ اگر وہ انہیں منظور کرے۔ کیونکہ تمہاری محبت دیرپا ہو گی۔ جب کہ میری محض چند روزہ"

"اوہ" ڈینزل بولا" اگر شہزادی کے متعلق تمہارے یہی ارادے ہیں۔ تو جتنی جلدی بھی اسے اس کا علم ہو جائے بہتر ہو گا۔"

"بیشک بیشک" جرولیس نے قہقہہ مارتے ہوئے کہا" جو تمہارا جی چاہے۔ اس سے جا کر کہہ دو۔ مجھے اس امر کی پرواہ نہیں۔ کیونکہ اگر اس نے مجھ سے محبت کرنی ہے۔ تو میرے متعلق بری سے بری بات بھی اسے باز نہ رکھ سکے گی۔ کیوں کہ وہ محبت کسی اور ہی چیز کے سبب ہو گی۔ جسے ہم نہ تو بیان کر سکتے ہیں اور نہ بتانے کی طاقت رکھتے ہیں۔ جو اتنی زبردست ہے جس کی مدافعت ناممکن ہے۔ میں اب جاتا ہوں۔ شہزادی کے ساتھ ناچنے کا وقت قریب آرہا ہے۔ میرے دوست! تم دعشہ کھو دو۔ شہزادی کی خاطر میں تم سے کبھی بھی لڑائی نہیں کروں گا۔ میں تمہارے خون سے ہاتھ رنگنے نہیں چاہتا۔ کیونکہ مجھے یقین ہے۔ کہ اگر ہم دونوں میں سچ مچ لڑائی ہو گئی۔ تو اس کا نتیجہ میری نہیں بلکہ تمہاری موت ہو گی۔"

یہ الفاظ کہتے وقت جبر ولیس کا لہجہ پر رعب تھا۔ ڈینزل مرے کے لب بند تھے۔ لیکن اس کا سانس تیزی سے آ جا رہا تھا۔ اس کے انداز سے جو اظہار دشمنی ہو رہا تھا۔ جبر ولیس اس سے ناواقف نہیں تھا۔ لیکن اس نے اس پر مسکرا دینے پر ہی اکتفا کی اور خاموشی سے وہاں سے چل دیا۔

رقص کے دوران میں ہر شخص شہزادی زسکا اور آرمنڈ جروبیس کی موزوں اور حسین جوڑی کو محوِ رقص دیکھنے میں منہمک رہا۔

اختتام رقص پر شہزادی زسکا جروبیس کے بازو کا سہارا لئے کمرۂ رقص سے باہر نکلی۔ ماس کورٹنی ابھی تک یہ فیصلہ نہیں کر پایا تھا۔ کہ وہ ان کے پیچھے جائے یا وہیں کھڑا رہے کہ اتنے میں ڈاکٹر ڈیون آن پہنچے۔ اور مسکراتے ہوئے بولے۔

"آج کی رات کیسی شاندار اور دلچسپ ہے۔ مجھے جتنا دلچسپی کا سامان آج ملا ہے کبھی نہیں ملا۔"

"ڈاکٹر صاحب" کورٹنی نے کہا" لیکن میرا خیال مختلف ہے۔ آپ کو فینسی ڈریس رقص میں بھلا کیا دلچسپی ہو سکتی ہے"

"کیوں! ہاں کئی رقص ایسے ہیں جن سے مجھے دلچسپی نہ ہو۔" ڈاکٹر نے جواب دیا۔" لیکن آج کے رقص میں تو کئی واقعات ایسے وقوع پذیر ہوئے ہیں کہ انہوں نے میرے لئے تحقیقات کا ایک نیا اور وسیع میدان کھول دیا ہے۔"

اس وقت کورٹنی کی نظریں شہزادی زسکا کے حسن جہاں سوز کا نظارہ کر رہی تھیں۔ اس نے اس سے بے رخی سے کہا۔ "ہاں"

ڈاکٹر مسکراتے ہوئے بولا۔ "ہاں! میں سمجھتا ہوں۔ مجھے ایک دلچسپ عقدہ کی گرہ کشائی کی چابی مل گئی ہے۔ لیکن میں دیکھتا ہوں۔ تمہاری توجہ دوسری طرف ہے اور تعجب نہیں۔ کیونکہ شہزادی زمسکا بڑی خوبصورت عورت ہے۔ بہت خوبصورت۔ ہاں کیا تمہیں بھوتوں کی ہستی پر یقین ہے؟"

ڈاکٹر نے یہ سوال ایسا یک بہ یک کیا تھا۔ کہ کورٹنی کو کوئی جواب بن نہ آیا۔ اور وہ صرف یہ کہہ سکا۔

"بھوتوں پہ! نہیں میں نہیں کہہ سکتا۔ کہ مجھے ان کی ہستی پہ یقین ہے۔ میں نے خود آج تک بھوت نہیں دیکھا۔ اور نہ ہی کسی ایسے بھوت کے متعلق سنا ہی ہے۔ جو بعد میں محض دھوکے کی ٹٹی ثابت نہ ہوا ہو۔"

"اوہ! میرا مطلب معمولی بھوتوں سے نہیں جو خراب ہاضمہ کی پیداکش ہوتے ہیں۔ نہیں نہیں۔ جس وقت میں لفظ "بھوت" کا استعمال کرتا ہوں۔ تو میری مراد ان بھوتوں سے ہے جنہیں اپنی ہستی جتانے کے لئے نصف شب کے وقت کی ضرورت نہیں۔ اور جو نہ ہی مرغ کے بانگ دینے کیساتھ غائب ہو جایا کرتے ہیں۔ میری مراد ان بھوتوں سے ہے۔ جو ہمارے درمیان دنوں بلکہ اپنے مشن کی انجام دہی کے لئے سالوں تک ہمارے سوشل حلقوں میں رہتے ہیں۔ جو ہم سے باتیں کرتے ہیں۔ ہمارے رسوم و رواجات کی نقل اتارا کرتے انہیں انجام دیتے ہیں۔ ہمارے ساتھ ہاتھ ملاتے۔ ہنستے بولتے اور ناچتے ہیں۔ اور ظاہری نگاہ میں بالکل انسان ہی معلوم دیتے ہیں۔ میرے بھوت وہ ہیں۔ جنہیں "سائنٹیفک بھوت" کہا جا سکتا ہے۔ اس وقت بھی وہ سینکڑوں بلکہ شاید ہزاروں کی تعداد میں اس دنیا کے اندر موجود ہیں۔"

کورٹنی کے جسم پہ کپکپی چھا گئی۔ ڈاکٹر کی گفتگو کی سمجھ اسے نہیں آتی تھی اس نے کہا۔

"خداوندا! کیا یہ سچ ہے؟ نہیں پرانے لوگوں کا بھوت آپ کے بیان کردہ بھوت سے اچھا ہے۔ کیوں کہ کم از کم اس کی بابت تو معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ کیا چیز ہے؟ لیکن ایک سائنٹیفک بھوت جو ہماری سوسائٹی میں موجود ہے۔ جو ہماری طرح ہم سے بات چیت کرتا ہے۔ ہم سے ملتا جلتا ہے۔ اور ہر بات میں انسان نظر آتا ہے۔ لیکن انسان نہیں۔ اوہ! یہ خیال ایک خوفناک خیال ہے۔ کیا آپ یہ یقین کرتے ہیں۔ کہ ایسی خوفناک چیز سچ مچ موجود ہے؟"

"مجھے نہ صرف اس امر پر یقین ہے۔ بلکہ میں اسے جانتا بھی ہوں" ڈاکٹر بولا۔

"کیا آپ نے جو کچھ کہا ہے۔ آپ سنجیدگی سے کہہ رہے ہیں؟"

"میں جو کچھ میری زبان سے نکلے خواہ وہ مذاق ہی کیوں نہ ہو۔ سنجیدگی سے کہا کرتا ہوں؟"

"میں اقرار کرتا ہوں کہ مجھے آپ کی بات کی سمجھ نہیں آئی"

ڈاکٹر ڈین نے ایک عجیب طرز سے مسکرا کر کہا" شائد میں اپنے خیالات کا اظہار اچھی طرح نہیں کر سکا۔ تاہم لوگ کہتے ہیں۔ کہ میں جو کچھ کہتا ہوں۔ وہ بالکل صاف اور واضح ہوا کرتا ہے۔ خیر! پہلے میں تمہیں پوچھتا ہوں۔ کہ تمہیں مادہ کی ہستی پر یقین ہے؟"

"اوہ! کیوں نہیں؟"

"اچھا اگر تمہیں مادہ کی ہستی پر یقین ہے۔ تو تم یہ بھی مان لوگے۔ کہ کوئی ہستی یا روحانی طاقت ایسی ہے۔ جو مادہ کو پیدا کرتی اور اسے ٹھیک طریقہ سے چلاتی ہے"

کورٹنی کے دل میں ہچکچاہٹ سی پیدا ہوگئی۔ اور آخر کار اس نے کہا۔

"اچھا! میں مان لیتا ہوں۔ کہ ایسا ہے۔ میں گرجا جانے والا نہیں ہوں لیکن میرا یقین ہے کہ اس مادہ کی پشت پر کوئی طاقت ضرور ہے۔"

"اچھا جب یہ بات ہے تو میرا خیال ہے تم اس بات سے انکار نہیں کرو گے کہ اس نہ نظر آنے والی طاقت کے اندر بھی وہی تناسب اور وہی موزونیت موجود ہے۔ جو مادہ کے اندر موجود ہے۔"

"بیشک! ایسی صحیح دلیل سے میں منکر نہیں ہو سکتا۔"

"اچھا! اسی دلیل کو ذرا منطقیانہ طرز پر اور آگے لے جائیے۔ اور یہ مان لیجئے۔ کہ جب ایک ٹھیک اور درست سوچنے والی طاقت ہو۔ تو دنیا میں بدنظمی ظلم اور بے انصافی نہیں ہو سکتی۔"

"میرے سقراط دوست مجھے سمجھ نہیں آتی۔ کہ اس ساری درد سری کا بھوتوں کی ہستی سے کیا تعلق ہے؟"

"اس سوال کے ساتھ اس کا گہرا تعلق ہے۔ میں پھر کہتا ہوں۔ کہ اگر ہم ان باتوں کو مان لیں۔ جو روح اور مادہ کے متعلق ہم مان چکے ہیں۔ تو دنیا میں بے انصافی نہیں رہ سکتی۔ مگر حقیقت یہ ہے۔ کہ ہم ظاہر ظہور دنیا میں بے انصافی ہوتی دیکھتے ہیں۔ ظاہر ظہور ہمیں یہ نظر پڑتا ہے۔ کہ ان بے انصافیوں کی سزا نہیں ملتی۔ میں "ظاہر ظہور" کا لفظ جان بوجھ کر استعمال کر رہا ہوں۔ کیونکہ گناہ کی سزا ضرور ملتی ہے اور مل کر رہتی ہے۔ اور یہاں پر "سائنٹیفک بھوت" کے وجود کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ خداوند نے کہا تھا "انتقام میرا ہے"۔ اور بھوت اس انتقام کو لینے کا خدا کے ہاتھوں میں ذریعہ ہیں۔"

"آپ کا مطلب ہے کہ . . . . "

"میرا مطلب یہ ہے۔ کہ وہ گنہگار جو سمجھتا ہے کہ اس کے گناہ کا کسی کو علم

نہیں۔ بیوقوف ہے۔ اور اپنے آپ کو دھوکا دے رہا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ وہ قاتل جس نے کسی تنہا جگہ میں اپنے چیختے اور چلاتے ہوئے شکار کا گلا کاٹا ہے۔ اور اپنے جرم کو اس چیز سے جسے ہم "انصاف" کہتے ہیں۔ چھپانے میں کامیاب ہوا ہے انتقام کے روحانی قانون سے بچ نہیں سکتا۔ تم کیا کہو گے۔ اگر میں یہ کہوں۔ کہ ایک مقتول کی روح کئی بار دنیا میں انسانی شکل میں بھیجی جاتی ہے۔ تاکہ اپنے قاتل کو تلاش کرے اور اسے اس کے انجام کی طرف کھینچ لائے۔ جس کا وہ مستحق ہے۔ کہو ایسی بات پر تم کیا کہو گے؟"

"خوفناک! ہیبت ناک! اس سے بڑھ کر ہولناک امر اور کیا ہو سکتا ہے؟"

"جرم اور اس کے نتائج کبھی خوشگوار نہیں ہو سکتے۔ لیکن روحانی قانون انصاف اٹل ہے۔ اسے ہم بدل نہیں سکتے؟"

"تو آپ کے سائنٹیفک بھوت پچ مچ ایک ہستی ہیں..........." اتنا کہہ کر راس کو رٹنی چونکا۔ اس نے لمبے قد کی ایک سفید شکل یک بیک باغ سے نکل کر اپنی طرف آتی دیکھی تھی۔

"آپ نے تو مجھے ڈرپوک بنا دیا ہے" اس نے ڈاکٹر سے کہا۔

"تمہارے جیسا بہادر سپاہی بزدل نہیں ہو سکتا۔ کیا تم ہوسیٹا رمنڈ جیرولیس کو بھوت سمجھتے ہو۔ میرے دوست جیرولیس تمہی۔ خون اور ہڈی کا بنا ہوا انسان ہے بھوت نہیں؟"

یہ کہہ کر ڈاکٹر خوب زور سے ہنسا۔ اتنے میں جیرولیس بھی وہاں آن پہنچا۔ اور آتے ہی بولا۔

"سب لوگ سونے کی فکر کر رہے ہیں۔ شہزادی زینکا کے رخصت ہوتے ہی شام کی مسرتوں کا خاتمہ ہو گیا؟"

"بلاشبہ آج شہزادی بتیس دانتوں میں زبان بن رہی ہے۔ لیکن مجھے ایک بات کا بڑا افسوس ہے کہ نوجوان مرے اس کے پیچھے ہوش وحواس کھو رہا ہے" ساس کورٹنی نے جواب دیا۔

"خداوندا" بجرو لیس نے کہا "یہی حالت میری ہے کیسی قابل رحم حالت!"

"موسیو بجرو لیس" ڈاکٹر بولا "تمہیں بخار معلوم ہوتا ہے"

"ہاں، مجھے خود حرارت محسوس ہو رہی ہے۔ اگر میں نے شہزادی سے تصویر بنانے کو نہ کہا ہوتا تو ہیں کل چلے جانے کا خیال کر رہا تھا"

"کیا تم اس کی تصویر بنانے لگے ہو؟" ڈاکٹر نے حیرت سے کہا "خدا کی قسم میں تمہیں مبارک باد دیتا ہوں۔ آئندہ نمائش میں یہ تصویر دنیا کو حیرت میں ڈال دے گی" یہ کہہ کر ڈاکٹر نے شب بخیر کہا۔ اور دونوں آدمیوں کو وہیں کھڑے چھوڑ چلتا بنا۔ اس وقت کمرۂ رقص بالکل سنسان تھا۔ صرف نوکر بتیاں بجھا رہے تھے۔

دوسرے روز لیڈی ہیڈنڈ، لارڈ فلک وارڈ، لیڈی فلک وارڈ وغیرہ ہوٹل کے لان میں بیٹھے باتیں کر رہے تھے۔ صاف ظاہر ہے ان کی باتوں کا موضوع سوائے شہزادی زمکا کی ذات کے اور کیا ہو سکتا تھا۔ اس وقت جب کہ لارڈ فلک وارڈ شہزادی زمکا کے پراسرار محل کے متعلق جس کے اندر آج تک کوئی نہ جا سکا تھا۔ کچھ کہہ رہا تھا۔ ڈاکٹر ڈین جانے کدھر سے آن نکلے اور عقب سے آواز دی۔

"دو مہینے ہوتے زمکا کا محل بالکل غیر آباد تھا۔"

لیڈی فلک وارڈ نے چونک کر پیچھے دیکھا اور خوفزدہ آواز میں بولی۔

"خداوندا! ڈاکٹر ڈین آپ نے تو مجھے ڈرا ہی دیا تھا۔"

"اوہ میں معافی چاہتا ہوں" ڈاکٹر نے معذرت طلب کی "ہاں تو شہزادی زمکا کا محل دو ماہ پیشتر بالکل بے آباد تھا۔ اس کی ویرانی کے پیش نظر کوئی بھی اسے کرایہ پر لینے کو تیار نہیں تھا۔ حتیٰ کہ شہزادی کا بڈھے خادم نے جس کا چہرہ ایک ممی جیسا ہے۔ اسے آراستہ کیا۔ اور شہزادی صاحبہ یہاں آ کر اچانک ہوئیں۔"

"میں دیکھتی ہوں" لیڈی فلک وارڈ نے مسکراتے ہوئے کہا۔ "آپ شہزادی کے متعلق تحقیقات کرتے رہے ہیں۔"

"ہاں"

"اور کوئی بات معلوم ہوئی۔"

"صرف یہی کہ وہ نہ تو روسی ہے۔ اور نہ ہی اس کی شادی ہوئی ہے۔"
اتنا کہہ کر ڈاکٹر نے پلٹ کر پیچھے کی طرف دیکھا۔ اور بولا
"صبح بخیر موسیو جمہ دیس ۔کیا آپ شہر کے کسی خوبصورت حصہ کی تصویر بنانے چلے ہیں؟"

"نہیں" جمہ دیس نے ٹوپی اٹھا کر وہاں بیٹھی ہوئی خواتین کو سلام کیا۔" میں شہزادی زسکا کے ہاں جا رہا ہوں ۔ اس کی تصویر بنانے۔"

"پورے قد کی تصویر؟"

"نہیں، غالباً صرف سر اور شانے۔"

لارڈ فلک وارڈ بولا۔

"کیا آپ کو اس کے گھر کا پتہ معلوم ہے؟ اگر نہیں تو میں ساتھ چل کر راستہ دکھا آؤں گا۔"

"شکریہ" جمیدیس نے کہا" اس کے لئے میں آپ کا بہت ممنون ہونگا۔"
یہ کہہ کر اس نے ٹوپی اٹھائی اور لارڈ فلک وارڈ کی معیت میں شہزادی زسکا کے محل کی طرف روانہ ہو گیا۔

شہزادی زسکا کا محل آ گیا۔

دونوں ایک تنگ کوچے میں کھڑے تھے۔ جس کے سرے پر ایک مکان آگے کا راستہ روک رہا تھا۔ ہر دو جانب بڑے بڑے عالیشان مکان تھے۔ اس عمارت کا جو کہ شہزادی زسکا کا محل تھا۔ نظارہ دیکھ کر جمہ دیس کا دل بیٹھ گیا۔ اور طبیعت پر اداسی چھا گئی۔ یہ ایک مربع وسیع مکان تھا۔ جو بلاشبہ کسی زمانہ میں ایک

نہائت عالیشان عمارت رہا ہوگا۔ لیکن اس وقت مدتوں غیر آباد رہنے کی وجہ سے خراب و خستہ ہو رہا تھا۔ پھاٹک جو مصری کتبوں سے اخذ کردہ قصاویر سے سجایا گیا تھا۔ قبرستان کے پھاٹک سے مشابہ تھا۔

لارڈ فلک وارڈ نے اپنے ساتھی کو خاموش دیکھ کر کہا۔

" دل خوش کن جگہ نہیں۔ لیکن غالباً اندر سے نہائت اچھی ہوگی۔"

" آپ کبھی اندر گئے ہیں ؟" جیرولیس نے پوچھا۔

" کبھی نہیں !" فلک وارڈ نے جواب دیا۔ اور پھر آہستہ سے بولا " ذرا اوپر دیکھیے وہ جانور بیٹھا ہے۔ جو کسی کو اندر جانے نہیں دیتا۔"

جیرولیس نے اوپر دیکھا۔ کھڑکی کے پیچھے ایک سیاہ جھریوں پڑا چہرہ نظر آیا۔ جس پر چمکتی ہوئی دو روشن آنکھیں اتنے فاصلے پر بھی دل میں ہیبت پیدا کر رہی تھیں۔

جیرولیس کی نظر پھاٹک میں لگی ہوئی گھنٹی پر پڑی۔ اسے بجاتے ہی سیاہ فام خادم باہر آیا۔ اس کے چہرے کا کاغذی چمڑہ زردی مائل سیاہ رنگ کا تھا جس پر لاتعداد جھریاں پڑی ہوئی تھیں۔ اس کے لب نیلے تھے اور آنکھوں میں ایسی ہیبت ناک چمک تھی۔ جو صرف ان درندوں کی آنکھ میں ہوتی ہے۔ جو اپنے شکار پر جھپٹنے والے ہوں۔

جیرولیس نے اس کی بدصورتی کو نظر انداز کرتے ہوئے پوچھا۔

" شہزادی زرسکا ؟"

لیکن اس نے جواب دینے کی بجائے الٹا جیرولیس سے سوال کیا۔

" آپ کا نام ؟"

" آرمنڈ جیرولیس "

"آ جائیے"

"میں بھی؟" لارڈ فلک وارڈ نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"نہیں" اسے جواب ملا۔ "صرف لوسیو گاریلڈی جیرولیس"

لارڈ فلک وارڈ نے کندھے جھٹکے۔ جیرولیس نے کہا۔

"مجھے افسوس ہے کہ آپ کو اکیلے جانا پڑا۔"

"اوہ - پرواہ نہ کیجئے" فلک وارڈ بولا "آپ کام سے جا رہے ہیں۔ شہزادی زمکا کی تصویر بنانے۔ غالباً یہ بدمعاش جانتا ہے۔ کہ مجھے سوائے اس کی مالکہ کو گھورنے اور یہ سوچنے کے کہ وہ کاہے کی بنی ہوئی ہے اور کوئی کام نہیں۔"

"کاہے کی بنی ہوئی ہے؟" جیرولیس نے حیرت سے کہا۔ "کیا آپ کا خیال ہے۔ کہ وہ دیگر عورتوں کی طرح ہڈی اور گوشت سے نہیں بنی؟"

"مجھے تو وہ آگ اور بھاپ کا مجموعہ نظر آتی ہے۔" لارڈ فلک وارڈ نے جواب دیا۔ جس کے اندر آنکھیں لگا دی گئی ہوں۔ اوہ! میں گدھا ہوں۔ اور شروع سے گدھا رہا ہوں لیکن میرے دل میں اسے دیکھ کر یہی خیال پیدا ہوتا ہے۔ اچھا خدا آپ کے کام میں برکت دے۔"

یہ کہہ کر وہ تو چلتا بنا اور جیرولیس نے ایک لمحہ ٹھہر کر خوفناک خادم کی طرف بھرپور نظروں سے دیکھ کر کہا۔

"کیا شہزادی صاحبہ اندر ہیں؟"

"ہاں اندر ہیں"

"کدھر؟"

"ادھر"

یہ کہہ کر اس نے ایک لمبے تاریک گلیارے کی طرف اشارہ کیا۔ جس کے

پرے سبز پتوں اور پودوں کی جھلک نظر آتی تھی۔

جرویس نے آگے قدم بڑھایا۔ گورنما پھاٹک ایک بھاری شور کے ساتھ بند ہو گیا۔

دن پورا گذر گیا۔ اور جہرویس باہر نہ نکلا۔ اس تنہا کوچہ میں کسی انسانی قدم کی چاپ سنائی نہ دی۔ نہ ہی سارا دن کوئی شکل دکھائی دی۔ سوائے ان سیاہ سایوں کے جو فرش پر پڑتے اور شام کی آمد کے ساتھ لمبے ہوتے جاتے تھے۔

شہزادی کے محل کے اندر پوری خاموشی تھی۔ اس کے گھر کا کام خواہ کسی طرح سے ہوتا ہو۔ لیکن یہ صاف ظاہر تھا۔ کہ اس کی انجام دہی میں کوئی آواز نہیں پیدا ہوتی۔ جو اس عالمگیر سناٹے کو توڑتی ہو۔ شہزادی خود سفید لباس زیب تن کئے جو اس کی خوب صورت شکل کو اپنی پوری شان میں ظاہر کر رہا تھا۔ ایک ایسے کمرہ میں اپنے مہمان کے انتظار میں چشم براہ کھڑی تھی جس کے اندر نہایت خوبی سے ترتیب دیئے ہوئے دلکش رنگ آنکھوں میں چکاچوند پیدا کرتے اور دیکھنے والے کے دل کو بجائے حال کے زبردستی ماضی میں دھکیل لیجاتے تھے۔ عجیب و غریب باجے اور دیگر سامان موسیقی جو ہزارہا سال قبل سے تعلق رکھتے تھے۔ چاروں طرف کھونٹیوں پر یا میزوں پر پڑے تھے۔ مگر زمانہ حال کی ایک بھی تصنیف وہاں نظر نہ آتی تھی۔ ہاں اگر کہیں نظر جاتی تھی۔ تو بنے ہوئے بھوج پتروں کے بنڈلوں اور عجیب و غریب مٹی کی تختیوں پر جن پر قدیم مصری زبان کے حروف کندہ تھے۔ ہر ایک کونے میں پھول اپنی مہک سے دماغ کو معطر کر رہے تھے۔ وہ پھول جنہیں موجودہ زمانے کا ماہر علم نباتات مصر سے اجنبی قرار دے۔ پودے۔ کلیاں اور انواع و اقسام کی دیگر مصری پیداواروں کے ساتھ رکھی تھی۔ اور جا بجا بیدار کھڑکیوں میں سے گشتی منگنیوں کے جھنڈ میں سے گذر کر گھومتے تھے

قوس وقزح کا نظارہ پیدا کرتی ہوئی دل میں یہ خیال پیدا کرتی تھی۔ کہ یہ بیداری نہیں بلکہ خواب ہے۔

مگر ان ساری اشیاء سے بھی بڑھ کر خواب کا نظارہ وہ عورت پیدا کر رہی تھی۔ جو ہمہ تن انتظار بنی ہوئی دروازے پر آنکھیں لگائے اپنے مہمان کی منتظر کھڑی تھی وہ آنکھیں جن کی آتشیں چمک ہواتک کو جلانے کا سامان پیدا کرتی تھی۔

ایک باز کی آنکھیں شکار کے انتظار میں۔ ایک بھوکے شیر کی آنکھیں اندھیرے میں شائد اپنے خوفناک مطلب کو اس طرح ظاہر نہ کرتی ہونگی۔ جس طرح کہ زسکا کی آنکھیں کر رہی تھیں۔ جب کہ وہ آنے والے قدموں کی چاپ پر کان لگائے منتظر کھڑی تھی۔

اس کے لبوں سے نکلا "بالآخر۔ بالآخر"

دوسرے لمحے میں خادم نے دروازہ کھول کر کہا "مسیو آرمنڈ جیرویس"

پوری نزاکت سے شاہزادی دونوں ہاتھ پھیلائے آگے بڑھی۔ جیرویس نے ان نازک انگلیوں کو ہاتھ میں لے کر لبوں سے لگایا۔ خادم واپس چلا گیا۔ اور دروازہ بند ہوگیا۔

شہزادی پرکشش آواز میں بولی "خوش آمدید! مسیو جیرویس۔ کہیئے گذرہ ہوٹل میں سب کے سب بخیریت تو ہیں۔ لیڈی ملک ورڈ صاحبہ ناچ میں طلت کی کمی سے تھک تو نہیں گئیں؟ اور آپ؟"

جیرویس کی نگاہ اس کے چہرے پر تھی۔ جس نے زبان پر مہر لگادی تھی۔ دل دھڑک رہا تھا۔ اور اس میں ایک ناگہانی امنگ پیدا ہورہی تھی۔ امنگ جسے وہ کوئی نام دینے سے قاصر تھا۔ لیکن جو اس کی زبان کو گنگ اور حواس کو لبستہ کر رہی تھی۔ گویا یہ اس کا حسن تھا۔ جو اس کے حواس میں جیکا جیوند کر رہا تھا۔ کیا یہ کمرے میں کوئی

خوش بو تھی۔ جو اس کے دماغ کی پرواز کو روک کر اس کے خیالات کو زمانہ گذشتہ میں لے جا رہی تھی! وہ کیا چیز تھی جو اسے یہ بتا رہی تھی کہ شہزادی اور اس کی متعلقہ چیزوں سے وہ اجنبی نہیں! یہ خیالات اس کے دماغ میں چکر لگا رہے تھے۔ لیکن جواب کسی کا نہ ملتا تھا۔ ناگہاں اس کی زبان سے یہ نکلتا سنائی دیا۔

"شہزادی! میں نے قبل ازیں تمہیں کہیں دیکھا ہے۔ نہیں نہیں یہ غلط نہیں ہے میں نے ضرور تمہیں کہیں دیکھا ہے۔ کل رات یہی خیال میرے دل میں آیا تھا۔ مگر آج مجھے کوئی شک و شبہ نہیں رہا۔ کیا یہ تعجب خیز بات نہیں؟ حیرت ہے کہ ہم کہاں ملے ہیں!"

شہزادی کی سیاہ آنکھیں اس کے چہرے کی طرف اٹھ گئیں اور ایک منٹ تک اسے نظر بھر کر دیکھ کر اس نے کہا:۔

"حیرت ہے دنیا اتنی چھوٹی سی ہے۔ اور آج کل اتنے تھوڑے آدمی بڑے سفر کو طے کرنے والے ہیں۔ کہ اس میں حیرانی کی کوئی بات نہیں۔ اگر ہم سفر زندگی میں چلتے ہوئے ایک دوسرے کے پاس سے گذرے ہوں۔"

مگر جیدیس ابھی تک شک و شبہ کی حالت میں گھبرایا ہوا ادھر ادھر دیکھ رہا تھا۔ شہزادی کی آنکھیں اس کے چہرے پر لگی تھیں۔ تھوڑی دیر میں یہ حالت بھی گذر گئی۔ مسعود اپنے آپے میں آگیا۔ اسی وقت اس نے محسوس کیا۔ کہ وہ ایک نہایت خوبصورت اور دلربا نازنین کے ساتھ اکیلا ہے۔

دوسرے لمحہ میں اس کی آنکھوں میں ایک چمک پیدا ہوئی۔ اور اس نے مسکرا کر نرم آواز سے کہا۔

"میں تمہاری تصویر بنانے آیا ہوں۔ کہو تو شروع کر دوں؟"

شہزادی ایک ریشمی دیوان پر بیٹھ گئی تھی۔ اور اس کا سر نہایت خوبصورت اور منقش گدیلوں پر ٹکا تھا۔ جواب کی انتظار کئے بغیر جیدیس نے اس

کے پہلو میں بیٹھ کر اس کے ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں لیتے ہوئے اس کے کان میں کہا
" تمہاری تصویر بناؤں یا تم سے عشق کا اظہار کروں ؟"

شاہزادی نے ہنس دیا۔ اور وہ ہنسی جہاں مسعود کے کانوں کو خوشگوار تھی وہاں اس کے خون کو منجمد کرتی جا رہی تھی۔ شہزادی نے کہا۔

" جو چاہو۔ بلاشبہ دونوں کام آرٹ سے تعلق رکھتے ہیں۔"

" تمہارا مطلب ؟"

" کچھ نہیں! اگر میری تصویر بناؤ گے۔ تو یہ آرٹ کا کام ہوگا ہی۔ اور اگر مجھ سے عشق جتاؤ گے۔ تو وہ بھی ویسے ہی آرٹ کا کام ہوگا۔ یہ سنجیدہ معاملہ مکمل مطالعہ کا نتیجہ ہوگا۔"

" واہ! عشق سنجیدہ چیز! نہیں نہیں۔ یہ تو آندھی ہے۔ سمندر کا طوفان ہے۔"

" اور ویسا ہی ناپائیدار، متلون مزاج! آدمی عشق اور محبت کو محض یہ سمجھتا ہے کہ عورت سے جو کچھ بھی لے سکتا ہے لے کر اس کے عوض میں اسے بدبختی، مصیبت اور بعض اوقات موت عنایت کر دے۔"

" تم ایسا خیال نہیں کرتیں۔ تم ایسا خیال نہیں کر سکتیں، سارے کے سارے آدمی ایسے ظالم یا ایسے مکار نہیں ہوتے۔ جیسی کہ عورتیں۔ میں تمہیں دیکھ کر اور قسم کھا کر کہہ سکتا ہوں۔ کہ تم ظالم ہو اور شاید یہی وجہ ہے۔ جو مجھے تمہارے دام محبت میں پھنسا رہی ہے۔ تم ایک ایسی خوفناک شیرنی ہو۔ جسے رام کرنے کی ضرورت ہے۔"

" اور تم سمجھتے ہو کہ تم مجھے رام کر سکتے ہو؟"

" ہاں۔ اگر تمہارے دل میں میرے لئے محبت ہو۔"

" ہاں شاید! لیکن خوش قسمتی سے مجھے تم سے بلکہ کسی سے بھی محبت نہیں۔ میں محبت کا خمیازہ کافی اٹھا چکی اور اس بیوقوفی کو سلام کر چکی ہوں۔"

جمہ ویس نے اپنی آنکھیں اس کے چہرے پر لگادیں۔ اس وقت اس کی نگاہیں کہہ رہی تھیں۔ کہ یہ اکیلی ہے۔ اور اپنے خیالات محبت کو عملی شکل دینے کا اس سے بہتر موقعہ نہیں ہو سکتا۔ شاہزادی نے اس نگاہ کو دیکھا۔ دل نے اپنا پیغام دل تک پہنچا دیا مسکرا کر اس نے آنکھ سے آنکھ ملائی۔ اور پھر دیوان سے اٹھتے ہوئے سیدھی کھڑی ہو کر نفرت بھری نظر سے اس کی طرف دیکھ کر بولی۔

"آرمنڈ جمہ ویس! تم ایک بے اصولے آدمی ہو۔ اور غالباً ہمیشہ ایسے ہی رہو گے۔ دوسری دنیا میں۔ ہاں اس دوسری دنیا میں جس پہ تمہیں یقین نہیں۔ تمہاری روح کو صدیوں تک آگ سے پاک ہونا پڑے گا۔ مگر شاید تمہیں یہ بتا دینا بہتر ہوگا۔ کہ جیسا کہ تم غلطی سے سمجھ رہے ہو۔ میں اس جگہ اکیلی نہیں ہوں...... دیکھو!"

یہ کہہ کر اس نے تالی بجائی اور ایک ایسی آواز پیدا ہوئی۔ جو کانسی کی گھڑیالوں سے مشابہ تھی۔ جمہ ویس نے نہائت حیرانی سے دیکھا۔ کہ اس کمرے کی جس میں وہ کھڑے تھے۔ دیواریں بجلی کی سی تیزی سے الگ الگ ہو کر کئی مربع راستوں کی شکل میں تبدیل ہو گئیں۔ جن کے پرے ایک بڑا وسیع ہال نظر آیا۔ اس جگہ کوئی بیس یا تیس سر سے پاؤں تک مسلح خنجر اور دیگر خوفناک ہتھیار کمر بندوں میں لگائے اعرابی کھڑے تھے۔ شاہزادی نے پھر دونوں ہاتھوں کو بجایا اور اسی تیزی سے دیواریں باہم مل کر اپنی اصلی شکل میں آگئیں۔ جمہ ویس حیرت زدہ کھڑا تھا۔ شاہزادی نے اس کی حیرت کو دیکھکر زور سے قہقہہ لگایا۔ اور پاس پڑی ہوئی چارپائی پہ بیٹھ کر کہا۔ "لو اب میری تصویر کھینچو۔ میں تیار ہوں۔"

"لیکن میں تیار نہیں۔ تم مجھے کیا سمجھتی ہو یا بے وقوف؟" جمہ ویس نے غصہ سے جواب دیا۔

"دونوں! کیونکہ تم انسان ہو!!" شہزادی اطمینان سے بولی۔

مصور کا سانس زور سے چلنے لگا۔ نتھنے پھڑپھڑانے لگے۔ وہ تلخی سے بولا۔

"خبردار شاہزادی! خبردار! تم نہیں جانتی۔ مجھے برانگیختہ کرنا کیا معنی رکھتا ہے!!"

"اور خبردار! موسیو جبرویس خبردار! تم نہیں جانتے مجھے برانگیختہ کرنا کیا معنی رکھتا ہے۔ کیا تم اپنے لفظوں کی بیوقوفی کو محسوس نہیں کرتے۔ تم بجائے ایک انیسویں صدی کے شریف فرانسیسی کے میرے ساتھ ایک ڈاکو قزاق کی طرح عشق جتا رہے ہو۔ اور۔۔۔ اور مجھے بھی ایک قزاق کی طرح ہی اپنی حفاظت کرنی ہے۔ تمہیں یہ دکھا کر کہ میری آواز کے منتظر مسلح آدمی باہر کھڑے ہیں!۔ یہ ایک عجیب بات ہے۔ اتنی عجیب کہ لیڈی فلک وارڈ بھی اسے دیکھ کر خائف ہو جائے۔ اور میں جانتی ہوں۔ کہ وہ آسانی سے خائف ہونے والی نہیں۔ لہذا مہربانی کرکے اپنا کام شروع کرو۔ اور ایسے فضول معاملے کو جیسا کہ محبت یا عشق ہے۔ خوب صورت جذبات کے مالک اصحاب مثل ہیملن مرے کے لئے رہنے دو۔"

جبرویس خاموشی سے اپنے کپڑے کو کھول اور بڑی تیزی سے رنگوں کے بکس کو ترتیب سے رکھ رہا تھا۔ چند ہی لمحوں میں اس کی طبیعت میں اتنا سکون پیدا ہو گیا کہ اس نے شہزادی کی طرف گہری نظر سے دیکھتے ہوئے تختی ہاتھ میں لے کر رنگ پھیلانے شروع کر دیئے۔ بیچ بیچ میں وہ باتیں بھی کہتا جاتا تھا۔

"کیا تم یہ سمجھتی ہو۔ کہ تم مجھے ایک درجن مسلح غنڈے دکھا کر خوفزدہ کر سکتی ہو؟ تمہارا انہیں یہاں رکھنا ہی اس بات کا ثبوت ہے۔ کہ تم مجھ سے ڈرتی ہو۔ شہزادی! اگر میں چاہوں تو اسی وقت۔ اسی لمحے۔ ان سب کے دیکھتے دیکھتے تمہیں اٹھا کر لے جاؤں۔ تم مجھے جانتی نہیں۔ اگر جانتی ہوتی تو تمہیں معلوم ہوتا۔ کہ ساری دنیا مل کر بھی آرمنڈ جبرویس کو اسکی خواہشات کی تکمیل سے روک نہیں سکتی۔ مگر نہیں۔ میں نے بہت جلدی کی ہے۔ جتنی جلدی کہ مجھے مناسب نہیں تھی۔ میں اسے مانتا ہوں۔ اور مجھے انتظار کرنا ہوگا۔"

اس نے اپنی آنکھیں اوپر اٹھائیں۔ شہزادی بے توجہی سے اس کے الفاظ کو سن رہی تھی۔

"تمہاری تصویر میں مجھے عجیب و غریب رنگ ملانے ہونگے۔ تمہارے چہرے کے اصلی اور صحیح رنگ کو جاننا مشکل ہے۔ اس میں گلابی رنگ ہے۔ بھورا رنگ ہے۔ اور ایک اور رنگ ہے۔ جسے تصویر بناتے بناتے مجھے ظاہر کرنا ہوگا...... اور یہ تندرستی کا رنگ نہیں۔ یہ کوئی سیاہ سا رنگ ہے۔ جو موت کی یاد دلاتا ہے۔ شہزادی! میرا خیال ہے۔ کہ تم قبل از وقت موت کا شکار ہوگی۔ اور ہو بھی کیوں نہ! ٹھیک ہی تو ہے۔ کہ ایک خوبصورت عورت اپنی خوبصورتی کی دوپہر میں دست اجل کا شکار ہو۔ بجائے اس کے کہ بوڑھی ہو کر کریہہ المنظر بن جائے......"

"کیا تمہارا یہ خیال ہے؟" شہزادی نے مسکراتے ہوئے اس کی بات کاٹی۔

"بیشک صدق دل سے میں یہی مانتا ہوں۔ اگر میں تہذیب کے ان ابتدائی زمانوں میں پیدا ہوا ہوتا۔ جب کہ ہر شخص جتنی عورتوں کے نان و نفقہ کا انتظام کر سکتا تھا حاصل کر لیتا تھا۔ تو میں اپنی سب سے پیاری اور منظور نظر کو اس کی خوبصورتی مرجھانے سے قبل ہی اپنے ہاتھوں تلوار کے گھاٹ اتار دیتا۔ ایک خوبصورت عورت عین عنفوان شباب میں مر جائے...... اوہ! خیال کو ہمیشہ تر و تازہ رکھنے کے لئے کیسا عجیب نظارہ! کس طرح دل میں شاعرانہ خیالات کی ترنگیں پیدا کرتا ہے! مقابلہ کرو اس کے ساتھ اس عورت کا جو بوڑھی ہو گئی ہے۔ چہرے پر جھریاں پڑ گئی ہیں۔ چربی اور گوشت کا ڈھیر بن گئی ہے۔ اوہ! اس کی ہستی کن شاعرانہ خیالات کو حرکت دیتی ہے! کس طرح وہ آرٹ یا جذبات کو بھڑکا سکتی ہے؟ اپنے لئے بدبختی اور دوسروں کے لئے نفرت کا سامان ہے۔ نہیں نہیں۔ شہزادی! یقین رکھو محبت پہلے اور موت بعد میں۔ یہ ایک عورت کے بہترین دوست ہیں۔"

"کیا تمہیں موت پر یقین ہے؟" شہزادی نے اس کی طرف بغور دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"موت ہی صرف ایک چیز ہے جس پر مجھے یقین ہے۔ یہ ایک واقعہ ہے۔ جو امتحان میں کھڑا رہ سکتا ہے۔ مگر ناقابل تردید ہے ۔ ۔ ۔ ذرا مہربانی کرکے اپنا سر بائیں طرف کر لیجئے ۔ ۔ ۔ ہاں ٹھیک اگر میں اس نگاہ کو جو اس وقت تمہاری انکھوں سے نمایاں ہے۔ سخت۔ جلتی ہوئی۔ لالچی ظلم کی نگاہ کو جو اتنی سخت دلچسپی کا موجب ہے تصویر میں دکھا سکوں۔ تو مجھے اطمینان ہو جائے گا"

اب اس نے تختی کو ہاتھ سے رکھ دیا۔ اور کپڑے کو بچھا اور اس کے سامنے ایک زانو بیٹھ کر کوئلے سے اپنی تصویر کا خاکہ کھینچنا شروع کر دیا۔ شاہزادی ریشمی اور اُونی گدیلوں میں خاموشی سے بیٹھی تھی۔

تم مغرور نہیں ہو۔ ورنہ جب میں نے تمہاری آنکھوں کا ذکر کیا تھا۔ مجھ سے دست و گریباں ہو جاتیں"۔ "لالچی ظالم" کوئی اچھا لفظ نہیں اور نہ ہی صنفِ نازک کی ایک بھاری تعداد اسے اپنے لئے مستعمل پسند کرے گی۔ لیکن اگر مجھ سے پوچھو۔ تو میں کسی کی تعریف میں اس سے بہتر لفظ استعمال ہی نہیں کر سکتا۔ کیونکہ میں جنگلی جانوروں کی آنکھوں کا دیوانہ ہوں۔ اور ایک جنگلی جانور کی خوبصورت آنکھ تمہارے چہرے پر موجود ہے۔ مجھے سمجھ نہیں آتی۔ تمہیں انتقام سے اتنی شدید محبت کیوں ہے؟"

یہ کہہ کر اس نے نگاہ اٹھائی۔ تو شہزادی کی آنکھیں ایک خوفناک اور جھلتے سانپ کی آنکھوں کی طرح چمک اور سلگ رہی تھیں۔

"اگر میرے اندر ایسا جذبہ ہے۔ تو شاید یہ وراثت سے آیا ہوگا" شہزادی نے جواب دیا۔

"آہ! شاید۔ محبت اور نفرت کے متعلق تمہارے والدین کا خیال وحشیانہ ہوگا؟"

"میرے والدین شاہوں کی نسل سے تعلق رکھتے تھے۔ وہ مغرور تھے۔ اور اس طبیعت کے جس کا آج کل پتہ نہیں ملتا۔ بدی کو دیکھ کر ان کے خون میں حرارت

پیدا ہوتی تھی۔ جھوٹ اور مکاری کو وہ بلا سزا دئے نہ چھوڑتے تھے۔ جان کے لئے جان ان کا قانون تھا۔ تمہاری نسل ہر ایک گناہ اور پاپ کی طرف سے مسکرا کر اور کندھے ہلا کر چشم پوشی کر لیتی ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ تم لوگ اپنی تہذیب کے اختتام پر پہنچ گئے ہو۔ یہاں تک کہ خدا اور آئندہ زندگی سے بھی انکاری ہو چلے ہو"

"شہزادی! یہ ہماری تہذیب کا اختتام نہیں۔ بلکہ اس کی شاندار بلندی ہے۔ انسانیت میں ہر اچھی اور اعلیٰ بات کا بہترین معراج ہے۔ فرانس میں انسان آج صرف اپنے آپ کو ہی خدا مان رہا ہے۔ اور انگلستان بوڑھا انگلستان بھی آہستہ آہستہ اسی عقلی معراج کی طرف چلا آ رہا ہے۔ اور مجھے یہ دیکھکر خوشی ہے۔ کہ خاص لندن میں اگناسٹک جیسا اخبار جاری رہ کر زندہ رہ سکتا ہے۔ ابھی اگلے روز اس اعلیٰ درجہ کے اخبار میں بندروں کو لکھنا پڑھنا سکھانے کے لئے ایک بحث چل رہی تھی۔ جس کے متعلق ایک زندہ دل نامہ نگار نے لکھا تھا" فرض کرو۔ اگر بندر نیا عہد نامہ پڑھ جائیں۔ تو وہ پھر بھی بندر ہی رہیں گے۔ بلکہ پہلے سے بھی بڑے بندر بن جائیں گے" کہنے کا مطلب یہ ہے۔ کہ ایسا فقرہ کسی زمانے کے مشہور" پارسا" لندن میں لکھا جاتے۔ اور اس پر شور شرابہ برپا نہ ہو۔ یہ اس بات کی ایک صریح اور حوصلہ افزا نشانی ہے۔ کہ زمانہ دلیل کے زمانہ کی طرف بڑھ رہا ہے۔ مسیح کا نام اب قسم کھانے کا لفظ نہیں رہا"

ان الفاظ کے خاتمہ پر چاروں طرف ایک سناٹا چھا گیا۔ جس نے اور تو اور جو دلیس کے بیخوف دل کو بھی دہلا دیا۔ اس نے پیچھے مڑ کر دیکھا۔ تو شہزادی کی آنکھوں سے آنکھیں ملیں۔ اس وقت اس کے چہرے میں ایک تبدیلی تھی۔ جسے اس نے حیرت، استعجاب اور خوف سے ملاحظہ کیا۔ اس کے رخساروں کا خوب صورت گلابی رنگ معدوم ہو چکا تھا۔ اور ان کی جگہ موت جیسی زردی چھا رہی

تھی۔ اس کے لب بڑے زور سے باہم ملے ہوئے تھے۔ اور آنکھوں میں ایک ایسی خشم آلود جھلک تھی۔ کہ اگر میڈوصاحبی اسے دیکھ پاتی۔ تو آتشِ رشک سے جل مرتی۔

"کیا تم نے کبھی اس نام کو قسم کے لئے استعمال کرنے کی کوشش کی ہے"۔ شہزادی بولی۔

"کبھی نہیں"۔ جروسیس نے جواب دیا۔

"میرے عقیدے میں —— میرا بھی ایک عقیدہ ہے —— یہ تسلیم کیا جاتا ہے۔ کہ جن لوگوں نے تہِ دل سے مسیح کے مقدس نام کو سکونِ قلب کا طلسم اور اپنا آخری سہارا نہیں مانا۔ وہ بے یقینی کے گھپ اندھیرے میں کئی زبردست اور طاقتور طاقتوں سے ادھر سے اُدھر ادھر سے اِدھر پھینکے جاتے ہیں۔ اور اُن کے اپنے اعمالِ بد کے بھوت ہمیشہ ان کے پیچھے لگے رہتے ہیں۔ تاوقتیکہ وہ مسیح کے ذریعہ سے نجات کی سچائی پر ایمان نہیں لاتے۔ اروارحِ بد کا شکار ہوکر مختلف اقسام کے مصائب اور تکالیف کا شکار ہوتے ہیں۔ مگر جب اس کے مقدس اور بزرگ نام پر جس نے صلیب پر جان دی ایمان لایا جائے۔ تو یہ ایمان اپنی طاقت کا اظہار کرتا ہے اور بدی کو نیکی میں تبدیل کرکے بسا اوقات شیطانوں کو فرشتے بنا دیتا ہے۔ تاہم کچے ملحد اور منافق کے لئے پرانا قانون کافی ہے"۔

جروسیس اس وقت اپنا کام چھوڑ کر بیٹھا تھا۔ اور حیرت سے اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔ اس وقت اس نے کہا۔" کونسا پرانا قانون"

"بلا رحم مکمل انصاف! کیا آپ اپنا پہلا خاکہ تیار کرچکے ہیں"؟ شہزادی بولی۔

جواب میں اس نے کپڑے کو اس کی طرف پھیر دیا۔ جس پر سر اور ایک رخ سیاہی اور سفیدی میں دکھایا گیا تھا۔ شہزادی نے دیکھا اور مسکرا کر کہا:۔

بہت اچھا ہے۔ لیکن مجھ سے نہیں ملتا۔ جس وقت آپ اس میں رنگ بھریں گے

تو آپ کو معلوم ہو جائے گا۔ کہ میرا اور اس کا تعلق کوئی نہیں۔ نہ ہی مجھ میں اور اس میں کوئی مشابہت ہے۔"

جوڈیس کا چہرہ سرخ ہو گیا۔ اس کی قابلیت پر حرف گیری کرنے کی کوشش کی گئی تھی۔

"معاف کیجئے شہزادی صاحبہ! میں مبتدی نہیں اور خواہ تمہاری خوبصورتی میری آنکھوں میں چکا چوند پیدا کر کے میرے دل کو تڑپا دے۔ زلف مشکیں کے دام میں گرفتار کرنے کی کتنی ہی کوشش کرے۔ تاہم اس سے میرے دماغ اور ہاتھ پر اثر نہیں پڑتا۔ اور نہ نہ ہی میرے دلی جذبات مجھے تمہاری تصویر کو ایک شاہکار بنانے سے روک سکتے ہیں۔"

"مسٹر جوڈیس! تم کتنے خود پرست ہو۔ میرے ساتھ عشق کا اقرار کرتے ہو۔ لیکن اس میں بھی اپنے آپ کو ہی پہلے رکھ رہے ہو۔ اور مجھے پیچھے میں۔"

"بیشک! قدرتی طور پر آدمی کو اولین ہونا چاہئیے۔ جب وہ پیچھے ہٹ جائے۔ تو سمجھ لو کہ بیوقوف ہے۔"

"اور جب وہ بیوقوف ہو۔ تو بے وقوفوں میں سب سے بڑا بیوقوف! دم کی مدد سے درختوں پر لٹکنے والا کوئی بندر، بیوقوف انسان بیوقوف بندر سے بازی نہیں لے جا سکتا۔ کیونکہ ایک انسان بیوقوف کو علم اور تعلیم سے فائدہ اٹھانے کے تمام مواقع حاصل ہیں۔ اور یہ وسیع کائنات اپنے قدرتی اور غیر قدرتی اسباق کے ساتھ ایک کھلی کتاب ہے۔ جس کے ورق اس کی تعلیم کے لئے الٹتے رہتے ہیں۔ جب وہ نہ ہی اسے پڑھتے اور ہی اس پر غور کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ وہ اس کے خالق کی ہستی سے ہی منکر ہو جاتا ہے۔ تو اس سے بڑا بیوقوف صفحۂ عالم پر کوئی نہیں رہتا۔ کیونکہ ایک بندر بیوقوف کم از کم اتنی بات کو تسلیم کرتا ہے۔ کہ کوئی اس سے بھی زیادہ طاقت ور جانور کہیں نہ کہیں ضرور موجود ہے۔ جب یک بیک کہیں سے آنکلا۔ تو دم سے لٹکنے کی اس کی

تمام خوشیوں کا خاتمہ کر کے اس کے پھل کھانے اور پھر پھولنے کو مٹا دے گا۔ بجائیکہ انسان یہ سمجھتا ہے۔ کہ اس سے برتر کوئی ہستی ہے ہی نہیں"۔

"معلوم ہوتا ہے۔ کہ میں نے آپ کو ناراض کر دیا ہے۔ میں دیکھتا ہوں۔ کہ آپ کے خیالات مذہبی ہیں۔ جب کہ میرا کوئی مذہب نہیں"۔ شاہزادی نے ہنس دیا اور اسکی یہ ہنسی دل کو متحرک کرنے والی تھی۔

"مذہبی خیالات! میرے! ہرگز نہیں۔ میرا عقیدہ ہے اور وہ بھی ایک بھدا سا۔ جس میں نہ تو جذبات کو دخل ہے اور نہ ہی دل کی خوشی کو۔ میں نے اسے مصر قدیم سے حاصل کیا ہے"۔

"مجھے بھی بتائیے۔ تمہاری خاطر میں بھی ایمان لے آؤں گا"۔

"یہ اتنا بعید از انسانی عقل ہے۔ کہ آپ اسے نہیں مان سکتے"۔

"پروا نہ کیجیے۔ محبت کے ہاتھوں اگر ضرورت ہو۔ تو میں بھوتوں کے لشکر پر ایمان لانے کو تیار ہوں"۔

"میرے عقیدے کا پہلا اور نہایت ضروری مسئلہ ہر ایک روح کی ابدیت اور ازلیت ہے۔ کیا اس پر ایمان لاؤ گے؟"

"اس وقت ضرور"۔

"مصری عقیدہ جس پر میں یقین کرتی ہوں نہایت سادہ اور سہل ہے اور چند الفاظ میں بیان کیا جا سکتا ہے۔ روح پروٹوپلازم سے شروع ہوتی ہے۔ اسوقت اسے اپنی ہستی کا علم نہیں ہوتا۔ پھر مختلف اشکال میں سے ترقی کرتی ہوئی آگے بڑھتی ہے۔ حتیٰ کہ اسے اپنی ذات کا علم ہو جاتا ہے۔ ایکبار حاصل شدہ علم ضائع نہیں ہو سکتا۔ مگر روح پھر بھی ان جذبات و خیالات کے مطابق مختلف اشکال حاصل کرتی ہوئی جو شروع سے اس کے اندر برقرار رہے ہوں۔ تکمیل کی طرف بڑھتی چلی جاتی ہے

اس نظریہ کے مطابق یہ ممکن ہے۔ کہ تم بہت مدت پہلے اس دنیا میں آچکے ہو۔ اسی طرح میں بھی اس دنیا میں پیدا ہو چکی ہوں۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ ہم دونوں کبھی ملے ہوں۔ اور اب پھر کسی ایک یا دوسری وجہ سے ہمیں جنم لینا پڑا ہو۔ میرے عقیدہ پر ایمان رکھنے والا اس خیال کی جو تمہارے دل میں کئی بار آتا ہے۔ اور جس سے متحرک ہو کر تم سمجھتے ہو کہ تم نے مجھے کہیں دیکھا ہے یہی وجہ بتائے گا۔"

جس وقت شہزادی کی زبان سے یہ الفاظ نکل رہے تھے۔ تو جے دیس پر پھر وہی حالت طاری ہو گئی تھی۔ جو قبل ازیں ہو چکی تھی۔ اس نے کپڑے کو ہاتھ سے رکھ دیا۔ اور گھبرائے ہوئے آدمی کی طرح چہرے پہ ہاتھ پھیر کر کہا۔

"ہاں! کتنا عجیب و غریب وہم! میں نے مسئلہ تناسخ کے متعلق بہت کچھ سنا ہے مگر نہ تو میں اس پر یقین کرتا ہوں اور نہ ہی کر سکتا ہوں! لیکن اگر مجھے اس پر یقین ہو سکتا۔ اگر میں یہ تصور کر سکتا۔ کہ میں کسی گذشتہ جنم میں تمہیں مل چکا ہوں۔ اور تم ویسی ہی تھیں۔ جیسی کہ اب ہو۔ تو میں ضرور تمہارے ساتھ محبت کرتا۔ نہیں نہیں میں تمہارا عاشق زار ہوتا! شاہزادی! میں عشق و محبت کے خیال کو الوداع نہیں کہہ سکتا۔ اور تناسخ کے متعلق تمہارے خیال نے میری چشم تصور کو مواد مہیا کر دیا ہے خوبصورت زرسکا! اگر سچ مچ تمہاری روح نے کبھی پھول کی شکل اختیار کی ہو گی۔ تو میں اس کے ساتھ کا غنچہ رہا ہونگا۔ اگر اس نے کسی شکاری جانور کی شکل میں صحرا میں گام زنی کی ہو گی۔ تو میں اس کا جوڑا بنا ہوں گا۔ اگر اس نے کبھی انسانی شکل اختیار کی ہو گی۔ تو میں اس کا عاشق زار رہا ہوں گا۔ اگر تم اس قسم کی خوبصورت بیوقوفی کو پسند کرتی ہو۔ تو میں گھنٹوں اسے بیان کئے جا سکتا ہوں"

یہ کہہ کر وہ اٹھ کھڑا ہوا۔ اور ایک ایسی حرکت سے جو نیم وحشیانہ اور نیم عاشقانہ تھی۔ اس کے پاس جھک کر اس کے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے کر بولا۔

"زرکا! مجھے تم سے محبت ہے۔ اور یہ میرے بس کی چیز نہیں۔ میری قوت ارادی سے زیادہ زبردست کوئی طاقت مجھے تمہاری طرف کھینچ رہی ہے۔ لیکن ذرّہ مت۔ ابھی نہیں جیسا میں نے کہا۔ میں انتظار کر سکتا ہوں۔ میں بلا حرف شکایت زبان پر لائے۔ اس ناگہانی جذبہ کی ملی جلی تکلیف اور خوشی کو سہنے کی طاقت رکھتا ہوں۔ تاوقتیکہ میرے صبر کا پیمانہ لبریز نہ ہو جائے۔ ہاں اس وقت خواہ مجھے اپنی جان بھی دینی پڑے۔ میں تمہیں جیت کر رہوں گا۔"

یہ کہہ کر پیشتر ازیں کہ شاہزادی کے منہ سے کوئی لفظ نکلے۔ وہ اچھل کر کپڑے کو پکڑے ہوئے کہہ رہا تھا۔

"اب صبح اور شام کے مشترکہ رنگوں کو ملانا۔ محبت کی اس بری روح کی رنگینی کو ظاہر کرنے کے لئے جو مجھے طلسم بستہ کر رہی ہے۔ پہلے تو نصف شب کا کوے جیسا سیاہ رنگ بالوں کے لئے . . . . سرد ترین اور روشن ترین ستاروں کی چمک آنکھوں کے لئے . . . . علی الصباح کا گلابی رنگ لبوں اور رخساروں کے لئے۔ آہ! اس عجوبہ کی اصلی ابتدا میں کیسے کروں گا؟"

شہزادی نے آہستہ سے ہلکے سے ٹھنڈے تبسم سے کہا۔ "غالباً یہ مشکل ہوگا۔ اور شائد خاتمہ اس سے بھی مشکل تر ہو۔"

گنبرہ ہوٹل میں کھانے کی میز آراستہ ہو چکی۔ بلکہ کھانا شروع بھی ہو چکا تھا جب کہ جیرویس کھانے کے کمرے میں داخل ہو کر لیڈی فالک وارڈ اور ڈاکٹر ڈین کے نزدیک بیٹھ گیا۔ لیڈی فالک وارڈ مسکراتے ہوئے بولی۔

"شوہر بخواب کھو چکے۔ سچ مچ سارے کے سارے آرٹسٹ ایک سے ہی ہوتے ہیں۔ وقت کا تمہیں خیال ہی نہیں ہوتا۔ سنائیے۔ اس خوبصورت بعید الفہم ہستی شاہزادی زسکا کے ساتھ کتنی کامیابی حاصل ہوئی؟"

جیرویس کی نگاہیں دسترخوان پر لگی تھیں۔ چہرہ حد درجہ زرد تھا۔ اور معلوم ہوتا تھا۔ کہ وہ کسی نہایت محنت دماغی تکلیف میں سے گذر رہا ہے۔ وہ آہستہ سے بولا۔

"مجھے حسب دلخواہ کامیابی نہیں ہوئی۔ شاید میرے ہاتھوں کی صفائی جاتی رہی ہے۔ بہر حال درجہ خواہ کچھ ہی ہو۔ لیکن آرٹ کو قدرت کے مقابلہ میں شکست نصیب ہوتی ہے۔"

یہ کہتے ہوئے اس نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی روٹی کو معمول سے زیادہ تیزی سے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ ڈاکٹر ڈین نے آہستہ سے عینک نکال کر ناک پر چڑھالی۔ اور بڑے غور اور تعجب کی نگاہوں سے اس کے چہرے کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"کیا تمہارے کہنے کا یہ مطلب ہے۔ کہ تم شاہزادی زرسکا کی تصویر بنانے کے ناقابل ہو؟"

جرولیس نے اس کی طرف نیم تیز اور نیم سست نگاہ سے دیکھ کر کہا۔

"میں یہ تو نہیں کہتا۔ میں تصویر بناؤں گا۔ کچھ نہ کچھ بناؤں گا۔ اسے آپ تصویر کہہ لیجئے یا کچھ اور مگر اس کی شاہزادی زرسکا کے ساتھ کوئی مشابہت نہیں۔ وہ خوبصورت ہے۔ اور میں اس کی خوبصورتی کو کپڑے پہ نہیں لا سکتا۔ بلکہ صرف ایک ایسے چہرے کا عکس لینے کے قابل ہوا ہوں۔ جو اس کا نہیں"

"ممکن ہے ایسا ہی ہو" ڈاکٹر بولا "مگر ایسا پہلی بار نہیں ہوا۔ میں نے ایسے بہت سے واقعات سنے ہیں۔ جن میں مصوروں نے تصویر بنوانے والے کے چہرے کی بجائے کوئی اور ہی چہرہ بنا دیا ہے۔ ایک واقعہ تو مجھے خوب یاد ہے۔ ایک شریف آدمی نے جو اپنی فیاضی اور پبلک کاموں میں کھلے دل سے مدد کرنے کے لئے مشہور تھا۔ اپنے شہر کے ٹاؤن ہال کو بطور تحفہ دینے کے لئے اپنی تصویر بنوانی چاہی۔ اور ایک مشہور آرٹسٹ کو اس کام کے لئے مامور کیا۔ مگر آرٹسٹ نے جو تصویر بنائی وہ ایک بدمعاش کی تھی۔ اس پر خوب چرچا ہوا۔ اور شاید دوسروں کو اتنا قلق نہ ہوا ہوگا۔ جتنا کہ اس مصور کو جس نے یہ تصویر بنائی تھی۔ اور اس نے ہر ممکن ذریعہ سے یہ کوشش کی کہ کسی طرح تصویر میں ایسے مخیر کو جو اپنی قوم کو اس قدر فائدہ پہنچا رہا تھا۔ اس کے اصلی روپ میں ظاہر کر سکے۔ لیکن باوجود اس قدر کوششوں کے بھی کامیابی نہ ہوئی۔ تصویر جس وقت مکمل ہوئی تو بجائے ایک مخیر آدمی کے ایک بدمعاش کی تصویر تھی۔ جن لوگوں کے لئے اسے تیار کیا گیا تھا۔ انہوں نے اسے اپنے ہال میں آویزاں کرانے سے انکار کر دیا۔ کیونکہ بلاشبہ ایک ایسے اچھے آدمی کی ہتک تھی۔ مصور بیچارے کی مایوسی کی انتہا نہ تھی۔ اور چاروں طرف شور و غوغا مچنے والا تھا۔ جبکہ یک بیک یہ "مخیر" آدمی ایک وحشیانہ قتل کے الزام

میں گرفتار ہو گیا۔ جس کا وہ بارہ سال قبل مرتکب ہوا تھا! الزام سچ تھا۔ اور اسے پھانسی کی سزا ملی۔ اس کے بعد اس مصوّر نے اس تصویر کو جس میں اس نے ایسے عجیب طریقے سے قاتل کو اس کے اصلی رنگ و روپ میں ظاہر کر دیا تھا۔ بطور یادگار اپنے پاس رکھا۔"

اس شخص نے جو میز کی دوسری طرف بیٹھا بغور اس کہانی کو سن رہا تھا۔ کہا "کیا یہ سچ ہے؟"

"حرف بحرف! بیان عجیب و غریب امور میں سے ایک ہے۔ جو زندگی میں وقوع پذیر ہوتے ہیں۔ لیکن جن کا ہمارے پاس کوئی تسلّی بخش حل نہیں" ڈاکٹر نے جواب دیا

ایک بے چین دل سے جیرولیس نے لال شراب کا گلاس بھر کر چڑھا لیا۔ اور ایک اس قسم کی ہنسی کے ساتھ جس میں خوشی کو دخل نہیں تھا۔ کہا۔

"اسی قسم کا واقعہ میرے ساتھ گذرا ہے۔ مکمل خوبصورتی کو سامنے بٹھا کر میں ایک گناہ کبیرہ کی تصویر کھینچنے میں کامیاب ہوا ہوں"

"خداوندا! کیسا مایوسی بھرا دن آپ نے بسر کیا ہوگا! مگر نہیں آپ پھر کوشش کریں گے۔ شاہزادی زنسکا غالباً پھر تصویر کے لئے بیٹھنے سے انکار نہیں کرے گی"۔ لیڈی خلک وارڈ نے کہا۔

"ہاں۔ ہاں! میں کوشش کروں گا۔ پھر کوشش کروں گا۔ پھر کوشش کروں گا۔ اور کوشش کرتا چلا جاؤں گا۔ خاص کر اس لئے کہ اس نے مجھے یہ کہا ہے۔ کہ میں اس کی تصویر بنانے میں کامیاب نہیں ہو سکتا" جیرولیس نے استقلال بھرے غصہ سے جواب دیا۔

"کیا اس نے آپ کو یہ کہا ہے؟" ڈاکٹر ڈین نے پوچھا۔

"ہاں!" جیرولیس بولا۔

کھانے کی نئی رکابیاں آگئیں۔ چھری کانٹوں کا شور بلند ہوا۔ اور اس شور میں بات چیت کا سلسلہ ٹوٹ گیا۔ اس وقت جروئیس نے آنکھ اٹھا کر دیکھا۔ تو ڈینزل ہرے اور اس کی بہن ایک چھوٹی سی میز پر سب سے آگے بیٹھے لارڈ فلک وارڈ اور راس کورٹنی کے ساتھ کھانا کھا رہے تھے۔ ہیلن آج اپنی خوبصورتی کی پوری شان میں تھی۔ اس کے خوبصورت چہرے پر جس کے گرد خوشنما چمکدار بالوں کا ہالہ پڑا تھا معصومیت اور پاکیزگی کی ایسی چمک تھی۔ جو بالغ عورتوں میں شاذ و نادر ہی نظر آتی ہے۔

جروئیس نے اسے دیکھا۔ اور بے ساختہ لبوں سے آہ نکل گئی۔ جسے لیڈی فلک وارڈ کے تیز کانوں نے فوراً سن لیا۔ اور بولی۔

"کیسی خوبصورت پارٹی! نوجوان ہمیشہ اکٹھے رہنا ہی پسند کرتے ہیں۔ وہ نہایت خوبصورت لڑکی ہیلن ہرے آج اپنے بھائی کی وجہ سے کچھ ایسی دکھی تھی۔ ۔ ۔ ۔ ۔ پتہ نہیں اسے کیا ہوا تھا۔ شائد بخار۔ ۔ ۔ کہ اس نے مجھ سے استدعا کی کہ میں فلکی کو ان کے ساتھ کھانا کھانے کی اجازت دوں۔ تاکہ ڈینزل کا دل کسی دوسری طرف لگ سکے۔ فلکی بڑا اچھا لڑکا ہے۔ اور گو کم گو ہے۔ لیکن دوسروں کو منانا خوب جانتا ہے اس کے بعد مسٹر کورٹنی نے بھی اپنے آپ کو ان کے ساتھ شامل ہونے کے لئے پیش کیا۔ اور اب وہ بیٹھے کھانا کھا رہے ہیں۔ چٹونڈل خاندان تو آج کانٹی نینٹل ہوٹل میں ایک بھاری ضیافت پر تشریف لے گیا ہے۔"

کھانا ختم ہو رہا تھا۔ اور لوگ قہوہ کے لئے آرڈر دیکر کہہ رہے تھے۔ کہ اسے چبوترے یا باغات میں بھیج دیا جائے۔ اس وقت ڈاکٹر نے جروئیس سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اگر آپ کو اعتراض نہ ہو تو شہزادی کی تصویر تو دکھائیے گا۔"

"اعتراض کی۔ کوئی نہیں بات صرف یہ ہے۔ کہ یہ شہزادی کی نہیں بلکہ کسی اور کی تصویر ہے۔"

یہ کہتے ہوئے اس کے جسم پر کپکپی سی چھاگئی۔ جسے دیکھ کر ڈاکٹر نے کہا۔

"عجائبات کا ذکر کرتے ہوئے مجھے یاد آگیا۔ میں ایک خاص چیز کی تلاش میں گیا تھا۔ مگر اسے حاصل نہیں کر سکا۔۔۔ جسب دلخواہ چیز کے حصول کے لئے ہمیشہ سالہاسال لگ جاتے ہیں۔۔۔ مگر ایک عجائبات کی دوکان میں مجھے ایک عجیب و غریب بڈھا آدمی ملا۔ جس نے مجھے بتایا۔ کہ کرنک کے ایک مقبرے کی دیوار پر ایک بڑی بھاری تصویر بنی ہے۔ جسمیں اس مشہور جنگ آزما کے کارناموں کو بتایا گیا ہے۔ جس کی میں تلاش میں ہوں اور جسے آراکساز کہتے ہیں"۔

ہرڈیس چونک اٹھا معلوم نہیں کیوں؟ اس نے پوچھا۔

"آراکساز کا تمہارے ساتھ تعلق؟"

"کچھ نہیں مگر شاہزادی زسکا نے اس کا ذکر کرتے ہوئے بتایا تھا۔ کہ وہ امین ہوتپ کے زمانے میں ایک بڑا بھاری جنگ آزما گذرا ہے۔ اور آپ جانتے ہیں۔ شاہزادی بڑی بھاری ماہر مصریات اور بہت سی ان باتوں سے واقف ہے۔ جن کی ہمیں خبر تک نہیں۔ اور آپ کو معلوم ہے۔ کل رات اس نے اسی زمانے کی ایک ناچنے والی نسکا چارمیزل کا بھروپ بھرا تھا۔ ہاں تو اس تصویر کے ایک حصہ میں یہی نسکا چارمیزل اراکساز کے سامنے ناچتی ہوئی دکھائی گئی ہے"۔

ہرڈیس گہری توجہ سے اس ساری کہانی کو سن رہا تھا۔ اس کا دل بڑی تیزی سے دھڑک رہا تھا۔ گویا ڈاکٹر کوئی ایسا خوفناک واقعہ سنا رہا ہے۔ جس میں خود اس نے حصہ لیا ہے۔ حالانکہ حقیقت یہ تھی۔ کہ اس میں اسے اس سے بڑھ کر اور کوئی دلچسپی نہ ہو سکتی تھی۔ جتنی کہ تاریخی واقعات میں عام لوگوں کی ہوا کرتی ہے۔ کچھ عرصے کے وقفہ کے بعد اس کی زبان سے نکلا "اچھا"۔

"ہاں تو اس امر کے متعلق مجھے اور کچھ نہیں کہنا"۔ ڈاکٹر بولا "سوائے اس کے کہ میں

اس اداکار کے متعلق تمام امور دریافت کرنا چاہتا ہوں۔ خواہ صرف اسی وجہ سے کیوں نہ ہو۔ کہ خوبصورت زمسکا نے کل رات اس کی معشوقہ کا بھروپ بھرنا پسند کیا تھا۔ آپ جانتے ہیں۔ ہر شخص کی خوشی اور دلچسپی کا معیار جدا ہے۔ اور میری خوشی اور دلچسپی اس میں ہے۔"

جرویس جیب میں سے سگریٹ کیس ٹٹولتا ہوا اٹھ کر کھڑا ہوتے ہوئے بولا۔

"آؤ۔ میں تمہیں اپنی تصویر دکھاؤں۔"

یہ کہہ کر اس نے انگڑائی لی۔ اس کا قد اور شکل اس وقت اپنے پورے شان میں تھے۔ اور وہ خراماں خراماں اس میز کے قریب پہنچ گیا۔ جہاں ڈینزل مرے اپنی بہن اور دوستوں کے ساتھ بیٹھا تھا۔

"ڈینزل! میں نے شہزادی زمسکا کی ایک عجیب و غریب تصویر بنائی ہے۔ اور اسے ڈاکٹر ڈین کو دکھانے لگا ہوں۔ میں چاہتا ہوں۔ کہ تم بھی اسے دیکھ لو۔ آؤ گے؟" جرویس نے کہا۔

"اگر تمہاری خواہش ہے تو" ڈینزل نے جواب دیا

"میں چاہتا ہوں۔ کیونکہ یہ تمہاری آنکھیں کھول دیگی۔ نیز اس سے تمہیں یہ بھی معلوم ہو جائے گا۔ کہ میں کتنا نکما اور نالائق ہوتا جا رہا ہوں۔ تم سب کے سب اسے دیکھ سکتے ہو۔ سوائے . . . . . سوائے مس مرے کے۔ کیونکہ میرا خیال ہے کہ وہ اسے دیکھ کر خوف زدہ ہو جائے گی۔" جرویس بولا۔

ہیلن نے سر اٹھا کر اس کی طرف دیکھا۔ لیکن منہ سے کچھ نہ کہا۔

"اوہ! یہ بات ہے۔ تو مس مرے۔ آپ نہ آئیے گا۔ ہم بعد میں آپ کو سب کچھ بتا دیں گے۔" لارڈ ڈنلاک وارڈ نے کہا۔

"مجھے ان تصویروں سے کوئی خاص دلچسپی نہیں۔ ڈینزل! میں ڈرائنگ روم میں

ہوں گی۔ میں نے گھر چھٹی لکھی ہے،" جیلین نے کہا۔ اور یہ کہہ کر اور ہلکا سا سلام کہہ کر وہ چلی گئی۔ جیرڈ لیس اس کی خوبصورت شکل کو دیکھتا رہا۔ اس وقت اس کی آنکھوں میں پچھتاوا اور افسوس تھا۔

"یہ ظاہر ہے۔ کہ مس ٹری شاہزادی زملکا کو پسند نہیں کرتی" ۔ جیرڈ لیس بولا۔

"یہ تو ہے ہی۔ آپ یہ امید نہیں کر سکتے کہ عورتیں بھی مردوں کی طرح شاہزادی زملکا کے پیچھے پاگل ہو جائیں گی۔ علاوہ ازیں خود شہزادی کی بات چیت اور خدوخال میں کوئی بات ایسی ہے۔ جسے میری طرح مس ٹری بھی پسند نہیں کرتی" لارڈ فلک وارڈ نے کہا۔

"تو آپ اس کے عشاق میں سے نہیں؟" ڈاکٹر ڈین نے مسکرا کر پوچھا۔

"ہرگز نہیں۔ کیا آپ ہیں؟" فلک وارڈ نے کہا۔

"میں؟ خدا نہ کرے! میرے نوجوان دوست! مجھے آج تک اپنی زندگی میں کسی عورت سے محبت ہی نہیں ہوئی۔ کم از کم وہ جذبہ جسے تم لوگ محبت کہتے ہو۔ جب میں سولہ سال کا تھا۔ تو ایک چالیس سالہ عورت کی شان میں غزلیں لکھا کرتا تھا۔ لیکن جب سے اس نے مجھے جھاڑ بتائی۔ عشقبازی ہی چھوٹ گئی" ڈاکٹر نے جواب دیا۔ اس پر خوب فرمائشی قہقہہ پڑا۔ اور تو اور ڈینزل مرے کے اداس چہرے پر بھی مسکراہٹ آ گئی۔

یک بیک ہوراشیو کورٹنی نے پوچھا "آپ نے شہزادی کی تصویر کہاں بنائی تھی؟"

"اس کے اپنے گھر میں۔ مگر ہم وہاں اکیلے نہیں تھے۔ کیوں کہ اس عجیب و غریب عورت نے کوئی بیس کے قریب مسلح نوکر وہاں موجود رکھے تھے اور میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ شہزادی وہاں پر کسی نوکر کی منظورِ نظر سے کم محفوظ نہیں تھی۔ آؤ اب میں تمہیں تصویر دکھاؤں" جیرڈ لیس نے جواب دیا۔

یہ کہہ کر وہ انہیں ایک پرائیویٹ بیٹھک میں لے گیا۔ جسے اس نے بڑے بھاری

کرایہ پر لے رکھا تھا۔ یہ ایک چھوٹا سا کمرہ تھا۔ مگر خصوصیت اس میں یہ تھی۔ کہ اس میں ایک فرانسیسی کھڑکی تھی۔ جو باغ میں کھلتی تھی۔ یہاں ایک کھونٹی پر وہ کپڑا رکھا تھا۔ جس پر تصویر کھچی تھی۔ اور جس کی پشت حاضرین کی طرف تھی۔ جو ولیس نے مہمانوں سے کہا۔

"تشریف رکھیئے۔ اور ایک ایسے عجوبہ کو دیکھنے کے لئے تیار ہو جائیے۔ جس کا ثانی آج تک آپ نے نہ دیکھا ہوگا۔ ڈاکٹر صاحب! چونکہ آپ روحانیت میں خاص دخل رکھتے ہیں۔ اس لئے شاید آپ بتا سکیں گے۔ کہ میں نے کس طرح یہ چہرہ بنا ڈالا کیونکہ میں خود تو اس کی وجہ سمجھنے اور بتانے سے قاصر ہوں"

یہ کہہ کر اس نے آہستہ آہستہ کپڑے کا رخ پھیر دیا۔ اور تعجب کے ان الفاظ کا کوئی خیال کئے بغیر جو حاضرین کے لبوں سے نکل رہے تھے۔ خود اس کی طرف ٹکٹکی باندھ کر دیکھنے لگا۔ اس وقت وہ کسی ایسی طاقت سے کھچا ہوا تھا۔ جو خوف یا تعجب کے علاوہ کچھ اور ہی تھی؛

اُف! کتنا عجیب اور خوفناک چہرہ! دکھ، تکلیف اور ایذا کی منہ بولتی تصویر! شدّت تکلیف سے بل کھایا ہوا چہرہ۔ ہر ایک خد و خال سے جانکنی کی صورت ہویدا!! جانکنی جس میں آسمانی حُسن کے نشانات ملکر اسے اور بھی زیادہ خوفناک اور بھیانک بنا رہے تھے۔ آنکھوں سے ایک قسم کی ذی ہوش سنجیدگی ٹپکتی تھی۔ جس کے ساتھ خوف اور غم و غصہ کے جذبات مخلوط تھے۔ لب اوپر کیطرف ظالمانہ ادا سے مڑکر ایک دھمکی آمیز چیخ ادا کرنے والے تھے۔ بال جو کہ گھنی زلفوں کی شکل زیرِ جوڑں تک گرے تھے۔ جانکنی کے عذاب کے ٹھنڈے پسینے سے تر ہو رہے تھے۔ اور تصویر کو خوفناک تر بنانے کے لئے گلابی بھورے چمڑے کے نشانات بیں سے ایک مرتبے کے میرئے خد و خال صاف نظر آتے تھے۔

اس خوفناک تصویر اور شہزادی زمسکا کی پریشان اور ہنستی بولتی شکل میں کوئی بھی مناسبت نہیں تھی۔ تاہم ایک دھندلی سی مشابہت ضرور نظر آتی تھی۔ کہ چشم تصور رکھنے والا شخص یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتا۔ کہ ممکن ہے۔ موت کے وقت شاہزادی کی یہ شکل بن جائے۔

چند منٹ سناٹے کی حالت میں گذر گئے۔ حیرت سے سب کے سب لب بستہ

ہو رہے تھے۔

جبرویس نے خاموش نگاہوں سے ڈاکٹر ڈین کی طرف دیکھا۔ جو آنکھوں پہ عینک لگائے بڑی گہری دلچسپی سے تصویر کو دیکھ رہا تھا۔

"ڈاکٹر صاحب! دیکھا یہ شاہزادی سے بالکل نہیں ملتی" جبرویس نے کہا۔

"کیوں نہیں ملتی۔ اگر آپ شاہزادی کے چہرے کا جب کہ وہ سخت تکلیف کی حالت میں ہو۔ تصور جما سکیں۔ تو وہ بعینہٖ یہی ہوگا۔ یہی صورت اس کے چہرے کی اس وقت ہوگی۔ اگر اس کا ایک بیک بالکل ناگہانی طور پر زبردستی خاتمہ کر دیا جائے۔" ڈاکٹر نے جواب دیا۔

"لیکن میں نے اس کی یہ تصویر کس طرح بنائی! نہ اس وقت بالکل مطمئن تھی۔ اس وقت اس کی حالت پورے سکون کی تھی۔ اور میں نے اس وقت اس کی تصویر بالکل ویسی ہی بنائی تھی۔ جیسا کہ میں اسے دیکھ رہا تھا۔ مگر یہ حالتِ عذاب میں چہرہ کس طرح میرے کپڑے پر نمودار ہو گیا؟"

ڈاکٹر ٹھوڑی کھجانے لگا۔ بلاشبہ یہ ایک معمہ تھا۔

پھر اس نے جبرویس کی طرف بغور دیکھا۔ گویا اس معمہ کا حل خوبصورت آرٹسٹ کے چہرے سے تلاش کر رہا ہے۔ پھر ڈینزل مرے کی طرف مخاطب ہو کر جو ابھی تک بالکل خاموش تھا۔ "کیوں ڈینزل مرے تمہارا کیا خیال ہے؟"

"مجھے اس کی کچھ سمجھ نہیں آتی" ڈینزل نے جواب دیا۔

"اور آپ کا؟" ڈاکٹر نے کورٹنی سے پوچھا۔

"میری رائے بعینہٖ وہی ہے۔ جو فالک وارڈ کی تھی۔ بلاشبہ یہ ایک خوفناک چیز ہے۔ اور تعجب یہ کہ جہاں یہ شاہزادی زمرکا کے مشابہہ ہے۔ وہاں ساتھ ہی اس کے بالکل غیر مشابہہ بھی ہے۔ لاریب یہ ایک بالکل ناخوشگوار تصویر ہے" کورٹنی نے کہا۔

ڈاکٹر ڈین اٹھ کر کمرے میں ٹہلنے لگا۔ اس وقت اس کی بھویں سکڑ رہی تھیں۔ چہرے پر بل تھا۔ یک بیک جرویس کے سامنے آ کر اس نے کہا۔

"کیا تمہیں یاد ہے۔ کہ تم کبھی قبل ازیں شاہزادی زسکا کو ملے ہو؟"

جرویس حیران تھا۔ اور اس نے آہستہ سے کہا۔

"نہیں۔ مجھے یہ بالکل یاد نہیں۔ لیکن میں یہ تسلیم کرتا ہوں۔ کہ اس کے اندر کوئی چیز ایسی ہے۔ جو مجھے بتاتی ہے۔ کہ میں اس سے واقف ہوں۔ اس کی آواز اور اس کے ہنسنے کا طریق خصوصاً مجھ پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ کل رات جب میں اس کے ساتھ ناچ رہا تھا۔ تو میں سوچتا تھا۔ کہ میں کہاں پر اس سے اپنے سٹوڈیو میں بطور ماڈل بٹھا کر بات چیت کر چکا ہوں۔ پر کسے ہیں یاد رہا ہیں؟"

ڈاکٹر بڑی توجہ سے اس کی بات کو سن رہا تھا۔ اور ساتھ ہی بغور اس کے چہرے کو بھی دیکھتا جاتا تھا۔ چنانچہ جس وقت اس نے شاہزادی کے کسی تصویر کے لئے بطور ماڈل بیٹھنے کا نام لیا۔ تو اس نے سر ہلا کر کہا۔

"ہرگز نہیں۔ بالکل نہیں۔ میں یہ یقین نہیں کر سکتا۔ کہ وہ ماڈل بنی ہو۔ پھر مسکراتے مسیو جرویس! آپ اس وقت عنفوان شباب میں ہیں۔ ذرا اپنے بچپن پر نگاہ ڈالئے۔ اس بچپن پر جس میں نوجوان وحشیانہ لاپرواہی کی وجہ سے بسا اوقات بری باتیں بھی کر بیٹھتے ہیں۔ ہاں اس بچپن پر نگاہ ڈال کر سوچئے! کیا کبھی اس بے سمجھی کے زمانے میں آپ نے کسی عورت کا دل تو نہیں توڑا ہے؟"

جرویس کا چہرہ زرد ہو گیا۔ اور اس نے کندھے ہلا کر کہا۔

"ممکن ہے۔ ہو سکتا ہے۔ کون کہہ سکتا ہے۔ لیکن اگر ایسا ہوا ہے۔ تو اس کا اس تصویر کے ساتھ کیا تعلق ہے؟"

ڈاکٹر بیٹھ گیا۔ اور ہونٹوں پر زبان پھیر کر اس طرح چٹخارا بھرا۔ گویا کسی چیز

کا لطف لے رہا ہے۔ پھر بولا۔

"بہت بڑا تعلق ہے۔ کم از کم روحانی طور پر۔ مجھے ایسے کئی معاملات کا علم ہے۔ سنئے بات کیا ہوا کرتی ہے۔ فرض کیجئے کہ آپ نے لڑکپن میں کسی عورت پر ظلم کیا۔ اور فرض کیجئے۔ کہ وہ عورت مرگئی اب آپ یہ سمجھتے ہیں۔ کہ آپ کا اس سے چھٹکارا ہوگیا لیکن اگر اس عورت کے اندر آپ کے لئے محبت بہت زیادہ تھی۔ اور اس ظلم کا خیال بھی اس کے اندر بہت زبردست ہے۔ تو میں یہ آپ کو بتا دیتا ہوں کہ آپ کی اس سے خلاصی نہیں ہوئی۔ اور نہ ہی کبھی ہو سکتی ہے۔ کیوں؟ اس لئے کہ روح لافانی ہے۔ اور مرحوم کی روح بھی دیگر روحوں کی طرح ناقابل فنا ہے۔ اب اسی طرح دلیل کی خاطر ہم یہ بھی فرض کئے لیتے ہیں۔ کہ آپ کو شاہزادی زمیکا سے کسی قدر الفت ہے۔ جو کہ ممکن ہے۔ کسی روز حد پاکیزگی سے بڑھ جائے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ آپ اس صورت میں ممکن ہے۔ کہ اس عورت کی روح تمہارے اور تمہاری نئی معشوقہ کے درمیان آکر اس خوبصورت چہرے پر جس کا جادو ابھی تازہ تازہ تم پر پڑنے لگا ہے۔ ایک مظلوم مصیبت زدہ اور منتقم روح کی شکل و صورت بنوا دے۔ میں پھر کہتا ہوں۔ کہ مجھے ایسے واقعات کا علم ہے"۔

اپنے سامعین کے چہروں پر حیرت اور تذبذب کا کوئی خیال کئے بغیر اس نے دونوں بازو چھاتی پر رکھ کر اپنے آپ کو اس طرح کھینچا۔ گویا آپ عجیب و غریب خیال کا مزہ لے رہا ہے۔

"دراصل بات یہ ہے۔ کہ آپ بھوتوں سے چھٹکارا نہیں پا سکتے۔ وہ آپ کے چاروں طرف بلکہ ہر جگہ ہیں۔ بعض اوقات وہ شکل اختیار کر لیتے ہیں۔ بعض اوقات نگاہوں سے اوجھل رہنے میں ہی خوشی محسوس کرتے ہیں۔ لیکن کسی بھی حالت میں اپنی ہستی محسوس کرائے بغیر نہیں رہتے۔ بسا اوقات ایسا ہوتا ہے۔ کہ کوئی بڑا اچھا راگ

ہو رہا ہے۔ اور وہ ہوا اور مُرے درمیان آ کر آواز کو ایسا خوفناک بنا دیتے ہیں۔ کہ سننے والوں کا خون منجمد ہونے لگتا ہے۔ بعض اوقات، وہ ہمارے اور ہمارے دوستوں کے درمیان آ کر کسی خفیہ طریق سے ہماری ہمدردیوں کا خاتمہ کر ڈالتے ہیں۔ اور بعض اوقات ہمیں اکیلے ملتے اور اسی طرح آنکھوں سے اوجھل رہتے ہوئے بھی ہمارے ساتھ چلتے۔ اور بات چیت کرتے رہتے ہیں۔ عموماً ان کا مدعا نیک ہوتا ہے۔ لیکن بعض اوقات ان کی نیت خراب بھی ہوتی ہے۔ اور کوسیوجہ دیمبرہا ہیں اگر آپ کی تصویر کے موجودہ معمّا کا کوئی حل بتا سکتا ہوں۔ تو وہ صرف یہ ہے۔ کہ تمہارے اور تمہارے کپڑے کے درمیان ضرور کوئی بھوت آ گیا ہوگا؟"

"میرے دوست" جو ویس نے زور سے قہقہہ لگا کر کہا۔ "آپ ناممکنات کے بیان کرنے میں بڑے ماہر ہیں۔ لیکن معاف کیجئے۔ میں لا مذہب آدمی ہوں۔ نیز سمجھتا ہوں کہ میرے کندھوں پر ایک سمجھدار سر ہے۔ اس لئے آپ کو تعجب نہیں ہونا چاہیئے اگر میں ایسے بیہودہ خیالات کو جن پر کہ آپ یقین رکھتے ہیں۔ تسلیم کرنے سے بالکل انکار کر دوں۔"

"میرے عزیز دوست۔ میں نے آپ کو کب کہا۔ کہ انہیں تسلیم کیجئے۔ میں نے واقعات بیان کر دیئے۔ اب ان پر یقین کرنا یا نہ کرنا آپ کا کام ہے۔ آپ اس تصویر کے معمّے کا کوئی حل خود نہیں بتا سکتے۔ میں نے ایک حل آپ کے سامنے رکھا ہے جو علوم روحانی کی تحقیقات کے بالکل مطابق ہے۔ آپ اسے بیہودہ کہہ کر ماننے سے انکاری ہوتے ہیں۔ اس صورت میں میں یہ کہوں گا۔ کہ آپ اس کپڑے کو ریزہ ریزہ کر دیں۔ اور پھر اس مضمون پر اپنے ہاتھ کی قابلیت کا امتحان کریں۔"

"ہاں! ہاں! میں پھر کوشش کروں گا۔ لیکن اس کپڑے کو ضائع نہیں کروں گا یہ بجائے خود ایک عجوبہ ہے۔ اور میرے لئے اس میں خاص طور پر دلچسپی کا سامان ہے

کیا آپ نے دیکھا نہیں کہ خدوخال کس طرح خالص مصری ہیں۔ بلکہ یہ تو ان پینٹنگز کا بالکل انعکاس ہیں۔ جو کہ نو دریافت شدہ مقابر میں نظر آتے ہیں۔"

"اوہ! میں نے یہ تو پہلے ہی دیکھ لیا تھا۔ مگر اس میں کوئی خاص قابل ذکر بات نہیں۔ کیونکہ آپ فرانسیسی ہوتے ہوئے بھی بالکل مصری وضع کے ہیں۔ یہاں تک کہ اس ہوٹل میں کئی لوگوں نے اس پر حاشیہ آرائی بھی کی ہے۔"

جیروليس نے کچھ نہ کہا۔ بلکہ آہستہ آہستہ کپڑے کو پھیر کر اس کا منہ دیوار کی طرف کر دیا

"تم اسے کافی دیکھ چکے ہو؟" وہ ڈینزل سے مخاطب ہوا۔

"کافی سے بھی زیادہ" ڈینزل نے جواب دیا۔

"تو اسے دیکھ کر تمہارے سر کا جادو اتر جانا چاہیئے" جیروليس بولا۔

"مگر یہ اس کی خوب صورتی کی ہتک ہے یہ بالکل اس سے مشابہت نہیں رکھتی۔ ڈینزل نے کہا۔

"کوئی مشابہت نہیں رکھتی! کیا یقین سے کہہ رہے ہو؟ میرے دوست تم بھی جانتے ہو اور میں بھی جانتا ہوں۔ کہ مشابہت ہے۔ جس کے ساتھ ایک خوفناک تغیر مشابہت مل رہی ہے۔ اور وہی ہے جو ہم دونوں کو تکلیف دے رہی ہے۔ میں تمہیں یقین دلاتا ہوں۔ کہ مجھے تمہارے لئے ویسا ہی افسوس ہے۔ جیسا کہ اپنے لئے۔ کیونکہ میں محسوس کرتا ہوں۔ کہ یہ عورت ہم میں سے ایک کی یا دونوں کی جان لے کر رہے گی۔" جیروليس بولا۔

ڈینزل نے کوئی جواب نہ دیا۔ اور تھوڑے ہی عرصہ میں سب کے سب اٹھ کر باغ میں آ گئے۔ جہاں پر ڈاکٹر ڈین کے سوائے جو نہ تو تمباکو پیتے تھے۔ نہ ہی پانی کے سوائے اور نشہ آور چیز استعمال کرتے تھے۔ سب نے اپنے اپنے سگار یا سگریٹ روشن کر لئے۔

"اب آپ کس قسم کی تحقیقات میں لگ رہے ہیں؟" کورٹنی نے ڈاکٹر سے استفسار کیا
"میں ارالگسارنہ نامی ایک آدمی کی تلاش میں ہوں۔ جہاں تک مجھے معلوم ہو سکا ہے اسے گذرے کم و بیش چار یا پانچ ہزار سال ہوئے ہیں۔ اور میں یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں۔ کہ اس نے اپنی زندگی میں کون سے کارہائے نمایاں کئے تھے۔ اور کس طرح مرا تھا؟ اور جب مجھے یہ معلوم ہو گیا۔ کہ وہ کس طرح مرا تھا۔ تو پھر یہ دریافت کروں گا۔ کہ وہ کہاں مدفون ہے۔ اگر ممکن ہو سکا تو میں اسے کھود کر نکالوں گا۔ نیز۔ میں اس خاتون رقاصہ کا بھی پتہ نکالنا چاہتا ہوں۔ جس کا بھر دپ شہزادی نے کل دھرا تھا۔ اس رقاصہ کا جیسا کہ ایک نو دریافت شدہ تصویر سے پتہ ملتا ہے زیادہ تر وقت اسی ارالگسارنہ کے سامنے ناچنے اور اسے خوش کرنے میں صرف ہوتا تھا۔"
ڈاکٹر نے جواب دیا۔

"کیسا فضول خیال! پانچ ہزار سال گذشتہ میں ہونے والے آدمی اور عورت میں آپ کو کیا دلچسپی کا سامان ملتا ہے؟" ڈینیرل نے کہا۔

"رامیسیس میں کون سا دلچسپی کا سامان ہے؟ اور یہاں ٹالمی بادشاہوں میں کیا ہے؟ کون جانتا ہے۔ رامیسیس کی طرح ارالگسارنہ کی دریافت سے بھی مصر قدیم کے متعلق کئی باتوں کا پتہ لگ جائے۔ جیسا ایک نام ویسا ہی دوسرا۔ ہر ایک خوشبودار ممی کے اپنے اپنے اسرار ہیں؟" ڈاکٹر بولا۔

اس وقت وہ سب کے سب چلتے چلتے تھم گئے۔ کیونکہ جروبین ایک نیا سگریٹ جلانے کے لئے ٹھہر گیا تھا۔ ابھرتے ہوئے چاند کی ٹھنڈی کرنیں اس کے لمبے بارعب جسم پر پڑ کر جو تاڑ اور کھجور کے درختوں کے آگے کھڑا تھا۔ اس کے سپاہی مائل خدوخال کو ایک خاکستری مائل سبز چمک عطا کر کے بالکل آسمانی شکل دے رہی تھیں۔
ڈاکٹر ڈین نے اسے دیکھ کر مسکراتے ہوئے کورٹنی اور ڈینیرل مرے سے مخاطب ہو کر کہا۔

"دیکھئے کیسی عجیب مصری شکل! کیسی لمبائی اور سڈول پن! سیاہ خوابگوں آنکھوں میں کتنی وحشت! ہاں ہاں موسیو جے ولیس! میں آپ کا ذکر کر رہا ہوں۔ آپ کی تعریف کر رہا ہوں۔"

"عنائت! شفقت!" جے ولیس نے جواب دیا۔

"ہاں! میں آپ کی تعریف کر رہا ہوں۔ چونکہ میں خود ایک پستہ قامت آدمی ہوں۔ لہذا قدرتاً دراز قد آدمیوں کو پسند کرتا ہوں۔ روحانی اشکال کے محقق کی حیثیت میں بھی جب میں ایک خوبصورت جسم کو دیکھتا ہوں۔ جس میں روح خواب شیریں کے مزے لے رہی ہو۔ تو مجھے بہت دلچسپی پیدا ہو جاتی ہے۔ میں حیران ہوں کہ آپ کے اندر روحانی بیج کی یہ خواب شیریں کتنی دیر سے ہے؟ بلاشبہ یہ ابتداً پروٹوپلازم سے شروع ہوئی تھی۔ لیکن یہ حیثیت آدمی کے اس درجہ تک پہنچنے میں کتنی نچلی اشکال سے گذری ہوگی۔ اور اس نے کتنی مشکلات کا مقابلہ کیا ہوگا۔ کیونکہ اب تک بھی یہ مشکل سے بیدار کی جاسکتی ہے۔" ڈاکٹر بولا۔

"روح کا پروٹوپلازم میں آغاز اس عقیدے کا ایک حصّہ ہے۔ جسے آج شہزادی بھی مجھے سکھانے کی کوشش کر رہی تھی۔ مگر بے فائدہ۔ مجھے روح پر یقین ہی نہیں۔ اور اگر بدقسمتی سے یقین ہو جائے۔ تو میں تو ایک بدبخت آدمی بن جاؤں۔" جے ولیس نے ہنستے ہوئے کہا۔

"کیوں؟" ڈینیزل مرے نے پوچھا۔

"اس لئے کہ مجھے اپنے مستقبل کے متعلق خوف پیدا ہو جائے گا۔ اور میں پھر زندگی حاصل کرنا نہیں چاہتا۔ کیونکہ مجھے کئی امور کو یاد رکھنا پڑے گا۔ جنہیں میں بھلا دینا بہتر سمجھتا ہوں۔ . . . . وہ آ رہی ہے۔ آپ کی بہن مس ہیلن۔ میں جاکر اس سے بات چیت کروں گا۔ کیونکہ اس کی باتیں ہمیشہ مجھے تسکین دیا کرتی ہیں۔ اور

اس تصویر کے بعد جو میں نے بدقسمتی سے بنائی ہے۔ اس کی موجودگی غالباً ویسی ہی سکون بخش ہوگی۔ جیسی کہ رات بھر کے خواب پریشاں کے بعد صبح کی ٹھنڈی ٹھنڈی نسیم۔"

یہ کہہ کر وہ تو چل دیا۔ ڈینزل مرے اور کورٹنی بھی اس کے پیچھے پیچھے چلے گئے۔ صرف ڈاکٹر ڈین پیچھے رہ گیا۔ جس نے باغ کے ایک دور افتادہ کونے میں اکیلے بیٹھ کر جیب سے ایک چھوٹی سی پاکٹ بک نکال کر لکھنا شروع کر دیا۔ کوئی نصف گھنٹہ اسی حالت میں گذر گیا۔ اور اس نے اپنے چھوٹے چھوٹے خوب صورت حروف سے دو تین صفحے بھر ڈالے۔

لکھنا ختم ہوگیا۔ اور اس نے نیم بلند آواز سے کہا: "شاید یہ دلچسپ ترین عقدہ ہے۔ جس کے مطالعہ کا مجھے اتفاق ہوا ہے۔ بلاشبہ اگر روحانی حلقہ میں میری تحقیقات کسی کام کی ہے۔ تو یہ معاملہ ہزاروں میں ایک ہوگا۔ ہزاروں؟ نہیں نہیں شائد کروڑوں میں ایک! خداوندا! ہم کتنی خوفناک نہ نظر آنے والی طاقتوں کے اندر زندگی بسر کر رہے ہیں! اور اس خداوند سے جو ہماری زندگیوں کے آغاز و انجام کو شکل نصیب کرتا ہے۔ ہاں اس خداوند سے انکار کے مطابق ہی ہر ایک معزز آدمی کو نہ نظر آنے والے مکاشفات دیئے جائیں گے۔ تعجب کہ انسان نسل نے آج تک پورے طور پر ان الفاظ کے معانی کی گہرائی کو نہیں سمجھا۔ جن میں دوزخ کو بیان کیا گیا ہے۔

"جہاں کیڑا مرتا نہیں۔ اور جہاں شعلہ کبھی بجھتا نہیں۔"

کیڑا جزا ہے۔ شعلہ لافانی روح ہے۔ اور دونوں ہمیشہ ایک دوسرے سے بچنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ خوفناک! اور پھر بھی وہ لوگ ہیں جو نہ تو ایک پر یقین رکھتے ہیں۔ نہ دوسرے پر۔ اور شفاعت کو ٹھوکر لگا کر پرے پھینک دیتے ہیں۔ جو دونوں کا خاتمہ کر دیتی ہے۔ خداوندا ہمارے تمام گناہوں

اور خاصکر غرور اور تکبر کے گناہوں کو معاف کرے"!

یہ کہہ کر نہایت رنج بھرے چہرے کے ساتھ اس نے پاکٹ بک کو جیب میں ڈالا۔ اور چبوترے اور دیگر جگہوں پر بیٹھے ہوئے تمام ہوٹل والوں سے بچ کر اپنے کمرے میں جاکر بستر پر دراز ہو گیا۔

اگلے روز جبردلیس پھر شہزادی کے ہاں گیا تو اندر داخل ہونے کی اجازت نہ ملی۔ سیاہ فام خادم نے جو پہرے پر تھا۔ دروازہ کی گھنٹی کی آواز سنکر ایک اونچی کھڑکی سے سر نکال کر کہدیا: "شہزادی صاحبہ باہر گئی ہیں"

"کہاں؟" جبردلیس نے پوچھا۔

"صحرا کی طرف اہرام کی سیر کو" خادم نے جواب دیا۔

یہ کہا اور کھڑکی کا دروازہ بند کر کے چلتا بنا۔ جبردلیس ایک لمحہ بھر دروازہ کے آگے کھڑا رہا۔ اور اس کے کانوں نے کسی کی چڑانے والی ہنسی کی آواز سنی۔ جبردلیس دل ہی دل میں بولا۔

"وحشی! اچھا۔ اگلی بار میرے قابو آیا۔ تو روپے سے رام کرنے کی کوشش کروں گا۔ حیران ہوں۔ کہ اب کیا کروں۔ کدھر جاؤں۔ اس عورت اور اس کی تصویر نے میرا دماغ پریشان کر دیا ہے"

سورج کی تیز کرنیں اس کی آنکھوں پر پڑیں اور ان میں درد پیدا ہو گیا۔ کوچہ کے پتھر گرم گرم دھوپ سے جل اٹھے۔ جن میں اس کے پاؤں بھنے جاتے معلوم دینے لگے۔ دماغ میں ایک قسم کا چکر پیدا ہوا۔ طبیعت متلانے لگی۔ اور آہستہ آہستہ اس

نے قدم واپس موڑا۔ چہرے پہ اس وقت سرد پسینہ کے قطرے کھڑے تھے۔ کہ یکا یک شہزادی زنسکا کے محل کی طرف سے ایک خاموش قسم کے باجہ کی آواز نکلتی ہوئی سنائی دی جس کے ساتھ ایک خوبصورت میٹھی سی آواز گا رہی تھی۔ گانے کی آواز کان میں پڑتے ہی جہرو بیس وہیں رک گیا۔

پھر راگ ختم ہوگیا۔ جہرو بیس نے نگاہیں زمین سے اٹھائیں۔ جہاں وہ اس طرح گڑی تھیں۔ گویا وہ گہری سوچ میں ہے۔ اور جلتے ہوئے آسمان کی طرف اس طرح دیکھا۔ جس طرح کہ ایک بیمار حالت نزع میں دیکھتا ہے۔ اس وقت اس پہ ایک عجیب حالت طاری تھی۔ سر میں چکر تھا۔ جس سے وہ تیورا کر گرا چاہتا تھا۔ کہ اس نے دیوار سے بازو ٹکا کر اپنے آپ کو تھام لیا۔ اس وقت اس کی زبان پر یہ الفاظ تھے۔

"خداوندا! مجھے کیا ہوگیا ہے! یہ راگ میرے جسم کی طاقت کو کیوں چھا گیا۔ مجھے ان امور کا خیال کیوں آنے لگا ہے۔ جن کا میرے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ اس مشرقی شہر میں میرے دماغ پر کیا سحر ہوگیا۔ کیا مجھ پہ مسمریزم تو نہیں ہوگیا۔ مجھے جنگ وجدل کے خواب کیوں آنے لگے۔ قتل وغارت کے آوازے میرا دماغ کیسے سننے لگا! زنسکا جارجیا کے نام کا میرے ساتھ کیا تعلق ہے!"

مگر یہ حالت دیر تک نہ رہ سکی۔ اور جس طرح کسی وحشی اور جنگلی جانور کو مکھیاں کاٹیں۔ تو وہ ان سے پیچھا چھڑانے کی کوشش کرتا ہے۔ اسی طرح اس نے بھی ایک انگڑائی لی۔ جسم کو حرکت دی اور چل کھڑا ہوا۔

لیکن دماغ کچھ اس طرح سوچ میں لگ کر دنیا ومافیہا سے غافل ہو رہا تھا۔ کہ اسے یہ بھی معلوم نہ تھا۔ کہ وہ کدھر جا رہا ہے۔ اور کون سامنے سے گذر رہا ہے۔ کہ یکا یک ایک کوچہ میں سے گذرتے ہوئے ڈینیل مرے سے ٹکر لگی۔ اور شاید وہ اس کی پرواہ نہ کرتا ہوا آگے کو گذر ہی جاتا۔ مگر مرے وحشیانہ انداز سے اسے یہ کہہ کر "اللہ ٹھیرو"

جیرولیس نے نیم خوابی کی سی حالت میں آنکھیں اوپر اٹھائیں ۔ اور بولا۔
"اوہ! ڈینیزل تم ہو؟ معاف کرنا۔ میرا خیال ہے۔ مجھے لُو لگ گئی ہے۔ یا کوئی اور بیماری ہو گئی ہے۔ یقین جاننا مجھے یہ بھی معلوم نہ تھا۔ کہ میں کیا کر رہا اور کدھر جا رہا ہوں"۔

"میں مانتا ہوں۔ تم بھی میری طرح پاگل ہو رہے ہو۔ اور اس کی وجہ عشق ہے!"

جیرولیس مسکرا دیا۔ اس کی مسکراہٹ کچھ اس قسم کی تھی۔ جس میں بے اعتباری کی جھلک نمایاں تھی۔

"تمہارا یہ خیال ہے؟ میں تو نہیں مانتا۔ اور سچ مچ اگر عشق ایک آدمی کو میری طرح ذکی الحس بنا کر اس کے چھکے چھڑا دیتا ہے۔ تو یہ بہت بُری بیماری ہے"۔

"بری۔ نہیں۔ نہیں۔ بدترین! سخت پُر عذاب جس کا ماسوائے موت کے کوئی علاج ہی نہیں۔ خداوندا! جیرولیس! کل تک تم میرے دوست تھے۔ میں یہ خواب میں بھی خیال نہیں کر سکتا تھا۔ کہ میں تم سے نفرت کر سکوں گا"۔

"اور تاہم مجھ سے نفرت کرتے ہو؟"

"نفرت! میں تمہاری جان لینے کے درپے ہوں۔ تم اس کے پاس سے آئے ہو؟"

"میرے دوست! تمہیں غلط فہمی ہوئی ہے۔ میں یہ مانتا ہوں۔ کہ میں اس کے پہلو میں ہوتا۔ ۔ ۔ اگر یہ ممکن ہو سکتا۔ ۔ ۔ ۔ لیکن وہ فی الحال شہر سے بھاگ گئی ہے۔ ۔ ۔ کم از کم اس کے خادم کے بیان کے بموجب جو دربان کا کام کر رہا ہے"۔

"وہ جھوٹ بکتا ہے۔ میں نے اسے خود اپنی آنکھوں سے آج صبح دیکھا ہے"۔

میرا خیال ہے۔ تم نے اپنا وقت مجھ سے بہتر صرف کیا۔ خیر خواہ کچھ ہو۔ وہ لاپتہ ہے"۔

چند منٹ کے لئے خاموشی ہو گئی۔ جس کے بعد ڈینیزل نے کہا:-

"مجبوری بس! یہ فضول ہے۔ میں اسے برداشت نہیں کر سکتا۔ ہمیں دوٹوک فیصلہ کرنا ہوگا۔ اس کا کیا مطلب ہے؟"

"میرے دوست اس کا مطلب بتانا مشکل ہے۔ ہم دونوں ایک ہی عورت پر عاشق ہیں۔ اور دونوں کے دونوں اس کے ساتھ قسمت آزمائی کرنا چاہتے ہیں۔ مگر جیسا کہ میں نے کل رات کہا تھا۔ میں نہیں سمجھتا۔ اس امر پر ہم ایک دوسرے سے کیوں دست و گریباں ہوں۔ شہزادی کے متعلق تمہاری خواہشات نیک ہیں۔ اور میری . . . . . میں چھپانا نہیں چاہتا . . . . ناپاک . . . . اگر تم اسے جیت لو۔ تو میں . . . . . ."

فقرہ ناتمام چھوڑ کر وہ بیچ ہی میں ٹھہر گیا۔ اس وقت اس کی آنکھوں میں اس گندمی رنگ سے بھی تاریک چمک تھی۔

"تم —— کیا؟"

"تو میں کوئی نہ کوئی خوفناک قدم اٹھاؤں گا۔ وہ کیا ہوگا۔ یہ میں نہیں بتا سکتا۔ اس کا جواب وقت ہی دے سکتا ہے۔ لیکن اتنا کہہ سکتا ہوں۔ کہ ایک خوفناک شیر جس وقت شکار سے محروم کر دیا جائے۔ تو وہ دل پسند اور آرام دہ جانور نہیں رہتا۔ اسی طرح ایک مضبوط توانا آدمی جب اس عورت سے محروم ہو جائے۔ جس پر اس کا دل آیا ہو تو وہ شیر سے کم خوفناک نہیں ہو سکتا۔ مگر ہم جھگڑا کیوں کریں۔ ابھی تک کوئی بات فیصل نہیں ہوئی۔ شہزادی کو ہم میں سے کسی کی پروا نہیں۔ لہٰذا جب تک وہ اپنا انتخاب نہ کرے۔ کیوں نہ ہم دوست بنے رہیں؟"

"دوست! ہم دوست نہیں رہ سکتے"۔ ڈینزل غرایا۔

"بہت اچھا۔ تو دشمن ہی سہی۔ لیکن کم از کم مہذب دشمن تو ہوں۔ اگر ہمیں ایک دوسرے کا گلا ہی کاٹنا ہے۔ تو بھی تہذیب سے کاٹیں۔ وحشیوں کی طرح ایک دوسرے کے گلے پر تو نہ دوڑ پڑیں۔ تہذیب نے بھی ہمارے ذمہ کوئی فرض لگایا ہے۔ انکسار

کے وقت سے زمانہ بہت آگے بڑھ آیا ہے۔"

اس وقت وہ دونوں ہوٹل میں پہنچ چکے تھے۔ دونوں ہی اکٹھے پہلو بہ پہلو باغ کی طرف پلٹ پڑے۔

"سمجھتے ہو! ہم دوست نہیں رہ سکتے۔" ڈینزل نے کہا۔

جبر ویس نے نہایت اخلاق سے جھک کر سلام کیا۔ اور ایک ایک طرف کو اور دوسرا دوسری طرف کو چل دیا۔

دن ڈھل چکا تھا۔ جبر ویس ہوٹل کے چبوترے پر اکیلا چہل قدمی کر رہا تھا۔ جب کہ اسے سامنے درختوں کے نیچے بیٹھی ہیلن سرے کی شکل نظر آئی۔ ایک کتاب اس کے ہاتھوں میں تھی۔ لیکن اسے وہ پڑھ نہیں رہی تھی۔ آنکھوں میں آنسو تھے۔ جنہیں جبر ویس کے قدموں کی چاپ سن کر اس نے پونچھ ڈالا۔ اور مسکرانے کی کوشش کرتے ہوئے اسے خوش آمدید کہی۔

"کیا آپ چند منٹ مجھے دے سکتی ہیں؟" جبر ویس اس کے پاس جھککر بولا۔

ہیلن نے سر جھکا کر اسے اثبات میں جواب دیا۔

"بس ہیلن! میں ایک بدبخت انسان ہوں۔ اور مجھے تمہاری ہمدردی کی ضرورت ہے۔ گو اس کا مستحق نہیں ہوں۔"

ہیلن خاموش تھی۔ اس کے چہرے پر ہلکا سا رنگ آگیا۔ مگر چونکہ اس کی آنکھیں زلفوں کے نیچے چھپی تھیں۔ لہذا اس کا خیال تھا۔ کہ وہ اس اتار چڑھاؤ کو دیکھ نہیں سکتا۔

"ہیلن! تمہیں وہ دن یاد ہوں گے۔ جو ہم نے اکٹھے سکاٹ لینڈ میں بسر کئے تھے۔ آہ! تمہارا ملک کیسا خوبصورت اور زندگی بخش ہے۔ فرانسیسیوں کے دل میں ملاح لوگوں کے ساتھ خاص ہمدردی ہے۔ جوسٹ اینڈ میری ملکہ سکاٹ

لینڈ کے وقتوں کی محبت کا بقایا ہے۔ ہیں۔ یہ تمہارے ہاتھ پر چمکتا ہوا قطرہ کیسا ہے؟ کیا تم رو رہی تھیں؟"

ایک لمحہ کے لئے اس کی زبان رک گئی اور جب وہ پھر بولا۔ تو اس کی آواز پہلے سے نرم اور پُر از جذبات تھی۔

"او ہیلین۔ میں آنسوؤں کے قابل نہیں۔ نہیں میں تمہارے قابل نہیں"

پھر خاموش ہو گیا۔ تاکہ ہیلین کو اپنی حالت سنبھالنے کا موقعہ دے۔

"ہیلین سنو۔ میں چاہتا ہوں۔ کہ تم میری بات سن کر اس پہ یقین کرو۔ اور اگر ہو سکے۔ تو مجھے بھول جانے کی کوشش کرو۔ مجھے وہ چاندنی بھری راتیں۔ وہ مقدس اور خوش نما راتیں جو کہ میں نے سکاٹ لینڈ میں بسر کی تھیں۔ بھول نہیں سکتیں۔ ہاں مجھے وہ دن یاد ہیں۔ اور یقیناً تمہارے مقدس دل کو زخمی کرنے کی اس وقت میرے دل میں کوئی خواہش نہیں تھی"

اس وقت اس کی آواز میں خاص جوش تھا۔ اور ہیلین نے خوف اور رنج بھرے دل سے اس کی طرف آنکھیں اٹھائیں۔

"ہاں ہاں۔ میں کہا کرتا تھا۔ کہ یہ عورت جو اتنی سچی۔ اتنی مقدس۔ اتنی پاک اور اتنی خوبصورت ہے۔ کسی بادشاہ کے قابل ہے۔ کاش کہ میں اسے حاصل کر سکوں۔ آہ! یہاں آ کر میرے خیالات آگے نہ بڑھ سکتے تھے۔ میں یہاں آیا محض اس لئے کہ تمہیں مل سکوں۔ کیونکہ مجھے معلوم تھا۔ کہ تم اور تمہارا بھائی قاہرہ میں ہو۔ مگر آہ! مجھے کیا معلوم تھا۔ اور کیسے معلوم ہو سکتا تھا۔ کہ یہاں پر یہ مصیبت نازل ہونے والی ہے"

ہیلین نے تعجب بھری نگاہوں سے اس کی طرف دیکھا۔ اس وقت اس کے چہرے پر ایک رنگ آتا۔ اور ایک جاتا تھا۔ دل دھڑک رہا تھا۔

"کونسی مصیبت؟" اس نے پوچھا۔

"یہ، اس عورت کی خوفناک غلامی! جسے آج سے قبل میں نے کہیں نہیں دیکھا جس کا چہرہ اس وقت بھی میری نگاہوں کے سامنے ہے۔ جو مقناطیسی قوت سے مجھے اپنی طرف کھینچ رہی ہے۔ تاکہ ایک مختل دماغ آدمی کی طرح اس کے آگے گھٹنے ٹیک کر اس محبت کے لئے مستدعی ہوں۔ جو مجھے علم ہے۔ کہ میری روح کے لئے ہلاہل ثابت ہوگی۔" جرمیس بولا۔

"شاہزادی زسکا کا ذکر کر رہے ہو؟" ہیلن نے کانپتے ہوئے استفسار کیا۔

"ہاں اور کس کا؟ اس کے ساتھ کی کوئی عورت نہیں ہے۔ اور نہ ہی غالباً کوئی تھی۔ سوائے زسکا چار میزل کے۔"

یہ نام اس کے لبوں سے کیا نکلا۔ گویا بجلی کوندگئی۔ وہ جلدی سے اٹھا۔ اور انگشت بدنداں اس طرح کھڑا رہ گیا۔ گویا کوئی آواز اسے اپنی طرف بلا رہی ہے۔ ہیلن سر نے خوف بھری نگاہوں سے اس کی طرف دیکھ کر کہا۔

"کیا ہوا؟"

"کچھ نہیں۔ کچھ نہیں۔ محض جوشش دیوانگی، میرا خیال ہے۔ کہ یہ بھی میری اس عجیب بیماری کا ایک حصّہ ہے۔ تمہارے بھائی کو بھی یہی بخار چڑھ رہا ہے۔ غالباً تمہیں معلوم ہے؟"

"ہاں میں جانتی ہوں۔ بدقسمتی سے۔"

جرمیس نے گہری نظر سے اس کی طرف دیکھا۔ اس وقت اس بیچاری کے چہرے پر رنج وغم کی گھٹائیں چھائی تھیں ——— جو اس کی قدرتی معصومیت کے ساتھ مل کر اسے کچھ عجیب دلربائی دے رہی تھیں۔ جرمیس نے دیکھا۔ اور اس کے دل پر ایک چوٹ سی لگی۔ مگر اپنے آپ کو سنبھال کر بولا۔

"پیاری ہیلین! میں پاگل ہو گیا ہوں) احمقانہ باتیں کر رہا ہوں۔ مجھے معاف کر دو مجھے بھول جاؤ۔ میں اس قابل نہیں۔ کہ تم میرے لئے اپنے آپ کو ہلکان کرو۔ ڈینیرل کے سر میں شاہزادی زسکا کیوجہ سے میرے ساتھ جھگڑا کرنے کی سمائی ہے۔ لیکن میں یقین دلاتا ہوں۔ کہ میں اس کے ساتھ نہیں لڑوں گا۔ ہم سب کے لئے بہترین بات یہ ہوگی۔ کہ ہم فوراً ادھر سے بوریا بستر سنبھال کر نکل جائیں۔ میں اسے محسوس کرتا ہوں۔ میرا دل مجھے یہی کہتا ہے۔ لیکن بانیہمہ سٹ نی ناگزیر ہے۔ وہ ہمیں یہاں سے جانے نہیں دیتی صرف ایک امر ہے۔ جس کا مجھے افسوس اور دکھ ہے۔ اور وہ یہ کہ بے سمجھی سے بلاجانے میں نے تمہیں تکلیف دی ہے۔ ہے نہ؟"

ہیلن جلدی سے اُٹھ کھڑی ہوئی۔ اور ایک خاص شان سے اپنا ہاتھ اس کے آگے کر کے بولی۔

"نہیں۔ ایسا نہیں۔ میں ان عورتوں میں سے نہیں ہوں۔ جو آدمیوں کے منہ سے نکلے ہوئے ہر ایک فضول لفظ کو حقیقت سمجھ لیا کرتی ہیں۔ آپ ایک خوش اخلاق اور مہربان دوست رہے ہیں۔ اور یہی میں آپ کو سمجھتی ہوں۔ اور اگر آپ کا یہ خیال ہے کہ آپ کے دل میں جیسا کہ آپ نے ابھی کہا۔ میرے لئے اس سے بڑھ کر کوئی گرم تر جذبہ پیدا ہوا تھا۔ تو میں کہوں گی۔ کہ آپ غلطی پر ہیں۔ ان امور میں غلطی کھا جانا آسان ہے۔ تمہاری خاطر کئی بار میرے دل میں یہ خیال آیا ہے۔ کہ کاش شہزادی زسکا اس محبت کی مستحق ہو۔ جو اسے دیکھ کر لوگوں کے اندر پیدا ہو جاتی ہے۔ لیکن نہیں باوجود کوشش کے بھی میں اسے اس قابل سمجھنے میں کامیاب نہیں ہو سکی۔ ڈینیرل کے دل میں اس کے لئے جو پاگل پن ہے۔ وہ نہایت خوفناک ہے۔ اور میں سمجھتی ہوں۔ کہ اس سے اس کا دل اور...... میرا بھی...... ٹوٹ کر رہے گا۔"

یہاں پہنچکر اس کے لبوں سے باوجود دبانیکی ایک ہلکی سی آہ نکل گئی۔ جس نے

ایک لمحہ کے لئے اس کی آواز بند کر دی۔ لگی بد ہی اپنے آپ کو سنبھال کر پھر بولی۔
"آپ ہمارے مصر سے چلے جانے کے متعلق کہہ رہے تھے۔ آہ کاش! کہ یہ ممکن ہو سکتا۔ میں نے ڈینزل کو اس کے متعلق کہا تھا۔ لیکن وہ تو میرے ایسا کہنے پر ہی بگڑ گیا۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ قسمت بد ہمارے ساتھ چل رہی ہے۔"
"بیشک۔ یہ قسمت بد ہے۔ اور اس سے باوجود بچنے کی تمنا کے بھی ہم بچ نہیں سکتے۔ کم از کم میں بچ نہیں سکتا۔ لیکن میں اچھی باتوں کے لئے پیدا ہی نہیں ہوا۔ اور تو اور دوامی محبت کے لئے بھی نہیں۔ دوامی محبت مجھے برانگیختہ کر دے گی تم حیران ہو رہی ہو۔ کیونکہ عام خوبصورت عورتوں کی طرح تمہیں دوامی محبت پر یقین ہے۔ لیکن کیا تمہیں معلوم ہے۔ کہ اگر بہ حیثیت آرٹسٹ کے مجھے عشق کی تصویر کھینچنے کے لئے کہا جائے۔ تو میں کس استعارہ سے اسے ظاہر کروں گا؟"
ہیلن نے اداسی بھری مسکراہٹ سے سر ہلا دیا۔
"میری تصویر ایک جلتا ہوا شعلہ ہوگی۔ ایک شعلہ جو جہنم کے آخری طبقہ سے بلند ہو کر تاریکی میں بڑھتا ہوا بہشت بریں تک پہنچ کر روشنی میں گم ہو جائے گا۔ اور آگ کے اس جلتے ہوئے شعلے کے درمیان ایک سفید پتنگا۔ ایک اندھا۔ نرم سا۔ پاگل جانور۔ پھڑپھڑاتے ہوئے پروں کے ساتھ بھاگ کر سر کے بل داخل ہو رہا ہوگا۔ ...... یہ عشق ہوگا۔ یہ محبت ہوگی۔ ... جسم و روح کو جلانے والی آگ میں سر کے بل گر کر لا انتہا خوشی کے ساتھ ہڈیاں پسلیاں جلا کر فنا فی النار ہو جانا ....
... یہ میری نگاہ میں محبت عشق۔ پہیم ہے۔ آدمی ایک جذبہ کو کم و بیش پچاس سال تک جیسا کہ شادی ہم سے کرانا چاہتی ہے زندہ نہیں رکھ سکتا۔ یہ خیال ہی بیہودہ ہے۔ فضول ہے۔ عشق نہایت خوبصورت منتخب پھولوں کا عرق ہے نہایت تیز۔ نہایت نشیلی اور نہایت نہ بدلنے والی شراب ہے۔ دنیا بھر میں اس سے بڑھ کر مستی

پیدا کرنے والی کوئی چیز نہیں - مگر اسے دوبارہ زندہ بنانا ناممکن ہے - نہیں نہیں میری پیاری ہیلن! میں ایک خاموش زندگی کے لئے پیدا نہیں ہوا - نہ ہی درازی عمر کے واسطے"

اس کی آواز میں بلا ارادہ اداسی بھری رقت پیدا ہو گئی - ایک لمحہ کیلئے ہیلن کا ضبط جاتا رہا - اس کے دل میں اس شخص کے لئے وہ سچی اور حقیقی محبت تھی - جو نیک عورتوں میں ہوا کرتی ہے - اور جس کا آخری معراج ایثار ہے - مگر باوجود اس محبت کے بھی ایک لمحہ کے لئے اس کے اندر جوش اور غصہ کی حالت طاری ہو گئی - جب اسے یہ خیال آیا - کہ ایک سیاہ چشم عورت کی جسے کل تک کوئی جانتا تک نہ تھا - اور جسے بعض لوگ ایک گری ہوئی عورت سمجھتے ہیں - محض ایک نگاہ نے اس شخص کے حواس کو اس قدر معطل کر دیا ہے - ہاں اس شخص کو جس کے دماغ کو وہ دنیا بھر میں بہترین اور معمولی تاثرات سے بالاتر سمجھتی تھی - اس طرح پاگل بنا دیا ہے -

اپنے آنسوؤں کو بہ جبر روک کر اس نے آہستہ سے اُٹھ کر کہا "خدا حافظ موسیو جرویس" جرویس ہڑبڑا کر اٹھا - گویا خواب سے بیدار ہو رہا ہے -

"خدا حافظ ہیلن - کوئی دن آئے گا - جب تم مجھے مہربانی سے یاد کرو گی" جرویس بولا -

"میں اب بھی مہربانی سے تمہیں یاد کرتی ہوں . . . . " وہ کچھ اور کہنا چاہتی تھی - مگر حلق نے بولنے سے انکار کر دیا - لہذا جلدی سے مڑ کر چلی گئی - اس کی خوبصورت شکل دور فاصلے پر گم ہو گئی - جرویس کی نگاہ اس کے پیچھے تھی - اور اس کی زبان پر یہ الفاظ تھے :-

"شعلہ اور پتنگا! ہاں ہاں یہ بالکل ٹھیک استعارہ ہے - عشق اس سے

بڑھ کر اور نہیں ہو سکتی۔ اچانک۔ ایک بیک۔ ذودر فرار۔ ناقابل ضبط اور بغیر ۔۔۔۔۔ خاتمہ! آہ انسانیت کا یہ مکمل نمونہ۔ خوبصورتی کی یہ مجسم تصویر میرے لئے نہیں۔ اگر میں اس سے شادی کروں تو اس کی زندگی کو ناقابل برداشت بنا دوں گا۔ میں جذبات کے طوفان کے لئے بنا ہوں۔ شانتی اور سکون کے لئے نہیں"

ایک قدم کی چاپ سنائی دی۔ جیرویس نے چونک کر پیچھے دیکھا۔ ڈاکٹر ڈین آ رہے تھے۔ ان کے چہرے پر رنج و ملال اور سوچ بچار کے جذبات آشکارا تھے۔ وہ آتے ہی بولے۔

"۔۔۔۔ مجھے شاہزادی زسکا کی طرف سے ایک چٹھی ملی ہے جس سے پتہ چلتا ہے۔ کہ وہ مینا ہاؤس ہوٹل میں جگہ لینے کے لئے گئی ہے۔ جو اہرام کے نزدیک واقع ہے۔ اس چٹھی میں وہ افسوس کرتی ہے۔ کہ دریائے نیل پر جانے کے خیال سے وہ متفق نہیں ہو سکتی۔ وہ جلد مصر سے جانے والی ہے۔ مگر کہتی ہے۔ کہ اگر ہم لوگ مینا ہاؤس میں جب کہ وہ وہاں ہوگی۔ ایک پارٹی میں شامل ہو سکیں۔ تو اس علم کی وجہ سے جو اسے اہرام مصر کے متعلق حاصل ہے۔ وہ ہمارے لئے بہت سی دلچسپی کا سامان مہیا کر سکے گی۔ گو ذاتی طور پر میرے لئے یہ بڑا اچھا موقعہ ہے۔ مگر میں اکیلا جانا نہیں چاہتا"

"میرے خاندان جائے گا۔ کم از کم ڈینیزل تو ضرور جائیگا" جیرویس نے کہا۔

ڈاکٹر نے بغور اس کی طرف دیکھ کر کہا۔

"اگر ڈینیزل جائے گا۔ تو تم بھی ضرور جاؤ گے۔ پس دو ساتھی تو ہو گئے۔ اور میرا خیال ہے۔ کہ لنک وارڈ خاندان بھی اس خیال کو پسند کرے گا"

"کیا شاہزادی قاہرہ سے جلدی جانے والی ہے؟"

"چٹھی میں ایسا ہی لکھا ہے۔ یہ پارٹی جو اگلے بدھ کو ہونے والی ہے۔ اس کا

آخری کام ہو گا"۔

جبرویس نے ایک لمحہ کی خاموشی کے بعد کہا۔

"کیا آپ نے ڈینیرل کو یہ بتا دیا ہے؟"

"تا حال نہیں"

"تو بہتر ہے کہ بتا دیجئے۔ کیوں کہ وہ اس سے شادی کی درخواست کرنے والا ہے"

"خدا وندا! اگر اس نے اس عورت سے شادی کی درخواست کی۔۔۔۔"

"کیوں نہ کرے؟ کیا وہ اپنی نوع کی دیگر عورتوں کی طرح محبت کے قابل اور شادی کے لائق نہیں؟"

"نوع!۔۔۔۔ اس کی نوع! خدا کے لئے مجھ سے اس معاملہ کے متعلق بات نہ کرو۔ شاہزادی زنسکا دیگر زندہ عورتوں کی طرح نہیں۔ اس میں عورتوں والا ایک بھی جذبہ نہیں۔ ڈینیرل اتنا بے وقوف بن جائے گا۔ کہ اس سے شادی کی درخواست کرے گا۔ یہ خیال نا قابل برداشت ہے۔ رہنے دو۔ جاؤ میرے پاس سے۔ مجھے یہ ایذا اکیلے ہی برداشت کرنے دو۔ خدا کے لئے مجھے نہ چھیڑو"

یہ کہہ کر اپنی ٹوپی کو آنکھوں پر جھکا کر وہ ایک عجیب حالت اضطراب میں جسے دبانا ناممکن ہو رہا تھا۔ چلدیا۔ مگر تھوڑی دور ہی گیا تھا۔ کہ واپس لوٹا۔ اور آہستہ سے جبرویس کی چھاتی پر ہاتھ مار کر بولا۔

"تم شاہزادی کے لئے بنے ہو۔ تمہارے اندر وہ پاگل پن موجود ہے۔ جسے تم اس کیلئے عشق کہتے ہو۔ تم اس کے قابل ہو نہ کہ وہ غریب لڑکا ڈینیرل مرے۔ بعض آدمی اور عورتوں میں روح روحوں کی طرف جست کرتی ہے۔ ایک لہر دوسری لہر کا جواب دیتی ہے۔ اور چاہے ساری دنیا ان کے درمیان میں آکھڑی ہو۔ یہ خوفناک اور زبردست طاقتیں باہم ملنے سے رک نہیں سکتیں۔ جاؤ اپنی قسمت کو حاصل کرو۔ موسیو جبرویس جاؤ اپنی

قسمت کو حاصل کرو۔ مگر راستہ میں دو مارے آدمی کو تباہ مت کرو۔ جاؤ اپنی قسمت کو حاصل کر کے اسے مکمل کرو۔ تم ایسا کر کے رہو گے۔ آنے والے شور شرابہ میں۔ آنے والے طوفان میں۔ خدا کے واسطے بے گناہوں کو لپٹانے کی کوشش نہ کرو۔"

اس وقت اس کی آواز میں ایک خاص جوش تھا۔ ایک خاص سنجیدگی تھی۔ جس سے متاثر ہو کر جہ ویس سخت حیرت اور استعجاب کی حالت میں اس کے منہ کو تک رہا تھا۔ کیوں کہ اسے سمجھ نہ آتی تھی۔ کہ یہ کیا کہہ رہا ہے۔ مگر بیشتر ازیں کہ وہ کچھ پوچھ سکے۔ ڈاکٹر ڈین جا چکا تھا۔

(

خدا خدا کر کے بالآخر وہ رات بھی آپہنچی جس کا اس قدر انتظار تھا۔ اس روز ہوا کا نام تک نہ تھا۔ مگر چاند اپنی پوری شان سے اس انواع و اقسام کے کپڑوں میں ملبوس لوگوں کے مجمع پر اپنی کرنیں پھینک رہا تھا جو نو اور دس بجے کے درمیان اس اس تنگ گلی کی نکڑ پر اکٹھا ہو رہا تھا۔ جس میں شاہزادی زسکا کے محل کا گورنما پھاٹک خاص طور پر نمایاں تھا۔ لیڈی چٹونڈل صاحبہ نے جو پوشاک کے متعلق اپنے بھدے مذاق اور جواہرات کے دکھاوے سے صاف پہچانی جاتی تھیں۔ اس سیاہ فام خادم کی طرف تکبر بھری حیرت سے دیکھا۔ جس نے اس عجیب و غریب مسکراہٹ سے جو قدرت نے اسے ودیعت کی تھی۔ اسے سلام کیا۔ اور اپنے خاوند کے ساتھ بگھی اس طرح صحن میں داخل ہو گئی۔ گویا یہ سمجھ رہی ہے۔ کہ اس کی موجودگی جلسہ کو خاص وقعت عطا کر رہی ہے۔ اس کے پیچھے لیڈی نانک وارڈ صاحبہ تھیں۔ جو معصومیت کی ادا سے سفید پوشاک زیب تن کئے اپنے خوبصورت چمکتے ہوئے بائیں کندھے پر پھولوں کا گچھا لگائے تھیں۔ پھر فلک وارڈ۔ ڈینزل مرے۔ اور اس کی ہمشیرہ تھے۔ ہیلن نے بھی آج سفید پوشاک پہن رکھی تھی۔ مگر باوجودیکہ وہ ابھی بست سالہ دوشیزہ تھی۔ اور لیڈی نانک وارڈ صاحبہ ساٹھ سالہ مگر اس کے چہرے پر رنج و فکر۔ یاس و

اندر وہ اندر بادشاہی کی ایک جھلک تھی۔ جس نے اسے دیکھنے والوں کی نگاہ میں اس بوڑھی خاتون سے بھی بوڑھی بنا رکھا تھا۔

بہرحال بیسی اور ڈاکٹر تھورن اکٹھے آرہے تھے۔ اور وہ جلد ہی اس مختلف النسل لوگوں کے شاندار مجمع میں پہنچ گئے۔ جو اس وقت تقریباً یک زبان ہو کر اس بات کی شکایت کر رہے تھے۔ کہ کیوں انہیں اس کھلے احاطہ میں چند منٹ ٹھہرایا گیا ہے۔ یہاں پر سوائے دو پتھر کے شیروں کے جن کے دونوں بازوؤں پر پر لگے تھے۔ ان کے خوبصورت اور رنگ برنگے کپڑوں کو دیکھنے والا کوئی نہ تھا۔

”عجیب بات ہے انہیں اس طرح کھڑے رکھا گیا ہے۔ شہزادی کو یورپین لوگوں کے اوضاع و اطوار کا متعلق علم نہیں۔“ سیڈی جیٹھ نڈل بولی۔

ادھر اس کی زبان سے یہ الفاظ نکلے۔ ادھر یک بیک نگاہوں کو خیرہ کرنے والی روشنی نمودار ہوئی۔ اور بیس تنومند دراز قد مصری خدام سفید پوشاک پہنے سروں پر لال پگڑیاں ڈاٹے ہاتھوں میں مشعلیں لئے دو دو کی قطاروں میں خاموش زبان لیکن شاندار طریقہ سے مہمانوں کو اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کرتے ہوئے صحن سے گذر گئے۔

مہمان جلدی جلدی جیسا کہ یورپین لوگوں کا دستور ہے۔ کچھ عجیب اکھڑ پن سے ان کے پیچھے چل دیئے۔ اور جلد ہی جب ان کے لبادے اور کمبل وغیرہ ایک طرف رکھ دیئے گئے۔ تو ایک بھاری ہال میں جسے ریشمی اور زرق برق پردوں سے سجایا گیا تھا۔ کھڑے عجیب حیرت بھری متعجب نگاہوں سے اسے دیکھ رہے تھے۔ جہاں کسی کی ابوالہول کی دو مورتیوں کے درمیان شہزادی زسکا ایک ہلکے سے زرد و گلابی رنگ کی عجیب و غریب پوشاک پہنے جس میں جگہ بہ جگہ جواہرات چمک رہے تھے۔ اپنے مہمانوں کی منتظر کھڑی تھی۔ اس کے پیچھے ایک بلند تاڑ کا درخت تھا۔ اور قدموں

میں گلاب اور کلیاں اپنی بہار دکھاتی ہوئی ا سے شہزادی نہیں بلکہ ایک ملکہ کی حیثیت میں ظاہر کر رہی تھیں۔

اس کے دونوں طرف نہایت شاندار لباسوں میں ملبوس۔ مصری طریقہ پر آنکھوں تک برقعہ اوڑھے نوجوان لڑکیاں زمین پر بیٹھی تھیں۔ اور جس وقت پسینہ سے تربتر حیرت زدہ فرنگی اور امریکن مہمانوں کا یہ گروہ اس مجسّم خوبصورتی کے سامنے پہنچا۔ تو سب کے حواس باختہ ہو گئے۔ کسی میں یہ جرأت نہ تھی۔ کہ آگے بڑھ کر اس ہاتھ کو ہاتھ میں لے۔ جو انہیں خوش آمدید کہنے کے لئے آگے بڑھ رہا تھا۔ چند منٹ تک یہی حالت رہی۔ شاہزادی نے اس وقت تک گویا ان لوگوں کے حیرت و استعجاب کی طرف سے آنکھیں میچ لی تھیں۔ چنانچہ اُس نے نہائت مہربانی اور اخلاق سے ہر ایک مہمان کو ہنتا الخاطر کے ساتھ آگے چلنے کو کہا۔ دوبارہ راگ شروع ہو گیا۔ وہ راگ جسے وہم و خیال سے پرے کا نام دیا جا سکتا ہے۔ اور جو گو زمانہ حال کے فرنگیوں کے کانوں کے لئے بالکل ناآشنا تھا۔ مگر آرمنڈ جرویس کو ایسا معلوم ہوا۔ کہ اس نے اسے پہلے کہیں سنا ہے۔ اور پہلی آواز کان میں پڑتے ہی اس کی روح تک وجد میں آگئی۔

"یہ معمولی راگ ہیں۔ باجے سب کے سب قدیم ہیں۔ اور شور وحشیانہ ہے۔" ڈاکٹر ڈین نے جرویس کے کان میں کہا۔

جرویس کوئی جواب نہ دینے پایا تھا۔ کہ شہزادی نزدیک پہنچ گئی۔ اور بولی۔

"آیئے۔ سرخ شہ نشین میں تشریف لے چلیے۔ میں اپنے مہمانوں کو وہاں چلنے کے لئے کہہ رہی ہوں۔ وہاں دیوار پر ایک خاص تصویر ہے۔ جو میں چاہتی ہوں۔ کہ آپ دیکھ لیں۔ خاص کر آپ ڈاکٹر صاحب! کیونکہ آپ علوم قدیم کے بہت ماہر ہیں۔ میں نے سنا ہے۔ کہ آپ آراگ سازکا پتہ دریافت کر رہے ہیں؟"

"ہاں ہاں! آپ نے میرے دل میں اس کی تاریخ کے لئے دلچسپی پیدا کر دی ہے۔"
ڈاکٹر نے جواب دیا۔

"وہ ایک مشہور اور زبردست آدمی تھا۔ آپ کے موجودہ تمام بڑے آدمیوں سے زیادہ مشہور اور زیادہ زبردست۔ مگر اس کے اندر دو نقص تھے۔ وہ نقص جو عموماً طاقت کا لازمہ گنے جاتے ہیں۔ یعنی ظلم اور خود غرضی۔ اس نے اس عورت سے جس سے اسے محبت تھی۔ یعنی زیسکا چارمیزل سے غداری کی اور اسے قتل کر دیا تھا۔"

"قتل کر دیا تھا؟" ڈاکٹر ڈین نے پوچھا۔

"یہ محض ایک افسانہ ہے۔ ان قدیم واقعات کو بیتے اتنا زیادہ عرصہ گذر گیا ہے کہ موجودہ نسل کے لئے ان کی وقعت افسانوں سے زیادہ نہیں رہی۔" شہزادی نے جواب دیا۔

اس وقت وہ سرخ شہ نشین میں پہنچ چلے تھے۔ یہ ایک بڑا بھاری شاہانہ ہال تھا۔ جو بالکل پرانے مصری تعمیرات کی طرز پر بنا تھا۔ اس وسیع ایوان کا درمیانی حصہ سامان وغیرہ سے بالکل خالی چھوڑا گیا تھا۔ لہذا شاہزادی کے مہمان بڑی آزادی سے ادہر اُدہر اور اُدھر سے اِدھر پھر رہے تھے۔ اور کوئی نہیں بات چیت کے لئے اکٹھے ہو رہے تھے۔ گو اگر ان کی خواہش ہوتی۔ تو وہ دیواروں کے ساتھ لگے ہوئے نیچے دیوانوں۔ نیز تکیہ دار بنچوں پر جن پر شاندار گدیلے پڑے تھے۔ اور جن پر اونچی کھجوروں کا سایہ تھا۔ آرام کے لئے بیٹھ سکتے تھے اس کمرے میں اس ہال کی نسبت جہاں انہیں پہلے پہل لیجایا گیا تھا۔ راگ بھی اچھی طرح سنائی دے سکتا تھا۔ اور جونہی شہزادی نے ایک بلند پودے کی سبز سبز برگ دار شاخوں کے نیچے بیٹھ کر اپنے دوستوں ساتھیوں کو اپنے ساتھ

بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ ایک نہائت عجیب اداسی بھرا۔ یاس انگیز۔ خیالات ماضی متحرک کرنے والا راگ بلند ہوا۔ جبر وفیس ہمہ تن گوش اسے سن رہا تھا۔ اور محسوس کر رہا تھا۔ کہ اس کے دل میں میٹھا میٹھا درد ہو رہا ہے۔ اور دل میں ایک ترنگ اٹھ رہی ہے۔ جو کہہ رہی ہے " کہ اٹھ خوبصورت نرسکا کو۔ سیاہ چشم نرسکا کو۔ دلربا نرسکا کو چھاتی سے لگا۔ اور یہ کہہ کر اسے اپنے گوشۂ دل میں جگہ دے " تم میری ہو۔ تم میری ہو۔ اگلے اور پچھلے سارے دیوتاؤں کی قسم۔ تم میری ہو۔ کس میں طاقت ہے۔ جو میرا رقیب بن سکے۔ میں تمہیں تباہ کر دوں۔ قتل کر دوں مار دوں۔ کون مجھے روک سکتا ہے۔ کیونکہ تم میری ہو۔ میری ہو۔ میری ہو "

" وہ تصویر جسے میں نے آپ کو دکھانے کو کہا ہے۔ ہم سے عین اوپر ہے۔ کیا آپ اسے ملاحظہ فرمائیں گے " شہزادی نے ڈاکٹر سے مخاطب ہو کر کہا۔

خادم بتی لے آتا ہے۔ اسے دیوار کے سامنے پھیر کر آپ اس نقشہ کو اچھی طرح دیکھ سکیں گے۔ آہ مسٹر مرے تم عین وقت پر آ پہنچے۔ کہو تمہاری اس میں کیا رائے ہے۔ میں چاہتی ہوں۔ کہ ڈاکٹر ڈین صاحب اس نہائت قدیم کتبہ کو دیکھ لیں۔ جو ہم سے اوپر دیوار پر کندہ ہے۔ یہ ارکستانز کی تاریخ میں ایک لڑی کا کام دے گا۔

" ہاں . . . . . . " ڈینرل نے لاپرواہی سے جواب دیا۔

شہزادی نے اس کے پر از تفکرات چہرے کی طرف دیکھا۔ اور مسکرا کر کہا۔

" میں جانتی ہوں۔ کہ تمہیں تواریخ قدیم میں کوئی دلچسپی نہیں۔ ماضی میں تمہارے لئے کوئی کشش نہیں "

" نہیں۔ میرے لئے حال ہی کافی ہے " ڈینرل نے جواب دیا۔

شہزادی مسکرائی۔ اور اشارے سے اپنے ایک مصری خادم کو بتی لانے

کا حکم دیا۔ بتی آ گئی۔ اور خادم نے اسے دیوار پر آگے پیچھے۔ اوپر نیچے۔ ادھر۔ ادھر اس تصویر کے سامنے پھیرنا شروع کر دیا۔ جس نے کوئی نصف سے زیادہ دیوار گھیر رکھی تھی۔ ڈاکٹر ڈین صاحب ناک پر عینک چڑھائے نہایت غور سے اسے دیکھ رہے تھے۔ اور کئی دیگر لوگ بھی یہ دیکھ کر کہ کوئی عجیب بات ہو رہی ہے۔ سامنے آ کھڑے ہوئے تھے۔ شاہزادی نے تصویر میں دکھائے ہوئے نظارے کو اس طرح بیان کرنا شروع کیا۔

"یہ تصویر خاندان ہشتم کے بادشاہ امین ہوتپ ــــــــ کے وقت کی ہے۔ اس میں بادشاہ کے ایک خاص منظور نظر جنگ آزما۔ آرا کساز کی ایک شاندار فتح کے بعد واپسی کا نظارہ دکھایا گیا ہے۔ وہ سامنے رتھ ہے جس میں ارا کساز سوار ہے۔ رتھ کو پروں والے ہوائی گھوڑے کھینچتے ہیں۔ اور اس کے پیچھے دیوتا را۔ سیکر۔ تمو اور اویرس ہیں۔ آرا کساز جوش فتحمندی میں محل کے نزدیک پہنچ رہا ہے۔ پھاٹک کھول دیئے گئے ہیں۔ اور اس کے استقبال کو اس کے خاص منظور نظر۔ اس زمانے کی شہرہ آفاق رقاصہ زسکا بیچارہ میرل باہر نکلی ہے۔ وہی جسے اس نے محض اس لئے قتل کر دیا تھا۔ کہ اس بیچاری کو اس سے بدرجہ غائت محبت تھی۔ لہذا وہ سمجھتا تھا۔ کہ وہ اس کی دنیاوی ترقی کی راہ میں رکاوٹ ہے۔ اس کے اس فعل میں حیرت انگیز بات کوئی نہیں۔ کیونکہ خواہ اسے موجودہ زمانے کے دستور کے مطابق ہی کیوں نہ دیکھیں۔ آدمی ہمیشہ ان عورتوں کو جو ان سے حد درجہ محبت رکھیں۔ قتل ہی کرتے آئے ہیں۔ اگر جسمانی طور پر نہیں اخلاقی طور پر سہی"

"کیا سچ مچ آپ کا یہ خیال ہے؟" ڈینزل آہستہ سے بولا۔

"نہ صرف میرا خیال ہی ہے۔ بلکہ تجربہ بھی۔ ہاں ہاں میں صرف مضبوط آدمیوں کا ذکر کرتی ہوں جن کے اندر بڑے زبردست جذبات موجود ہیں۔ کیونکہ عورتیں صرف انہی کی پوجا

کرتی ہیں۔ بلاشبہ کمزور۔ نیک آدمی کی بات دوسری ہے۔ ایسا آدمی خواہ ادھر کی دنیا ادھر ہو جائے۔ حتی المقدور عورت کو دکھ دینا پسند نہیں کرے گا۔ مگر ایسا آدمی عشق و محبت میں مشتاق بھی نہیں کہلا سکتا۔ جب کہ اراکساز اس فن میں پورا ماہر تھا بلاشبہ اس کا خیال تھا۔ کہ جس چیز سے اس کا دل اُکتا جائے۔ اسے قتل کر دینے کا اسے پورا حق حاصل ہے۔ اس نے اپنے جیسے زمانہ حال کے لوگوں کی طرح کبھی سوچا ہی نہ تھا۔ کہ جان کے بدلے اگر اس دنیا میں نہیں تو دوسری دنیا میں جان کا لیا جانا لازمی ہے۔" اور دیگر کے سب لوگ خاموشی اور نیز دلچسپی سے قدیم مصوری کے اس عجیب و غریب نمونہ کو دیکھ رہے تھے۔ جب کہ یک بیک ڈاکٹر ڈیجون نے مصری خادم کے ہاتھوں سے بتی لے کر اس کی روشنی کو اس جنگ آزما کے چہرے کے قریب کر دیا۔ جو وجے رتھ میں سوار چلا آتا تھا۔ اور آہستہ سے کہا۔

"شاہزادی صاحبہ! کیا آپ نے دیکھا نہیں۔ اس اراکساز اور ہمارے موجودہ دوستوں میں سے ایک کے درمیان کتنی زبردست مشابہت ہے؟ موسیو آرمنڈ جرویس! کیا آپ مہربانی کرکے ایک قدم آگے تشریف لائیں گے؟ ہاں ہاں کافی ہے۔ ذرا سر ادھر موڑیئے۔ بس۔ اب ہزاروں سال قبل کی اس تصویر میں کندہ شدہ اراکساز کے خط و خال پہ نگاہ ڈالیئے۔ اور اس کا ہمارے شہرہ آفاق دوست فرانس کے مشہور ترین آرٹسٹ صاحب کے خد و خال سے مقابلہ کیجئے۔ کیا صرف مجھے ہی یہ مشابہت دکھائی دیتی ہے؟"

شہزادی نے کوئی جواب نہیں دیا۔ اس کے لبوں پہ ذرا سی مسکراہٹ آ لیکن زبان سے لفظ کوئی نہ نکلا۔ مگر باقی حاضرین میں سے کئی اصحاب آگے بڑھے تاکہ اس مشابہت کو بغور ملاحظہ کر کے اس پہ حاشیہ آرائی کر سکیں۔ سب وہی سیدھی خوفناک بھویں۔ وہی مغرور چہرہ۔ وہی بادام نما آنکھیں تھیں۔ گ

یہی معلوم ہوتا تھا۔ کہ ایک کو سامنے بٹھا کر دوسرے کی تصویر کھینچی گئی ہے۔ اور تو اور ڈینیزل پر بھی جو مختلف النوع خیالات میں اس قدر محو تھا۔ یہ مشابہت اثر کئے بغیر نہیں رہی۔ اور اس نے کہا۔

"در حقیقت یہ بڑی عجیب بات ہے۔ اس خاص طریقہ تصویر کشی اور ڈیزائن کو ملحوظ رکھ کر جو مصر قدیم سے مخصوص تھا۔ اداکار کی تصویر بالکل مصری لباس میں جو ولیس کی تصویر ہے"

جو ولیس خود خاموش تھا۔ اس کے سینہ میں ایک نئی اور خاص امنگ موجزن تھی۔ جس نے اس کی زبان کو بند کر رکھا تھا۔ گرد و پیش کے حالات میں سے اسے صرف یہ علم تھا۔ کہ اس کے دل میں کسی نامعلوم وجہ سے غصہ سا پیدا ہو رہا ہے۔ ادھر ڈاکٹر ڈین صاحب روشن بتی کے ساتھ اپنی تحقیقات میں مصروف تھے۔ اور جلد ہی حاضرین کے مجموعہ کی طرف مخاطب ہو کر آپ نے فرمایا۔

"صاحبان! ابھی ابھی میں نے ایک اور عجیب بات ملاحظہ کی ہے۔ اس عورت .... اس رقاصہ اور منظور نظر ..... کا چہرہ بالکل ہماری خوبصورت میزبان شاہزادی زیسکا کا چہرہ ہے"

ان الفاظ پر چہار اطراف سے حیرت و استعجاب کے کلمات بلند ہوئے۔ اور سب کے سب گردنیں نکال کر تصویر کو دیکھنے لگے۔ اس وقت شہزادی کے لب ہلے! اور اس نے آہستہ سے کہا۔

"ہاں! مجھے یہ امید تھی۔ کہ آپ اسے ضرور دیکھ لیں گے۔ میں خود اس امر کو ملاحظہ کر چکی ہوں۔ کہ زیسکا چارمیزل کی شکل مجھ سے بہت ملتی ہے۔ اور یہی وجہ تھی۔ کہ میں نے اس روز فینسی رقص میں اسی کا بہروپ بھرا تھا۔ چونکہ میں کسی گذشتہ زمانے کی نقل اتارنا چاہتی تھی۔ اس لئے اس سے بہتر اور کچھ ملنا ناممکن تھا۔ اور آپ جانتے

ریس۔ میرا نام بھی اس کا نصف نام ہے۔"

ڈاکٹر ڈین نے تیز نگاہوں سے اس کی طرف بغور دیکھا۔ اور اس کے لبوں پر مسکراہٹ کی نمودار ہو گئی۔ وہ بولا۔

"بلاشبہ آپ کے لئے اس سے بہتر انتخاب ناممکن تھا۔ آپ اور الاکساز کی رقاصہ شائد تو ام ہوں گی۔"

یہ کہہ کر اس نے بتی کو نیچی کر دیا۔ تاکہ شہزادی کے چہرے پر اچھی طرح روشنی پڑ سکے۔ ادھر بتی کی روشنی اس کے چہرے گلے اور چھاتی پہ پڑی۔ ادھر پھر جبرڈیس کے دل میں یک بیک وہی ترنگ اٹھی۔ جس نے پہلے پہل اسے بتایا تھا۔ کہ وہ شہزادی سے خوب واقف ہے۔ اس وقت اس نے محسوس کیا۔ کہ دنیا بھر میں اسے کسی عورت کے جسم کا ایسا مکمل علم نہیں۔ جیسا کہ شہزادی زیسکا کے جسم کا۔ "میں اسے جانتا ہوں۔ آہ کس طرح یہ ممکن ہے۔ کہ میں اسے نہ جانتا ہوں۔" اس کے خوب صورت جسم کا ایک ایک حصہ۔ اس کے نازک اور خوبصورت جسم کا ایک ایک عضو یاد دلاتا تھا۔ کہ وہ اس سے محبت کر چکا ہے۔ اور اس نے آنکھوں پر ہاتھ رکھ کر انہیں اس خوبصورت جسم کی طرف سے ہٹانے کی کوشش کی۔ جو کسی ناقابل بیان طاقت سے اس کی قوت ارادی کا خاتمہ کر رہا تھا۔

"کیوں مسیو جبرڈیس۔ کیا آپ کی طبیعت ناساز ہے۔ شائد اس کتبہ کی تصویر نے آپ کے دل پر بہت برا اثر کیا ہے۔ تاہم ایسے تعلق میں کوئی خاص قابل غور بات تو نہیں۔" ڈاکٹر ڈین نے جبرڈیس کی طرف دیکھ کر کہا۔

"قابل غور تو نہیں۔ مگر شائد تعجب خیز ضرور ہے۔ خاص کر شہزادی اور اس زمانہ قدیم کی رقاصہ کے درمیان مشابہت میں ان کے تو اجسام کا ایک ایک عضو یکساں ہے۔" ڈینیل بولا۔

شاہزادی نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ہاں یہ تعجب خیز ہے۔"

پھر خادم سے بتی لے کر آہستہ سے دیوار کے نزدیک کی ایک بنچ پر اچھل کر چڑھ گئی اور سر کو اس طرح جھکا لیا۔ کہ اس کا جسم کسی زمانے کی شہرہ آفاق زسکا جاریزل کے عین ساتھ لگ گیا۔ "ہم جیسا کہ ڈاکٹر ڈین صاحب فرماتے ہیں۔ توام ہیں" شاہ نے کہا۔

بہت سے مہمان اس وقت ہال کے اس حصّہ میں کھنچ آئے تھے۔ سب نے بولنے والی کی طرف نگاہیں بلند کیں۔ جو اب خاموشی سے کھڑی تھی۔ اگلے وقتوں کی مشہور معروف رقاصہ اور جمال کی شہزادی زسکا کے خد و خال ایک دوسرے کا کچھ اسطرح عکس واقع ہوئے تھے۔ کہ دیکھنے والے حیرت سے بت بدیوار بن رہے تھے۔ مگر شاہزادی نے اپنے مہمانوں کو زیادہ دیر تک حیرت و استعجاب میں رکھنے کی ضرورت نہیں سمجھی۔ بلکہ جلد ہی بنچ سے اُتر اور بتی کو گل کر کے اس نے کہا۔

"جیسا کہ ڈاکٹر صاحب نے فرمایا ہے۔ اس مشابہت میں کوئی خاص قابل غور بات نہیں ہے۔ ان قدیم زمانوں میں جب کہ ارا کسانہ نے شہرت حاصل کی تھی گلاب کے پھول اُگتے ہوں گے۔ اور کون کہہ سکتا ہے۔ کہ آج کے زمانے کے باغات میں اُگنے والا پھول بعینہ اسی قد و قامت۔ اسی شکل و صورت۔ اسی خوشبو اور اسی رنگ کا نہیں۔ جیسا کہ اس قدیم زمانے میں تھا۔ لہذا اگر مختلف زمانوں میں گلاب کے پھول اسی شکل و صورت کے پیدا ہوتے ہیں۔ تو مرد و زن کیوں اسی شکل کے نہ ہوں؟"

"بہت خوب۔ شاہزادی صاحبہ۔ بہت اچھی دلیل۔ قدرت کو لازمی طور پہ اپنی بہترین پیدائش کو دوبارہ بنانا پڑتا ہے۔ تاکہ اس فن کو بھول نہ جائے۔"

ڈاکٹر ڈین بولا۔

اس وقت مہمانوں میں وہ خاص قسم کی حرکت معلوم ہوئی۔ جو بتایا کرتی ہے۔ کہ وہ اکتا گئے ہیں۔ لہذا یا تو کھانا منگایا جائے۔ یا کوئی اور تفریح کا سامان مہیا کیا جائے۔ تاکہ توجہ دوسری طرف منعطف ہو۔ شاہزادی نے جروئیس کی طرف مخاطب ہو کر کہا۔

"اداکساز کی رقاصہ اور فن رقص کے تعلق میں میں ابھی حاضرین کو زمانہ قدیم کے بھیس کا اصلی قدیم ناچ دکھانے لگی ہوں۔ اگر آپ تھوڑی دیر کے لئے معاف کریں۔ تو میں انہیں تیار کر کے کمرے ذرا صاف کروا لوں۔ میں ابھی حاضر ہوتی ہوں۔"

یہ کہہ کر آہستہ سے باہر نکل گئی۔ اس کے جانے کے بعد مجمع ادھر ادھر بکھر کر بات چیت کرنے لگا۔ مصری خدام ان کے درمیان پھرتے ہوئے غالباً" اگلے پروگرام سے مطلع کر رہے تھے۔

"میں تو یہیں ٹھہروں گا۔ موسیو جروئیس یہیں۔ تمہارے جنگ آزما ہم شکل کی تصویر کے نیچے۔ تم کچھ گھبرائے ہوئے نظر آتے ہو۔ میں نے پہلے بھی پوچھا تھا۔ کہ کہیں بیمار تو نہیں ہو گئے۔ لیکن تم نے کوئی جواب نہیں دیا تھا۔" ڈاکٹر ڈین نے کہا۔

"میں بالکل تندرست ہوں۔ گرمی ذرا زیادہ ہے۔ ورنہ اور کوئی وجہ نہیں میں اس بیہودہ تصویر کو کوئی وقعت دینے کو تیار نہیں۔ لوگوں کا دماغ اس جگہ بھی مشابہت بنا دیا کرتا ہے۔ جہاں کوئی موجود نہ ہو۔" جروئیس نے جھنجھلا کر کہا۔

"سچ" ڈاکٹر ڈین مسکرا دیا۔ ادھر ایک کمرے میں راگ کی خوش آئند آواز گونجنے لگی۔ اور اس نے نظارے۔ ملاحظہ کرنے کے لئے منہ ادھر موڑ لیا۔

ہال کا درمیانی حصہ اب بالکل خالی تھا۔ اور تھوڑے عرصہ میں ہی جس طرح صاف شفاف پانی پر مرغابیاں تیرتی ہیں۔ اسی طرح چار لڑکیاں۔ برقعہ میں چہرے چھپائے ہاتھوں میں عجیب و غریب شکل کی سارنگیاں اور مرلیاں لئے آپہنچیں۔ بڑی سیاہ فام خادم ان کے پیچھے تھا۔ اور اس نے آگے آکر زمین پر ایک زرد کار غالیچہ بچھا دیا۔ جس پر بیٹھکر وہ سب کی سب کچھ خواب آلود طریقہ سے اپنے باجوں کو بجانے اور اسی قسم کی سر ذکالنے لگیں۔ جس میں گو خوش الحانی کو چنداں دخل نہیں تھا۔ مگر ایک پر از جذبات رس ضرور معلوم ہوتا تھا۔ کچھ عرصہ تک اسی طرح باجے بجتے رہے۔ جس کے بعد یک بیک پہلو کے ایک دروازے سے ایک پر درد رائی چیز ایک ہی جست سے باہر کی تاریکی سے کمرے کے عین درمیان میں آپہنچی۔ یہ ایک عورت تھی۔ جو چمکدار زربفت کی پوشاک میں ملبوس۔ سفید کپڑے کی تہوں سے چہرہ چھپائے تھی۔ اس نے اپنے دونوں بازو جن میں جواہرات کے جڑاؤ گجرے بہار دکھلا رہے تھے۔ سر کے اوپر اٹھائے اور ایک لمحہ تک دونوں پاؤں کے اگلے سروں کے سہارے کچھ اس طرح کھڑی رہی۔ گویا ابھی اڑنے والی ہے۔ اس کے ننگے سفید سفید پاؤں میں جواہرات اور شاندار کڑیاں چمک رہی تھیں۔ اور آستین میں چلتے وقت باد نسیم کے جھونکوں سے ہلتے ہوئے گلاب کی پنکھڑیوں کی طرح سفید اور گلابی رنگ کی جھلک نظر آتی تھی۔

گانا اور بھی زور شور سے ہونے لگا۔ اور کسی نہ نظر آنے والے گوشہ میں سے نکلتی ہوئی جھانجھ کی آواز نے گویا اسے اڑنے کے لئے بالکل تیار کر دیا۔

اس نے اپنا رقص پہلے تو آہستہ آہستہ شروع کیا۔ اور نہایت عجیب و غریب طریقہ سے کبھی ادھر سے ادھر مڑتی۔ کبھی یکدم سر اٹھا کر اس طرح چلتی۔ گویا کسی محبت بھرے دلفریب حکم کو سن رہی ہے۔ پھر جھک کر آہستہ سے اس جانور

کی طرح ہوا پر تیرتی ہوئی معلوم دیتی۔ جو اپنے اعضا کی حرکت سے بے خبر خواب میں ناچ رہا ہو۔ بہ نجی جھانجھ کی آواز پھر بلند ہوئی۔ اور ایک ایسے بارہ سنگھے کی طرح جس کے پیچھے شکاری لگے ہوں۔ اور وہ ایک پہاڑی کی چوٹی سے دوسری پہاڑی پر چوکڑیاں بھرتا ہوا اچھلا جائے۔ اس نے ایک زور دار خوبصورت جست سے آگے کی طرف تلاریج بھری۔ پھر واپس مڑی۔ اور اس طرح اور اتنی عجیب و غریب تیزی سے چکر کاٹنے لگی۔ کبھی معلوم ہوتا تھا۔ کہ سونے کا ایک خوبصورت چکر کھلی فضا میں چل رہا ہے۔ حاضرین کے منہ سے یکدم مرحبا نکل گئی۔ اور سارے کے سارے مہمان آگے بڑھ کر تعجب سے اس لوٹن کبوتر کو دیکھنے لگے۔ ڈاکٹر ڈین صاحب سخت جوش کی حالت میں اپنی جگہ سے اٹھے اور بے تحاشہ تالیاں بجانے لگے۔ جبرولیس کے جسم کا ایک ایک عضو کانپنے لگا۔ اور وہ ایک ناقابل ضبط جذبہ سے متحرک ہو کر دو چار قدم آگے بڑھا۔ تاکہ اس لوٹنیاں کھاتی ہوئی۔ چکر کاٹتی ہوئی ہستی کو روک دے۔ یا اس محبت کی آگ میں جو اس کی روح کو پھونک رہی تھی جل بھن کر خود بھی خاک ہو جائے۔ ڈنیزل مرے نے اس کی طرف دیکھا۔ اور تھوڑے وقفہ کے بعد اس کے پاس سے ہٹ کر کہیں غائب ہو گیا۔ یک بیک ایک ناگہانی ادا سے رقاصہ نے اپنی سنہری پوشاک اور برقعہ کو ڈھیلا کر کے گرتے ہوئے پتوں کی طرح ایک طرف پھینک دیا۔ اور خود سب کے سامنے خاموشی سے کھڑی ہو گئی ۔ ۔ ۔ ۔ اوہ یہ ایک عجیب و غریب آنکھوں کو چندھیانے والا نظارہ تھا۔ کیونکہ سامنے شہزادی نرسکا کھڑی تھی۔

"نرسکا" "نرسکا"! کی آوازیں چاروں طرف سے گونج اٹھیں۔

اس لفظ کے کان میں پڑتے ہی لیڈی چوٹنڈل صاحبہ اپنی پوری شان کیساتھ اس جگہ سے اٹھیں۔ جس میں وہ اس وقت تک تشریف فرما ہو رہی تھیں۔ اور غصہ

بھری آواز سے لیڈی فلک وارڈ سے مخاطب ہو کر بولیں۔

"میں نے آپ سے کہا تھا۔ کہ شہزادی اچھی عورت نہیں ہے۔ اور اب اس امر کا ثبوت مل گیا ہے۔ کہ میں نے جو کچھ کہا تھا۔ وہ ٹھیک تھا۔ آہ! میں ڈولی اور موریل کو ساتھ کیوں لے آئی۔ اس غلطی کے لئے میں کبھی اپنے آپ کو معاف نہیں کروں گی۔ مسٹر جیوٹنڈ۔ اٹھو ہم ابھی یہاں سے چلدیں۔"

مسٹر جیوٹنڈ اس وقت شاہزادی ننہ مکا کی خوبصورتی کا نظارہ کر رہے تھے۔ جو ابھی تک اپنے برف سے سفید لباس میں ناچ رہی تھی۔ آپ کا چہرہ اس ناگہانی حیرت کے خیال سے جو اس نے اپنے ناظرین کے دلوں میں پیدا کر دی تھی کھل رہا تھا۔

بیوی کے فرمان کو سن کر اس نے بہت کوشش کی۔ کہ سنجیدگی کو ہاتھ سے نہ دیں۔ بالآخر بڑی مشکل سے بولے۔

"ٹھیک . . . . ٹھیک میری پیاری . . . . بہت خراب . . . . نہایت حیرت ناک!"

ادھر لیڈی فلک وارڈ نے بھولے پن سے کہا۔

"کیا ایسا ہے؟ کیا سچ مچ آپ کا یہ خیال ہے؟ اوہ خداوندا! شاید یہ اچھا نہ ہو۔ ضرور ہو گا۔ لیکن کیسا خوبصورت اور خوش گوار! کیسا ابتدائی تخیل!"

اس طرح ادھر جیڈ ڈل خاندان سخت غم و غصہ کی حالت میں باہر نکلا۔ اور ان کے ساتھ ہی وہ دیگر اصحاب بھی جو یہ دکھانا چاہتے تھے۔ کہ شاہزادی کے اس فعل سے جو پایۂ تہذیب سے اس قدر گرا ہوا تھا۔ انہیں کس قدر صدمہ پہنچا ہے۔ ادھر جیرونیس بیچارے کی یہ حالت تھی۔ کہ اس کا دم رک رہا تھا۔ مسر جیکر

میں تھا۔ اور دل میں اتنے مختلف خیالات اور جذبات کا طوفان اٹھ رہا تھا کہ انہیں ظاہر کرنا قطعی ناممکن ہے۔ سچ سچ اس وقت اس کی اور ایک پاگل اور مخبوط الحواس کی حالت میں بہت کم فرق تھا۔ وہ خود بخود بول اٹھا۔

"خداوندا! یہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ یہ محبت ہے عشق ہے۔ پریم ہے۔ یہ زندگی کا آغاز اور یہی انجام ہے۔ اسے حاصل کرنا۔ اسے اپنے بازوؤں میں لینا۔ اس کے سینہ سے سینہ اور لبوں سے لب ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ لگانا کیا صرف یہ قدرت کی زبردست قوتوں کا مقصد تھا۔ جب انہوں نے مجھے آدمی بنایا تھا؟"

اس کی نظر بے انداز جذبات نظر شاہزادی نرسکا کی ہلکی ہوتی ہوئی حرکات پر لگ رہی تھی۔ جتنے کہ یہ معلوم دینے لگا۔ کہ وہ محض جھاگ کا ایک بلبلا ہے۔ جو ہوا پر تیر رہا ہے۔ اور پھر کمرے کے کسی نامعلوم گوشہ سے ایک لوچدار آواز گاتی ہوئی سنائی دی۔ جس کا مطلب یہ تھا:۔

آہ! اگر مجھے کنول پھول کا جذبات سے عاری سکون نصیب ہوتا۔
جو ٹھنڈے پانیوں پر جاگتے ہوئے خواب میں تیرتا ہے۔
پتے کھولے۔
تعجب خیز دنیا کی طرف رُخ کئے۔
رنج اور بے چینی۔ دکھ اور تکلیف سے بے خبر۔
جو انسانی دماغ کو جلاتے اور ایذا دیتے ہیں۔
آہ! اگر مجھے کنول پھول کا جذبات سے عاری سکون نصیب ہوتا۔
آہ! اگر مجھے کنول کا پور ٹھنڈا دل نصیب ہوتا۔
جو سیاہ اور ٹھنڈے پانیوں پہ چاند کے سامنے رہتا ہے۔
اور پھر ایک ستارہ۔

ایک ہی اس کا معشوق ہے۔

اور اس کے خوشبودار سانس کی آہ۔

صرف یہی اس کی موت ہے۔

آہ اگر مجھے کنول کا پوتر ٹھنڈا دل نصیب ہوتا۔

آہستہ آہستہ دھیمی ہوتی ہوئی یہ آواز ایک آہ کی شکل میں خاموش ہو گئی۔ اور ساتھ ہی شاہزادی ذہسکا کا رقص بھی ختم ہو گیا۔ سارے کے سارے حاضرین کے ہونٹوں سے مرحبا کی صدا نکل گئی۔

یک بیک ایک طرف کچھ شور سا ہوا۔ اور ڈاکٹر ڈین کی شکل ایک گرے ہوئے آدمی کے جسم پر جھکی ہوئی نظر آئی۔ مشہور و معروف فرانسیسی مصور آنندطرہ دیسی صاحب پر یک بیک حالت غشی طاری ہو گئی تھی۔

۹

دوسرے روز چاروں طرف لوگ کانا پھوسی کر رہے ہے۔ اور شاہزادی آرسکا کے نام اور شہرت پر کئی قسم کے دھبے لگائے جا رہے تھے۔ ڈینیزل مرے انہیں سنتا تھا۔ اور سُن کر اس کا خون جوش میں آرہا تھا۔ چنانچہ سخت غصہ کی حالت میں اس نے ہیلن کے پاس جاکر کہا "یہ بدبخت۔ بے حیا لوگ شہزادی پہ الزام لگا رہے ہے اور برے سے برا جو بھی لفظ لغات میں موجود ہے۔ اس کے لئے استعمال کر رہے ہیں مگر میں اس داستان کا خاتمہ کر کے رہونگا۔ میں اس سے شادی کر دوں گا۔ اگر وہ مان لے۔ تو میں کل ہی اس سے شادی کر لوں۔"

ہیلن نے مایوسی بھری نگاہوں سے اس کی طرف دیکھا۔ اور اس کے منہ سے صرف یہ نکلا "اوہ! ڈینیزل" آگے گلا رک گیا۔ کیوں کہ آنکھوں میں آنسوؤں کی جھڑی لگ رہی تھی۔

"اوہ! ہاں۔ میں جانتا ہوں۔ تم کیا کہنا چاہتی ہو۔ تم بھی دیگر لوگوں جیسی ہی ہو۔ تم اسے "شکاری" خیال کرتی ہو۔ بحالیکہ میں دنیا بھر کی عورتوں میں اسے پاکیزہ ترین اور قابلِ ترین سمجھتا ہوں۔ یہاں پہ میرے اور تمہارے درمیان اختلاف نمودار ہوتا ہے۔ میں نے کل رات اس سے بات چیت کی تھی۔ . . . . . اور اسے بتا دیا تھا

کہ مجھے اس سے محبت ہے۔"

ہیلن نے آنسو بھری آنکھوں سے اس کی طرف دیکھ کر کہا۔ "کیا سچ ! اور اس نے . . . . . ."

"اس نے مجھے کہا۔ کہ خاموش رہو۔ اس معاملے کا . . . . ابھی . . . . ذکر مت کرو۔ میں تمہیں اس کا جواب اس وقت دوں گی۔ جب ہم سب کے سب مینا ہاؤس ہوٹل میں اکٹھے ہوں گے۔"

"تو کیا تم اس پارٹی میں شامل ہونا چاہتے ہو؟"

بیشک۔ کیوں نہیں ! اور تم بھی تو؟"

"نہیں ڈینیل نہیں۔ میں نہیں جا سکتی۔ مجھے مت کہو۔ میں لیڈی فلک وارڈ کے ساتھ یہیں رہوں گی۔ وہ نہیں جائے گی۔ اور ریٹونڈل خاندان کے لوگ بھی نہیں جائیں گے۔ مجھے یہاں ان کے ساتھ کوئی ڈر نہیں ہو گا۔ میں مینا ہاؤس میں نہیں جاؤں گی۔ میں اسے برداشت کرنے کے ناقابل ہوں . . . . ."

یہاں پہنچ کر آواز رک گئی۔ اور وہ سسکیاں بھر کر رونے لگ گئی۔

ڈینیل خاموش کھڑا تھا۔ اس کے دل میں شرم اور پچھتاوا غلبہ حاصل کر رہے تھے۔ بالآخر وہ بولا۔

"تم بھی عجب ہمدرد بہن ہو۔ جب تم دیکھتی ہو۔ کہ میں ایک عورت کی۔ ایک خوبصورت قابل پرستش عورت کی محبت میں دیوانہ ہو رہا ہوں۔ تو تم راستہ میں رکاوٹ بن کر یہ ظاہر کرنے لگتی ہو۔ کہ میری اس کے ساتھ شادی تمہارے لئے بھاری زحمت کا موجب ہو گی۔ کیا تم یہ امید کرتی تھیں۔ کہ میں ساری عمر تجرد میں گذار دونگا؟"

"نہیں ڈینیل۔ بہرحال مجھے یہ ضرور امید تھی۔ کہ میں تمہیں اپنے ملک کی کسی خوبصورت لڑکی سے شادی کرتا دیکھوں گی۔ جو تمہاری عمر بھر کی ساتھی ثابت ہو گی۔ جو

میری بہن بنے گی ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ہاں میری کوئی بات نہیں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ میرے پیارے بھائی۔ بھلا میں مداخلت کرنے والی کون! ہاں صرف یہ کہہ سکتی ہوں۔ کہ اگر شاہزادی زمکانے تم سے شادی کرنا منظور کر لیا۔ تو تمہاری خاطر میں اس سے محبت کرنے کی حتی المقدور کوشش کروں گی۔" ہیلن نے سسکتے ہوئے کہا۔

ڈینرل کے سر سے بوجھ سا اتر گیا۔ اور اس نے کہا:۔

"ہاں! یہ تو کچھ بات ہوئی نہ۔ اب رونا دھونا بند کرو۔ اس سے میرا جی کڑھتا ہے باقی رہی وہ خوبصورت لڑکی جو تمہارے دل میں ہے۔ اس کے متعلق میرا یہی کہنا کافی ہونا چاہیئے۔ کہ خوبصورت لڑکیاں۔ اب برطانیہ میں بالکل شاذ اور نایاب ہوتی جا رہی ہیں۔ یہ جو تمہاری دراز دست۔ دراز پا بائیسکل سوار لڑکے نما لڑکیاں ہیں۔ مجھے ان میں کوئی پسند نہیں۔ مجھے تو ایک زنانہ عورت۔ ایک خوبصورت عورت۔ ایک دلربا عورت کی ضرورت ہے۔ اور شہزادی میں یہ تمام صفات موجود ہیں۔ یقیناً تم اسے خوب صورت تو مانتی ہو؟"

"بہت خوبصورت۔ خود سے زیادہ خوبصورت!" ہیلن ابھی تک رو رہی تھی۔

"مجھے افسوس ہے۔ کہ تم بینا ہاؤس میں نہیں جاؤ گی۔ ذرا ہوا ہی بدل جائیگی اور جوڈیکس بھی جا رہا ہے۔"

"کیا وہ آج تندرست ہے؟"

"اوہ! بالکل تندرست۔ شائد گرمی یا پھولوں کی خوشبو یا کسی اور وجہ سے کل رات اسے غش آگیا تھا۔ ابھی وہ اس آب و ہوا کا عادی نہیں ہوا۔ وہ کہتا تھا۔ کہ شہزادی کے رقص نے اس کے دماغ میں چکر پیدا کر دیا تھا۔"

"اس میں تعجب ہی کیا ہے۔" ہیلن نے کہا۔

"بلاشبہ یہ رقص ایک عجیب شاندار رقص تھا۔ کسی نے ایسا رقص نہ دیکھا

ہو گا۔ نہ سُنا"

"اگر وہ تمہاری بیوی ہوتی۔ تو کیا تم اس بات کو گوارا کر لیتے۔ کہ وہ لوگوں کے سامنے ناچتی؟"

ڈینزل نے تمکنت آمیز غصہ سے منہ پھیر لیا۔

"کیوں نہ ہو۔ آخر عورت ہو نا؟ کتنا بُرا خیال پیش کرنے کی کوشش! بغیر کہے کتنا خوفناک الزام لگانیکی خواہش! اگر وہ میری بیوی ہوتی۔ تو وہ کوئی ایسی بات نہ کرتی۔ جو اس کی شان کے شایاں نہ ہوتی"۔

"تو تم اسے کچھ نہ کچھ ناواجب اور خلاف شان سمجھتے ہو نا؟"

"ہرگز نہیں۔ مطلق نہیں۔ ایک آزاد عورت کئی ایسے امور میں آزاد ہے۔ جن میں شادی شدہ عورتیں پابند ہیں۔ شادی اپنی ذمہ داریاں اور اپنے فرائض اپنے ساتھ لاتی ہے۔ جس وقت وہ وقت آئے گا۔ تو ان کے متعلق بھی سوچ لیا جائے گا"۔

یہ کہا اور باہر نکل گیا۔ ہیلن نے دونوں ہاتھوں سے چہرہ ڈھانپ لیا اور دیر تک خوب جی بھر کر روئی۔

اس طرح ادھر ہیلن ہرے تنہائی میں بیٹھی آنسو بہا رہی تھی۔ ادھر ڈینزل ہرے ہوٹل کے باغات میں ادھر ادھر پھرتا ہوا خوبصورت زنرکا کے حصول کے خواب دیکھ رہا تھا۔ دوسری طرف جر وتیس بیماری کا بہانہ کئے اپنے کمرے کا دروازہ بند کر کے گذشتہ رات کے واقعات پہ غور کر کے انہیں سمجھنے کی کوشش کر رہا تھا۔

صرف ایک دفعہ اس کے دل میں یہ خیال آیا۔ کہ کیا یہ اچھا نہ ہوگا۔ کہ میں پھر سے ابھی . . . . . . فوراً . . . . . . چلا جاؤں۔ اور پھر اسے بھول جانے

کی کوشش کروں؟ لیکن دوسرے لمحہ میں انل نے سرزنش کرتے ہوئے کہا: "مصر کو چھوڑتا ہے؟ کیوں نہیں دنیا کو ہی چھوڑ دیتا۔ ارے تو چاہے قطبین کے پرلے سرے پر بھی چلا جائے۔ یہ آنکھیں۔ یہ سیاہ آنکھیں۔ تیری نگاہوں سے اوجھل نہیں ہوں گی۔ تو انہیں بھول نہیں سکے گا۔ خواہ تو کہیں چلا جائے۔ وہ تجھے کشاں کشاں لاکر اپنے قدموں میں ڈال دیں گی۔ خداوندا! میری زندگی اس عورت کے ہاتھوں میں ہے!"

یہاں آکر وہ ٹھیر گیا۔ اس وقت اسے معلوم ہوا کہ خیالات کی رو اسے کدھر لے جا رہی ہے۔

"ہاں کیا یاد آرہا تھا! ...... ٹھیرو۔ ذرا میں سمجھنے کی کوشش تو کروں ...... وہ ...... شاہزادی زسکا ...... ہاں کل رات مجھے معلوم ہو رہا تھا۔ کہ میری ہے ...... اپنے خوبصورت پاؤں سے لے کر خوبصورت چوٹی تک۔ میری ہے ...... میں یہ بھی محسوس کرتا تھا۔ کہ جواہرات جو اس کے زیب بدن ہیں۔ سب کے سب میں نے اسے بطور نذرانۂ محبت دیئے ہیں ...... ہاں اور جس وقت وہ ناچتی تھی۔ تو میرا تصور مجھے یہ بتاتا تھا۔ کہ میں ایک وسیع اور عالیشان محل میں ہوں۔ جس کے وسیع ہال کے سامنے صحرا کی جلتی ہوئی ریت کا نظارہ دکھائی دیتا ہے۔ پھر ......

ہاں پھر میں نے ڈھول اور طبل کی آواز سنی اور نزدیک ہی مجھے ابوالہول کی شکل نظر آئی۔ جو اس وقت پرانا نہیں بلکہ نیا تھا ...... یہ مورتی اس وقت مجھے ایک عظیم الشان مینار کے اوپر ایک بھاری مندر کے دروازہ پر دکھائی دی تھی۔ جس میں میں سمجھتا تھا۔ کہ سارے جہان کا خزانہ محفوظ ہے ......

اوہ ...... اس وقت جو کچھ میں نے دیکھا۔ وہ میرے دماغ پر اس طرح

تازہ ہے۔ کہ میں اس وقت اس کی تصویر کھینچ سکتا ہوں۔ بیشک یہ محض میرے خیال کا بگاڑ تھا۔ جسے اس وقت کے ناچ نے اور زیادہ خراب کر دیا تھا۔ اور وہ کنول پھول کا راگ . . . . . . تعجب حیرت۔ کیوں کہ میں سمجھتا تھا۔ کہ میں نے اسے قبل ازیں بار ہا سنا ہے۔ اس وقت اس خواب میں میں نے اپنے آپ کو ایک شہزادہ۔ ایک جنگ آزما۔ تقریباً بادشاہ اور موجودہ وقت سے کہیں زیادہ مشہور دیکھا تھا"

یہاں پہنچکر اس نے بے قرار نگاہوں سے چاروں طرف دیکھا۔ اور اس کی نظر یک بیک اس کھونٹی پر جا پڑی۔ جہاں اس نے شہزادی کی تصویر رکھ کر اسے سیاہ کپڑے سے ڈھانپ دیا تھا۔

"واہ کیسے فضول اور احمقانہ خیالات میرے دل میں پھر رہے ہیں! یہ سب کچھ اسی فرضی عالم گدھے کی بیہودہ باتوں کا نتیجہ ہے۔ یہ سب ڈاکٹر ڈین کے زندگی اور موت کے متعلق فضول اور واہیات خیالات ہیں۔ کیا اب میں یہ خیال کرنے لگ جاؤں گا۔ کہ میں اس کے دماغ کی اختراع یعنے اداکار ہوں۔ اچھا میں اطمینان سے اس معاملے پر سوچتا ہوں۔ مجھے اس عورت سے ہے۔ عشق جو پاگل پن تک پہنچا ہوا ہے۔ شاید یہ اچھی قسم کا عشق نہیں۔ لیکن میں اس کے علاوہ اور کوئی قسم جانتا ہی نہیں۔ اور یہ جو کچھ بھی ہے۔ اس کے لئے ہے۔ اس میں کسی دوسرے کو دخل نہیں تو پھر! ہاں کل میں اور ڈینزل اہرام کیطرف جاکر مینا ہاؤس میں اس سے ملیں گے۔ وہاں پہنچ کر وہ اپنے لئے کوشش کرے گا۔ اور میں اپنے لئے۔ اگر وہ کامیاب ہو گیا۔ تو اس میں شک نہیں۔ خواہ کچھ بھی کیوں نہ ہو۔ باوجود ہمیلن کے بھائی ہونے کے میں اس کی جان لے کر رہوں گا میرے ہاتھوں سے زمرکا کو چھین کر کسی شخص کو یہ امید نہیں رکھنی چاہیے۔ کہ وہ

زندہ رہ سکیگا۔ اور اگر میں کامیاب ہوگیا۔ تو ممکن ہے۔ کہ وہ مجھے مار دے۔ اور اس کوشش کے لئے میں اس کی عزت کروں گا۔ لیکن پیشتر ازیں کہ ایسا ہو۔ زسکا میری ہوگی قبضہ کے ہر ایک معنی میں وہ میری ہوگی۔ ہاں پیشتر ازیں کہ میں اس جسم کو چھوڑوں میری محبت کامیاب ہو کر رہے گی۔۔۔۔۔۔ اس کے بعد۔۔۔۔۔ ہاں اس کے بعد جو ڈینزل کی مرضی ہو کرے۔ مرنا تو ایک بار ہی ہے"

یہ کہہ کر اس نے کھونٹی سے کپڑا کھینچ لیا۔ تصویر سامنے آگئی۔ معلوم ہوتا تھا۔ کہ اس وقت سچ مچ ایک زندہ ہستی۔ نیم مذاق بھری اور نیم سنجیدہ نگاہوں سے اس کیطرف تک رہی ہے۔

اس نے تصویر دوبارہ دریں پھینک دی اور ان تکلیف دہ خیالات کو دماغ میں سے خارج کرنے کے لئے اس نے ایک جدید فرانسیسی ناول اٹھا کر پڑھنا شروع کردیا۔ نزدیک کے کمرے میں پر ایک شخص نہائت درد بھری آواز سے ایک فرانسیسی گیت گا رہا تھا۔ اور بلا جانے بوجھے جبروِیس کے کانوں نے اس راگ کو سننا شروع کر دیا۔ اس وقت اس کی آنکھوں میں آنسوؤں کا دریا امڈ آیا۔ جسے روکنے کی اس نے کوشش نہیں کی۔

(

مینا ہاؤس ہوٹل ایک لمبی۔ وسیع اور بہت سے کمروں والی عمارت ہے۔ جو اہرام مصر سے صرف پانچ منٹ کے فاصلے پر واقع ہے۔

شاہزادی زنگا نے ان میں سے نہایت نفیس کمروں کو اپنے لئے پسند کیا تھا۔ قاہرہ سے وہ بلا کسی کو اطلاع دیئے بغیر کسی تیاری کے اس رات سے اگلے دن جبکہ وہ اپنے مہمانوں کے سامنے ناچی تھی۔ یک بیک اس جگہ چلی آئی تھی۔

اس کے آنے کے تھوڑا عرصہ بعد ہی آرمنڈ جیروئیس۔ ڈینرل مرے اور ڈاکٹر ڈین ایک ہی گاڑی میں بیٹھ کر مینا ہاؤس پہنچ گئے۔ اس وقت یہ سب کے سب اپنے اپنے خیالات میں مستغرق تھے۔

شام کا وقت تھا۔ آسمان پر شاندار شفق پھیلی ہوئی تھی۔ جب کہ یہ مختصر سا گروہ اس وسیع صحرا کے اندر واقع ہوٹل میں پہنچا۔ شفق کے خوب صورت رنگ سے صحرا کی ریت قرمزی ہو رہی تھی۔ اس سرخی کے اندر نہایا ہوا ابوالہول ایک قسم کے ظالم جن کی شکل میں نمودار ہو رہا تھا۔ جو خون کے سمندر میں کھیل رہا ہو۔

ڈاکٹر ڈین نے اس نظارے کو دیکھا۔ اس کی چشم تصور نے اسے کہیں سے کہیں پہنچا دیا۔ اور اس نے یک بیک اپنے دونوں خاموش ساتھیوں کی طرف مخاطب

ہو کر کہا۔

"بالآخر ابوالہول کے معمہ میں کوئی نہ کوئی بات ضرور ہے۔ یہ افسانہ نہیں، سچائی ہے۔ کوئی نہ کوئی عقدہ قابلِ حل ہے۔ اور یہ خوفناک جانور اس سے واقف ہے!

..... عورت کا چہرہ..... جانور کا جسم! روحانیت اور مادیت یکجا! یہ زندگی ہے۔ نہیں زندگی سے بھی بڑھکر عشق ہے۔ ابدالآباد سے یہ صورت ہی عجیب وغریب خوفناک راز سربستہ بنا رہی ہے۔ ہم اوپر اٹھتے ہیں۔ مگر منہ کے بل گرتے ہیں۔ پریم ہمیں اڑانے کے لئے پر مہیا کرتا ہے۔ مگر یہ بدبخت جسم راستہ میں رکاوٹ بن جاتا ہے۔ یہ ہمیں اس ابدی روشنی تک پہنچنے نہیں دیتا۔"

"ابدی روشنی کیا چیز ہے؟ تمہارے پاس اس کی ہستی کا کیا ثبوت ہے؟ ہم اسے ثابت نہیں کر سکتے۔ دنیا وہی کچھ ہے۔ جو ہمیں نظر آتی ہے۔ ہمیں صرف اس سے اور اپنے آپ سے مطلب ہے۔ جسم کے بغیر روح رہ نہیں سکتی..." جیرولیس نے کہا۔

"کیا نہیں رہ سکتی؟ تو پھر جسم روح کے بغیر کیسے رہ سکتا ہے؟" ڈاکٹر بولا۔

یہ سوال ایسا ناگہانی مگر باموقعہ تھا۔ کہ جیرولیس گھبرا گیا۔ اس نے اور نہ ہی ڈینزل نے اس کا کوئی جواب دیا۔ اور تینوں کے تینوں آہستہ آہستہ مینا ہاؤس ہوٹل میں جا داخل ہوئے۔ جس کے خوش اخلاق زندہ دل مالک نے نہایت خندہ پیشانی سے خوش آمدید کہہ کر انہیں یقین دلایا۔ کہ ان کے لئے جو کمرے رکھے گئے ہیں۔ وہ نہایت آرام دہ ہیں۔ اور شاہزادی صاحبہ امید رکھتی ہیں۔ کہ آپ آج شام کا کھانا اُن کے ساتھ ہی کھائیں گے۔

اس پیغام پر ڈینزل مرے نے جیرولیس کو اشارہ کیا۔ جس کا مطلب یہ تھا کہ وہ اس سے تنہائی میں بات چیت کرنا چاہتا ہے۔ چنانچہ جیرولیس اٹھ کر اس

کے ساتھ چلا گیا۔

"مجھے موقعہ دو!" ڈینیزل تیزی سے بولا۔

"جاؤ منظور! آج کی رات تم اور شہزادی دلوں کا تبادلہ کر دیکھو۔ میں دخل نہیں دوں گا" بجر ویس نے جواب دیا۔

ڈینیزل نے حیرت سے اس کی طرف دیکھا۔

"تم دخل نہیں دو گے؟ کیا تمہارے عشق کا خاتمہ ہو گیا؟"

بجر ویس نے اپنی چمکتی ہوئی سیاہ آنکھیں اوپر اٹھا کر اپنے ہونے والے رقیب کی طرف ایک عجیب خوفناک طریقہ سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"میرا عشق میرے دوست۔ ہوش سنبھالو۔ مجھے زیادہ نہ بھڑکاؤ۔ میں خوفناک آدمی ہوں۔ میرا عشق! تمہیں کیا معلوم۔ یہ کیا چیز ہے۔ تم گرم دل نوجوان ہو۔ مگر شمال کی ہوا نے تمہیں ضبط میں رکھا ہے۔ مگر میں . . . . . جو اپنی عمر کے نصف النہار پر ہوں . . . . . جنوب کا رہنے والا ہوں۔ اور جنوبی آگ ضبط سے نا آشنا ہے۔ کیا تم نے کبھی ایک ساکن سمندر کو جس کا پانی شیشہ کی طرح شفاف ہو۔ دیکھا ہے۔ جس میں صرف کبھی کبھی اٹھتی ہوئی لہر پتہ دیجاتی ہے۔ کہ موقعہ پڑنے پر وہ ایک مہیب موج کی شکل میں تبدیل ہو سکتی ہے اور کیا تم نے وہ نظارہ ملاحظہ کیا ہے۔ جب کہ آسمان سے آتے ہوئے سیاہ بادلوں اور تاریک آندھی نے اسی ساکن سمندر کو خوفناک عناصر کے ایسے ہیبت ناک غصہ کی شکل دے دی ہے۔ کہ اور تو اور خود سمندری جانوروں کی کان پڑی آواز بھی سنائی دینے سے رہ گئی ہے۔ یہ طوفان ہے۔ جسے اس عشق سے تشبیہ دی جا سکتی ہے۔ جو تمہارے خیال میں مجھے اس عورت سے ہے۔ جو آج ہم دونوں کو یہاں اپنے قدموں میں ہلاک کرنے کے لئے کھینچ لائی ہے . . . .

کیوں کہ میں جانتا ہوں۔ کہ انجام اس کے علاوہ کچھ نہیں ہوتے کا۔ اس قسم کے جوش اور ولولے کی حالت میں جس میں سے کہ ہم گذر رہے ہیں۔ زندہ رہنا ناممکن ہے۔۔۔۔۔"
یہاں پہنچ کر وہ خاموش ہو گیا۔ اور تھوڑے عرصہ کے بعد اپنے آپ کو روک کر آہستہ سے پھر بولا۔
"میں تمہیں کہتا ہوں۔ جاؤ جبکہ تمہیں موقع حاصل ہے۔ اس سے پورا فائدہ اٹھاؤ۔ کھانا کھانے کے بعد میں تمہیں شاہزادی کے ساتھ اکیلا چھوڑ جاؤں گا۔ میں ڈاکٹر ڈرین کے ساتھ سیر کرنے چلا جاؤں گا۔ ڈینیزل! اپنے موقعہ سے فائدہ اٹھاؤ۔ کیونکہ میں کہتا ہوں۔ یہ تمہارا آخری موقعہ ہو گا۔ پھر میری باری آئے گی۔ تمہیں مجھے شاباش دینی چاہیئے۔ کہ میں رات بھر صبر کر رہا ہوں"
یہ کہہ کر جلدی سے مڑ کر وہ باہر نکل گیا۔ ڈینیزل مرے ایک منٹ اسی حالت میں کھڑا رہا۔ اس وقت وہ گہری سوچ میں پڑا اس حالت پر سوچ رہا تھا جس میں وہ اس وقت پڑ گیا تھا۔ اسے اس عورت کے ساتھ عشق تھا۔ عشق جو پاگل پن کی حد تک پہنچا ہوا تھا۔

جس وقت وہ شہزادی کے کمرے میں داخل ہوا۔ تو جرمیس اور ڈاکٹر ڈرین وہاں پہنچ چکے تھے۔ خود شہزادی نہائت نفیس پوشاک زیب تن کئے تھی۔ اور اسے آتا دیکھ کر نہائت تپاک سے اسے خوش آمدید کہتے ہوئے نہائت شیریں آواز سے بولی۔ "قاہرہ کی سخت گرمی کے بعد صحرا کی کھلی ہوا غالباً آپ کے لئے بہت اچھی ثابت ہوگی"
کھانے کے وقت شاہزادی کی توجہ ساری کی ساری ڈاکٹر ڈرین کی طرف لگی رہی۔ جس نے اسے مینار اعظم کے متعلق بہت سی واقفیت بہم پہنچا کر دلچسپی کا سامان مہیا کر دیا۔
"در اصل آج تک اس کے متعلق کسی کو کچھ بھی پتہ نہیں لگا۔ وہ لوگ جو کہتے ہیں۔ کہ

ہم اس کے اسرارِ نہفتہ سے واقف ہو چکے ہیں۔ بالکل غلطی پر ہیں۔ اوپر کے کمرے تو محض محقق کو دھوکہ دینے کے لئے ہیں۔ بلکہ بنائے ہی اس مطلب کے لئے گئے تھے۔ وہ راز ہائے سربستہ جو ان کے اندر پوشیدہ ہیں۔ ان کا معلوم کرنا تو درکنار۔ ابھی تک کسی کو ان کا خیال تک بھی نہیں آیا" شہزادی نے کہا۔

"کیا آپ کو اس کا پورا یقین ہے؟ اگر ایسا ہے تو کیا آپ اپنے علم کو ...؟" ڈاکٹر نے بات ادھوری چھوڑ دی۔

"میں اپنے علم کو نہ دوسروں کو دیتی ہوں۔ نہ بیچتی ہوں۔ میں عورت ہوں اور عورتوں کی بابت یہ تسلیم کیا جاتا ہے۔ کہ وہ کچھ نہیں جانتیں۔ اپنی نوع کی دیگر جنسوں کی طرح میں بھی بے وقوف اور وہم پرست سمجھی جاتی ہوں۔ تم عقل مند لوگ میرے تاریخی علم کو نکما اور میرے بیان کردہ واقعات کو بے ثبوت کہو گے۔ لیکن اگر تم پسند کرو۔ تو میں تمہیں اس مینارِ اعظم کی تعمیر کی کہانی بتا کر وجہ بتا سکتی ہوں۔ کہ کیوں ان خزانوں کو جو اس کے اندر مدفون ہیں دریافت کرنا ناممکن ہے۔ اس کہانی کو تم نے اسی بے یقینی سے سننا۔ جس سے آدمی ایسی باتوں کو سنا کرتے ہیں۔ میں اس پر تمہارے ساتھ بحث میں نہیں پڑوں گی۔ کیونکہ مجھ میں بحث کا مادہ نہیں ہے۔ اسے افسانہ سمجھ لینا۔ یا جن بھوتوں کی کہانی۔ کیونکہ عورتوں کو واقعات کا تو علم ہوتا ہی نہیں۔ وہ سخت بے وقوف ہوتی ہیں۔ صرف مرد ہی عقل مند ہوتے ہیں اور ہو سکتے ہیں۔!"

اس کی سیاہ نفرت بھری نگاہ۔ ڈینزل اور جرویس پر پڑی۔ اور مسکرا کر اس نے کہا۔

"کیا یہ غلط ہے؟"

"حسن کے مقابلے میں عقلمندی کی کوئی ہستی نہیں۔ ایک حسین عورت دم بھر میں عقل مند سے عقل مند آدمی کو بے وقوف بنا سکتی ہے؟" جرویس نے جواب دیا۔

"شاہزادی صاحبہ نے ہمیں مینار اعظم کے متعلق ایک فسانہ سنانے کا وعدہ کیا تھا۔"

شہزادی نے پہلے اس کی طرف پھر ڈنیرل مرے کی طرف اور بالآخر ڈاکٹر ڈین کی طرف دیکھ کر کہا۔

"کیا سچ مچ اسے سننا چاہتے ہو؟"

"بلاشبہ۔" سب نے یک زبان ہو کر کہا۔

"یہاں کھڑکی پر آ جایئے" شہزادی کھانے کی میز سے اٹھتے ہوئے بولی۔ یہاں سے یہ زبردست عمارت اس دھندلی روشنی میں بھی بہت اچھی طرح نظر آتی ہے۔ اسے اچھی طرح دیکھ کر اگر ممکن ہو۔ تو یہ خیال کرنے کی کوشش کرو۔ کہ اس زمین کے نیچے جس پر یہ کھڑی ہے۔ بہت سخت گہرائی میں . . . . سخت پتھروں کا بنا ہوا ایک کمرہ ہے۔ جس میں اس وقت سے لے کر جب سے کہ طوفان نے اس زمین پر پھر کر ساری قدیم تہذیب کو تباہ و برباد کر کے اسے صحرا بنا دیا۔ کسی کا قدم نہیں پڑا۔"

اس وقت جب کہ اس نے اپنا ایک نازک ہاتھ اور بازو اس بلند عمارت کو دکھانے کے لئے جو آسمان کو چھوتی ہوئی معلوم دیتی تھی۔ اٹھایا۔ تو اس کی نازک شکل پھیلتی ہوئی معلوم دے رہی تھی اس کے سامعین خاموشی ہیبت اور توجہ سے اس کے الفاظ کو سن رہے تھے۔

"ان میناروں کے۔ ان اہرام کے متعلق جیسا کہ آپ جانتے ہیں۔ ایک تازہ ترین خیال یہ ہے۔ کہ انہیں طوفان سے بچنے کے لئے بطور مقامات محفوظ تیار کیا گیا تھا۔ اور یہ ٹھیک ہے۔ موبدان کہن نے پہلے سے اس وقت کا پتہ دے رکھا تھا جب کہ پانی کا سیلاب ساری زمین پر پھر جائے گا۔ اور یہ عالیشان عمارتیں اسی غرض سے اتنی بلندی تک تعمیر کی گئیں تھیں۔ جس تک خیال تھا۔ کہ پانی کی سطح بلند ہو گی۔ تا کہ مصر قدیم کے خزانوں کا نشان ملتا رہے۔ ہاں۔ ہاں۔ مصر کے خزانے۔ مصر کی عقلمندی۔ مصر کا

علم۔ سائنس۔ سب کے سب ابھی تک اس جگہ نیچے گہرائی میں محفوظ ہیں۔ اور جہاں تک خیال جاتا ہے۔ ہمیشہ رہیں گے۔"

"مگر ماہرانِ آثارِ قدیمہ کا خیال ہے۔ کہ ان میناروں کا پتہ پتہ چھانا جا چکا ہے۔" ڈاکٹر ڈرین بولا۔

"میرے عزیز ڈاکٹر! ماہران آثار قدیمہ بھی دنیا کے دیگر علماء کی طرح ہیں۔ یہ لوگ ایک ہی سوراخ میں کام کرتے ہیں۔ اور اسی میں قانع رہتے ہیں۔ ہاں بعض اوقات ایسا ہوتا ہے۔ کہ کسی غیر معمولی طور پر زبردست دماغ میں مختلف سوراخوں میں کام کرنے کا "غلط" خیال جاگزیں ہوتا ہے۔ اور اسے فوراً پاگل متعصب بھڑی سودائی کا نام دے دیا جاتا ہے۔

جب اس قسم کا کوئی زبردست دماغ دمدار ستارے کیطرح دنیا کے افق پر نمودار کرتا ہوا نمودار ہوتا ہے۔ تو ہم جولیس سیزر۔ نپولین یا شکسپیئر جیسے آدمیوں کو خوش آمدید کہتے نظر آتے ہیں۔ مگر ماہرانِ آثارِ قدیمہ تمام انسانوں میں سخت تنگ خیال اور سخت خشک آدمی ہوا کرتے ہیں۔ یہ لوگ پہلے سے کام کا ایک خاص طریقہ بنا لیتے ہیں۔ اور ریاضی کے اصول و قواعد سے اس کے پیچھے لگ جاتے ہیں۔ اس میں نہ تو وہ اپنے دماغ کو تکلیف دیتے ہیں۔ اور نہ ہی کوئی نئی تاریخی بات دریافت ہوتی ہے۔ جیسا کہ میں نے شروع کرنے سے پیشتر کہا تھا۔ میں آپ کو مینارِ اعظم کے متعلق جو کہانی سنانے لگی ہوں۔ اسے آپ بڑی خوشی سے ماننے سے انکار کر سکتے ہیں۔ مگر اب جب میں اسے شروع کر چکی ہوں۔ آپ اسے سن تو لیں۔"

ایک منٹ کی خاموشی کے بعد وہ پھر بولی۔

"میرے علم کے بموجب اہرام کی تعمیر طوفان سے تین ہزار سال قبل تسبلک کے فرزند سوریدہ کے وقتوں میں جسے سب سے پہلے آنے والے طوفان کا حال خواب میں بتایا

گیا تھا، شروع ہوئی تھی۔ جب علماء، نجومیوں۔ اور جوتشیوں نے سوریدکو اس خواب کے سچے ہونے کا یقین دلا دیا۔ تو اس کے دل میں یہ خیال جاگزیں ہوا۔ کہ خواہ کچھ بھی ہو مصر کے وسیع علوم۔ اس کی سائنس۔ اس کی دریافتیں اور عجیب و غریب روایات ضائع نہ ہونے پائیں۔ اور کہ ان لوگوں کے کارہائے نمایاں جو کبھی اس سرزمین میں بہادر۔ دلیر، جری اور بڑے ہو گذرے ہیں۔ اس طرح پہ لکھے جائیں۔ کہ فراموش نہ ہو سکیں۔ ان ایام میں اس جگہ جہاں تمہیں وسیع ریگستان نظر آتا ہے۔ بڑی بڑی پہاڑیاں اور سنگِ خارا کی کانیں تھیں۔ اور سوریدہ نے انہیں گہری گپھائیں کھودنے کے لئے استعمال کیا۔ جن میں خزانہ چھپایا جا سکے۔ جس وقت اس کی حسب مرضی یہ گپھائیں تیار ہو گئیں۔ تو اس نے ایک فرش بنوایا۔ جس کے کچھ حصے خفیہ پیچوں کے ذریعے سے ہلائے جا سکتے تھے۔ اور پھر کوئی چار فٹ بلند جگہ چھوڑ کر اس نے اس کے اوپر ایک اور فرش کی بنیاد رکھنی شروع کی۔ یہ اوپر والا فرش ہے۔ جو ملیناموں میں داخل ہوتے وقت آج کل نگاہ کے سامنے آتا ہے۔ کسی کو یہ آج تک خیال بھی نہیں آیا۔ کہ اس کے نیچے ایک کھلی جگہ ہے۔ جس میں آدمی چل پھر سکتا ہے، اور پھر نیچے ایک اور فرش ہے۔ جہاں ہر ایک قیمتی چیز چھپائی گئی ہے۔"

ڈاکٹر ڈین نے تعجب سے گہرا سانس لیا۔ اس وقت اس کی زبان سے نکلا" تعجب خیز۔ اگر سچ ہو تو !"

شہزادی کسی قدر نفرت سے مسکرائی اور پھر کہا۔

" سوریدکے بعد اس کے جانشینوں نے اس کے کام کو جاری رکھا۔ ہزاروں غلام شب و روز اس عمارت پر کام کرتے تھے۔ اور بالآخر سالہا سال کی شبانہ روز عرق افشانی کے بعد یہ عجائبات عالم تعمیر ہوئے۔ جو مصر کے اسرار نہفتہ کے نگران ہیں۔ آہستہ آہستہ ہر ایک چیز ان زیر زمین تہ خانوں میں جمع کی گئی۔ پتھروں پر کندہ

شدہ طلسم۔ پتھر کی سلیں جن پر جیو میٹری اور نجوم کے علوم کندہ کئے گئے تھے۔ ناقابل فنا شیشے کے صندوق جن میں مجوج پتروں پر طبابت اور دیگر علوم مفید کے متعلق مختلف دریافتیں جڑی بوٹیوں۔ ادویات سمیات وغیرہ کے رازہائے سربستہ تحریر ہے سب کے سب اس جگہ جمع کئے گئے۔ ان انواع واقسام کی چیزوں میں ان قیمتی جواہرات سے جن میں سے بعض زمین کے عجائبات تھے۔ بھری ہوئی تیس دیگیں تھیں۔ وہ سب کی سب وہاں پر اسی طرح موجود ہیں۔ بہت سے مرنے والے بڑے بڑے آدمیوں کی لاشیں بھی انہی تہ خانوں کے اندر علیحدہ علیحدہ کوٹھڑیوں میں سونے اور جواہرات سے مرصع صندوقوں میں رکھی گئی ہیں۔ اور میرا خیال ہے (یہاں شاہزادی نے اپنی سیاہ آنکھیں ڈاکٹر ڈرین کی طرف اٹھائیں) میرا خیال ہے۔ کہ اگر آپ کو اس بظاہر ملنے کے ناقابل فرش کے جو ٹھوس زمین کی طرح ہے۔ ہلانے کا خفیہ طریقہ اور چکردار کمروں سے نیچے اترنے کا طریقہ معلوم ہوتا۔ تو اغلباً بلکہ یقیناً آپ کو مینار اعظم میں اراکساز کی قبر مل جاتی۔"

اس وقت شام کے وقت اس کی آنکھوں میں وہ عجیب وغریب چمکیلی آتشیں چمک تھی۔ جسے دیکھ کر ڈاکٹر ڈرین نے اس کی آنکھوں کو خون آشام چیلا وڑ کی آنکھوں سے تشبیہہ دی تھی۔ اس وقت اس کی حرکات وسکنات میں ایک خاص اثر تھا۔ جبکہ اس نے ایک بار پھر انگلی اٹھا کر اس عجیب وغریب عمارت کی طرف اشارہ کیا۔ جو ستاروں بھرے آسمان سے ہمسری کا دعوٰی کر رہی تھی۔ اور جس کے عین اوپر اس وقت ایک ٹوٹتا ہوا ستارہ جا رہا تھا۔ جروبس کے جسم میں ایک کپکپی کی لہر دوڑ گئی۔ اور بے چینی سے ادھر ادھر ہلتے ہوئے اس نے کہا۔

"خواہ کچھ بھی ہو۔ یہ بڑی محفوظ قبر ہے۔ اراکساز جو کوئی بھی تھا۔ اگر وہ مینار اعظم کے دو فرشوں کے نیچے ایک پتھریلی گپھا میں پڑا ہے۔ تو اس کے جسم کو کم از کم مٹی کا

اندیشہ نہیں۔ زمانہ ہائے قدیم کے متعلق ایسی باتیں سُن کر مجھے یہ محسوس ہو رہا ہے کہ میں اس دنیا سے تعلق نہیں رکھتا۔ لہٰذا میں آپ کی اجازت سے اپنے آپ کو ذرا سنبھالنے کے لئے ڈاکٹر ڈرین صاحب کے ساتھ باغ میں ٹہلنا چاہتا ہوں۔ اور تو اور قیمتی جواہرات سے بھرپور تیس دیگوں کا بھرا ہونا ہی جنہیں آج تک کسی نے حاصل نہیں کیا۔ ایک آدمی کے صبر و قرار کو درہم برہم کرنے کے لئے کافی ہے۔"

مجھے تو بھوج پتر جواہرات سے بھی زیادہ دلچسپی کا سامان مہیا کریں گے۔ تمہارا کیا خیال ہے؟" ڈاکٹر بولا۔

ڈینیل ہڑبڑا کر اٹھا۔ گویا خواب سے بیدار ہوتا ہے۔

"اوہ! مجھے ان اسرار کا علم نہیں۔ مجھے گذشتہ اور قدیم زمانوں میں کبھی دلچسپی نہیں رہی۔ میرے لئے یہ سب فسانے ہیں۔ میں جیسا کہ بعض لوگ کہا کرتے ہیں۔ کبھی ماضی۔ حال اور مستقبل کو ایک زنجیر میں پرو نہیں سکتا۔ میرے لئے یہ تینوں علیحدہ علیحدہ چیزیں ہیں۔ ماضی کا خاتمہ ہو چکا۔ حال اس وقت ہمارے سامنے ہے۔ تاکہ حسب مرضی اس سے فائدہ اٹھائیں۔ یا پرے پھینک دیں۔ باقی رہا مستقبل۔ اس کا کسی کو پتہ ہی نہیں۔" ڈینیل نے جواب دیا۔

"آہ! ڈینیل! تم ابھی بچے ہو۔ تمہارے سرکش دماغ میں سوچ بچار کو ابھی زیادہ کام کرنے کا موقعہ نہیں ملا۔ ورنہ تمہیں معلوم ہوتا۔ کہ ماضی حال اور مستقبل ایک اٹوٹ زنجیر میں منسلک ہیں۔ ہماری موجودہ حالت بھی ماضی کا ویسا ہی حصہ ہے جیسا کہ حال اور مستقبل بھی بیج کی شکل میں ساتھ ہی لگا ہے۔ ایک انسان کی زندگی کے اسرار میں سارے اسرار موجود ہیں۔ اور اگر ہم اسے شروع سے سمجھ سکیں۔ تو ہمیں سب چیزوں کی علت اور پیدائش کے آخری موجب کا علم ہو جائے۔" ڈاکٹر نے کہا۔

"اچھا جانے دو۔ اب آپ سب کے سب کافی سنجیدہ گفتگو کر چکے ہیں۔ اب آؤ

ہم ڈرائنگ روم میں چلیں۔ میری ایک نما (روہاں آپ کو راگ بھی سنائے گی۔ اس کی آواز بہت رسیلی ہے۔" شہزادی بولی۔

"وہی نا جو کنول پھول کا راگ گایا کرتی ہے؟" جیروریس نے استفسار کیا۔

"ہاں۔۔۔۔۔ وہی" شہزادی مسکرائی۔

ڈاکٹر ڈربن نے میز پر پڑے سیمین بکس سے ایک سگار اٹھالیا۔ اور جیرولیس نے بھی۔

"ڈینزل۔ کیا تم سگار نہیں پیو گے؟" جیرولیس نے ڈینزل سے پوچھا۔

"نہیں شکریہ! میرا خیال ہے۔۔۔۔ اگر شہزادی صاحبہ اجازت دیں۔ تو جب آپ ہر دو اصحاب اکٹھے تمباکو پئیں گے۔ میں شہزادی صاحبہ سے ڈرائنگ روم میں کچھ بات چیت کروں گا۔" ڈینزل بولا۔

شاہزادی نے اس تجویز پر نہایت عجیب خوبصورت ادا سے جھک کر صاد کیا جیرولیس ڈاکٹر کو کسی قدر سختی سے بازو سے پکڑ کر فرانسیسی کھڑکی میں سے کھیتوں میں لے گیا۔ اور چلتے چلتے بولا۔

"شاہزادی صاحبہ! آپ ہمیں معاف کریں گی۔ ہم آپکو اکیلی نہیں چھوڑ رہے۔" شاہزادی نے مسکرا کر کہا۔

"بیشک میں آپ کو معاف کر دوں گی۔ لیکن زیادہ دیر نہ لگائیے گا۔"

یہ کہہ کر وہ کھانے کے کمرے سے اٹھ کر پرلے سرے والے چھوٹے کمرے میں چلی گئی۔ ڈینزل پیچھے پیچھے تھا۔

باہر کھیتوں میں پہنچ کر جیرولیس نے نہایت زور سے قہقہہ لگایا۔ اس قدر زور سے کہ ڈاکٹر ڈربن کا قدم چلتے چلتے رک گیا۔ اور اس نے کچھ خوف اور کچھ حیرت و استعجاب سے اس کے چہرے کی طرف دیکھ کر کہا: "جیرلیس کیا پاگل ہو چلے ہو؟"

"ہاں، بالکل ٹھیک۔ میں پاگل ہو رہا ہوں۔ پاگلِ عشق یا جو کچھ بھی آپ اسے نام دیں۔

آپ مجھے کس چیز سے بنا ہوا خیال کرتے ہیں؟ گوشت اور پوست سے یا فولاد سے؟ خدا وندا! کیا آپ یہ سمجھتے ہیں۔ کہ اگر سارے کے سارے عناصر بھی میرے خلاف جنگ آزمائی کے لئے اکٹھے ہو جائیں۔ تو وہ مجھ سے اس عورت کو چھین سکتے ہیں؟ نہیں۔ ہرگز نہیں۔ ہزار بار نہیں۔ میرے عقلمند دوست ڈاکٹر! جاؤ کرم خوردہ قدیم کتابوں میں دلچسپی ڈھونڈتے پھرو۔ مستقبل کے متعلق جو چاہو بکواس کرتے رہو۔ لیکن اس آتشیں۔ جلتے ہوئے حال میں میری مرضی قانون کا حکم رکھتی ہے! بیوقوف احمق ڈینزل سمجھتا ہے۔ کہ وہ اس کی مزاحمت کر سکتا ہے"!

سخت بے چینی اور جوش کی حالت میں وہ رک گیا۔ ڈاکٹر ڈین نے اس کا بازو مضبوط پکڑ کر کہا۔

"ہیں۔ ہیں۔ یہ جوش کا ہیکو! ڈینزل کے متعلق تم کیا کہہ رہے ہو؟"

جرویس نے ایک زبردست کوشش سے اپنے آپ کو ضبط میں لا کر مسکراتے ہوئے کہا۔

"اسے اس کا موقعہ مل گیا۔ میں نے اسے موقعہ دیدیا ہے۔ وہ اس وقت شہزادی کے ساتھ اکیلا ہے۔ اور اس سے شادی کی درخواست کر رہا ہے"!

"فضول! واہیات! اگر اس نے یہ بیوقوفی کی بھی۔ تو فائدہ کیا ہوگا۔ یہ عورت انسان نہیں ہے!"

جرویس کی آنکھیں ناگہانی حیرت سے چمک اٹھیں۔ اور اس نے کہا۔ "انسان نہیں؟ آپ کا مطلب؟"

ڈاکٹر نے ناک منہ سے مسلا۔ معلوم ہوتا تھا۔ کہ اس لفظ کے منہ سے نکل جانے پر اسے افسوس ہو رہا ہے۔

"میرا مطلب! ہاں۔ میرا مطلب کیا ہے؟ ٹھیرو۔ ہاں ہاں یہ کوئی مشکل بات

نہیں۔ شاہزادی زسکا کی طرح بہت سے لوگ ایسے ہیں۔ جنہیں میں "انسان" نہیں کہوں گا۔ شاہزادی حسن ہی حسن ہے۔ اس کے اندر دل نہیں۔ پھر۔۔۔۔۔ اگر آپ میری بات سمجھ گئے ہیں۔ تو اس میں خواہش ہی خواہش ہے۔ جذبہ مطلق نہیں۔ ہاں آدمیوں کی ایک کثیر تعداد اور عورتوں کی بھی۔ گو عورتیں مقابلتاً کم ہیں۔ اسی قسم کی ہے۔ اب جہاں تک شہزادی زسکا کا تعلق ہے۔ (اپنی تیز آنکھیں جرولیس پر گاڑ کر) میں صاف طور پر تمہارے سامنے اقرار کرتا ہوں۔ کہ مجھے اس کے اندر ایک نہایت عجیب نہایت مشکل اور نہایت پیچیدہ مطالعہ کا سامان ملتا ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ میں اس کے پیچھے اس جگہ آیا ہوں۔ میں نے کہا۔ کہ وہ خواہش ہی خواہش ہے۔ اس کے اندر جذبہ مطلق نہیں۔ یہ بذات خود انسانوں سے بعید بات ہے۔ مگر آج کل میں اس بات کے سمجھنے اور حل کرنے کی فکر میں ہوں۔ کہ وہ کونسی خاص خواہش ہے۔ جو اسے زندہ رکھ رہی ہے۔ جو اس کے ادھر ادھر چلنے پھرنے کا موجب ہے۔ جو اسے یہاں لائی ہے۔ یہ محبت نہیں۔ اس امر کا مجھے یقین کامل ہے۔ نہ ہی یہ نفرت ہے۔ گو محبت کی نسبت یہ نفرت سے بڑی حد تک ملتی ہے۔ یہ کوئی ایسی خواہش ہے جسے معرض بیان میں لانا ناممکن ہے۔ جو عقل و فہم سے پرے ہے۔ اتنی گہری اور اتنی ناقابل حل معمہ ہے۔ تم مجھے پاگل سمجھ رہے ہو۔ ہاں میں جانتا ہوں۔ تمہارے دل میں یہ خیال پھر رہا ہے۔ کہ یہ پاگل ہو گیا ہے۔ مگر پاگل ہوں یا عقلمند۔ میں زور سے کہتا ہوں۔ کہ شہزادی زسکا انسان نہیں۔ اور اس لفظ سے میرا مطلب یہ ہے۔ کہ گو اس کی ظاہری شکل ایک نہایت خوبصورت دلربا عورت کی ہے۔ مگر اس کے اندر ایک شیطان کی روح ہے۔ اب سمجھ گئے میرا مطلب؟"

جرولیس کے دل پر سنسنی سی چھا گئی۔ اس نے محسوس کیا۔ کہ اس کے خیالات کا رخ تاریکی کی طرف ہو رہا ہے۔ مگر ہنسنے کی کوشش کرتے ہوئے جس میں خوشی کو

کوئی دخل نہیں تھا۔ اس نے کہا۔

"تمہارا مطلب تو "اوڈی لیس" ہی اگر سمجھے۔ بندۂ خدا! جب تم یہ جانتے ہو۔ کہ مجھے روح کی ہستی پر یقین ہی نہیں۔ تو پھر ان باتوں کا ذکر کیا معنی رکھتا ہے۔ شیطان کی روح ہو یا فرشتے کی۔ میرے لئے وہ ہیں کیا؟ محض خالی الفاظ۔ جن کے کوئی معانی نہیں۔ تاہم میرا خیال ہے۔ کہ شہزادی کے متعلق ایک دو امور ہیں میں تمہارے ساتھ متفق ضرور ہوں۔ مثلاً میں اسے ان نیکی اور پوتر تاکے اوتاروں میں سے نہیں سمجھتا جن کے سامنے ہمارے سر تعظیم سے جھک جاتے ہیں۔ مگر ساتھ ہی اپنے اندر کی بدی اور بدکاری کو جانتے ہوئے جن کے سامنے آنے سے ہم گریز کرتے ہیں۔ نہیں نہیں۔ یقیناً وہ وہ پھول نہیں جو پہاڑی کی چوٹی پر ہی سوکھ کر مرجھا جاتا ہے۔ کیونکہ وہاں کسی کا ہاتھ نہیں پہنچے گا۔ اور نہ ہی میں یہ کہہ سکتا ہوں۔ کہ نرسلا کی نسبت پہاڑی پھول بننا اچھا ہے۔ باقی رہی یہ بات کہ وہ انسان ہے۔ یا نہیں۔ چاہے کچھ بھی ہو۔ میں تمہیں یقین دلاتا ہوں۔ کہ ڈنجبرل مرسے اس وقت اپنی پوری کوشش اس بات کے لئے صرف کر رہا ہے۔ کہ وہ اسے سلارچ خاتون بننے کی ترغیب دے سکے۔ خدایا ندا! ایک مصری عورت کے لئے کیسی عجیب قسمت!"

"تو تب تم اسے مصری سمجھتے ہو؟" ڈاکٹر نے تعجب سے پوچھا۔

"بےشک اس کا چہرہ اور خدوخال سب مصری ہیں۔ آپ اس مشابہت کا تو خیال کیجئے۔ جو اس کے اور اس رقاصہ کے درمیان ہے۔ جس کا بہروپ اگلے روز اس نے بھرا تھا۔ تصویر کی نرسلا ہیار میرل اور اس میں بہت کم فرق ہے۔"

"ہاں ہاں۔ مگر اگر آپ ایک مشابہت کو تسلیم کرتے ہیں۔ تو دوسری بھی تسلیم کرنی ہوں گی۔ آپ کے اور شجاع زمان اراک کے درمیان مشابہت کوئی معمولی نہیں۔ (جو زمیں کا چہرہ زرد ہو گیا) اور یہ بھی تعجب خیز امر ہے۔ کہ فسانہ یا تاریخ کے بیان کے

مطابق (آپ اسے جس بھی نام سے پکاریں)۔ کیونکہ وقت گذرنے پر تاریخ فسانے کی شکل اختیار کر لیتی ہے۔ اور فسانے تاریخیں بن جاتے ہیں۔) ہاں تاریخ کے بیان کے مطابق ارماگساز اسی زسکا جارمیزل کا عاشق تھا۔ اور آج آپ جو کہ اسی ارماگساز کی زندہ تصویر ہیں۔ اس مرحوم عورت کی زندہ تصویر کے عشق میں یک بیک از خود رفتہ ہو رہے ہیں۔ آپ کو یہ تسلیم کرنا ہوگا۔ کہ میرے جیسے ظاہر بین کے لئے یہ ایک عجیب اتفاق ہے۔"

جبرویس چپ چاپ سگار کے کش لگا رہا تھا۔ اس کی بھوئیں گہری سوچ میں سکڑ رہی تھیں۔ بالآخر اس نے کہا۔

"ہاں بے شک یہ تعجب خیز امر معلوم ہوتا ہے۔ مگر دنیا میں اتنے تعجب خیز واقعات رونما ہو رہے ہیں۔ کہ اس جلدی اور ہماہمی کے زمانے میں ہم لوگوں کو ان پر غور کرنے کی نہ تو فرصت ہے۔ نہ موقعہ۔ شائد زندگی میں سب سے تعجب خیز یہ امر ہے۔ .. .. کہ خاص خاص مردوں اور خاص خاص عورتوں میں یک بیک ایک دو دنوں یا راتوں کے اندر ہی اتنی ناگہانی ہمدردیاں ۔ بلکہ نہایت زوردار جذبات پیدا ہو جاتے ہیں؟ ڈاکٹر! میں تمہیں بڑا عقلمند آدمی سمجھتا ہوں۔ لیکن ساتھ ہی مجھے تمہارے دماغ میں کچھ بل پڑا ہوا نظر آتا ہے۔ تمہیں روحانی امور کے متعلق کئی اوہام ہوتے رہتے ہیں۔ لیکن تمہارے کم و بیش ایک پاگلانہ خیال میں مجھے کچھ نیم سا یقین ضرور ہے۔ اور وہ یہ کہ ممکن ہے۔ بعض مرد یا عورت طبیعتیں کسی گذشتہ جنم میں مختلف صورتوں میں پرند۔ پھول یا جنگلی جانوروں یا شائد ہوا کے جھونکوں یا شعلوں کی شکل میں باہم گر ل چکی ہوں۔ یہ خیال مجھے بہت پیارا لگتا ہے۔ نیز اس میں کچھ دلیل بھی ہے۔ کیونکہ بہت سے ماہران سائنس مانتے ہیں۔ کہ مادہ کو تباہ و برباد نہیں کیا جا سکتا۔ اسے نیستی میں تبدیل کرنا ناممکن ہے۔ ہاں صرف اس کی شکل بدلی جا سکتی ہے۔ اس خیال میں کوئی ناممکن بات تو ہے نہیں؟"

یہاں آکر وہ بولتا بولتا رک گیا۔ اور سگار کا سرا منہ سے پھینک کر آہستہ سے بولا:۔

"جب سے میں شہزادی زسکا سے ملا ہوں۔ تمہارے اسی خیال کی سچائی پر مجھے بہت کچھ یقین ہو رہا ہے۔"

"ٹھیک! تو پہلے دن اسے دیکھ کر تمہارے دل میں جو خیال گذر رہا تھا۔ کہ تم نے اسے کہیں پہلے دیکھا ہے۔ تاحال قائم ہے؟"

ایک دو منٹ کی خاموشی کے بعد جروقیس نے کہا:۔

"ہاں! نہ صرف یہ کہ میں نے اسے کہیں دیکھا ہے۔ بلکہ یہ کہ میں اس سے واقف ہوں۔ بلکہ اس سے بھی بڑھ کر یہ کہ میں اس سے پیار کر چکا ہوں۔ پیار! اوہ خداوندا! اصلی جذبہ کے اظہار کے لئے کیسا کمزور سا لفظ گھڑا گیا ہے۔ رگ و ریشہ میں آگ۔ دماغ میں ہذیان۔ دلیل اور عقل کی صفائی اور اس پاگل پن۔ اس وحشت۔ اس سودا کا نام "پریم" کیسا نرم لفظ! اتنا ٹھنڈا لفظ!"

"اور الفاظ بھی تو ہیں۔ جو شائد اتنے شاعرانہ نہ ہوں۔ مگر اس جذبہ کا اظہار زیادہ بہتر طور پر کرتے ہیں؟"

"نہیں نہیں۔ اس جذبہ کو۔ اس امنگ کو۔ اس خواہش کو جو دنیا کو حرکت دے رہی ہے۔ ظاہر کرنے کے لئے ہماری لغت میں کوئی لفظ نہیں۔ میں تمہارا مطلب سمجھتا ہوں۔ تمہارا مطلب برے الفاظ۔ گندے الفاظ۔ شہوانی الفاظ سے ہے۔ مگر اس جذبہ کا ان کے ساتھ شمہ بھر بھی تعلق نہیں۔ جذبات اور حسیات کی اتنی اونچی اور بلند حالت کو تم برے الفاظ سے نہیں پکار سکتے۔"

"حاشا وکلا نہیں۔ اگر میں اسے برے الفاظ سے پکاروں۔ تو اس کے معنی یہ ہوں گے۔ کہ میں اس خالقِ ارض و سما کو برے ناموں سے پکارتا ہوں۔ جس نے مرد و عورت کا جوڑا بنا کر ان کے اندر وہ کشش رکھی۔ جو انہیں ایک دوسرے کی طرف

کھینچتی۔ بلکہ بسا اوقات گھسیٹتی ہے۔ میں کسی کے ساتھ بے انصافی نہیں کرتا۔ اور خالق ارض و سما بھی اس سے مستثنےٰ نہیں۔ مگر ہر ایک کے ساتھ انصاف کرتے ہوئے یہ معلوم دے گا۔ کہ میں بداخلاقی کی اجازت دے رہا ہوں۔ کیونکہ حقیقت یہ ہے۔ کہ ہماری تہذیب نے قدرت کے تمام ابتدائی ارادوں کو درہم برہم کر ڈالا ہے۔ قدرت کا منشا یہ تھا۔ کہ پیار۔ محبت یا عشق یا وہ جذبہ جسے ہم ان ناموں سے پکارتے ہیں۔ دنیا کو چلانے کا ذریعہ ہو۔ مگر اس کا منشا شادی سے نہیں تھا۔ پھول۔ پرندے اور ادنیٰ مخلوقات سب کے سب ہر بہار میں نئے جوڑے تلاش کرتے ہیں یہ مسئلہ ہے۔ جسے نیچری دنیا کی توجہ کے لئے پیش کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں۔ کہ صرف انسان ہی عمر بھر کے لئے ایک دوسرے سے گٹھ جوڑ کرنے کی بیوقوفی کے مرتکب ہوتے ہیں۔ اب ایک ماہر طبعیات کے نکتہ خیال سے تو میں یہ ثابت کرنا چاہتا ہوں۔ کہ مرد و زن غلطی پر ہیں۔ اور ادنیٰ مخلوقات درست راہ پر چل رہی ہے۔ مگر علوم روحانی درمیان میں آکر اسے غلط ثابت کر دیتے ہیں کیونکہ علوم روحانی میں مجھے یہ ایک ناقابل تردید سچائی بتائی جاتی ہے۔ جس کے خلاف کچھ لکھنے کی آج تک کسی نے جرأت نہیں کی۔ کہ بعید از فہم و قیاس وقتوں سے قدرت کی بعض اشکال محض ایک دوسرے کے لئے پیدا کی گئی ہیں۔ جو دائرے کے نصف کرّوں کی کی طرح باہم مل کر ایک مکمل دائرہ بنائیں گی۔ اور قدرت کی تمام طاقتیں مادی خواہ روحانی ان کو اکٹھا کرنے میں مدد دیتی ہیں۔ میرا خیال ہے۔ کہ ایسی طبیعتیں لازمی اور لابد طور پر شادی کی زنجیر میں جکڑی جانی چاہئیں۔ ایسا ہونے سے وہ بمنزلہ ایک خدائی سکّے کے ہو جائیں گی۔ مان لو کہ ایسی ملی ہوئی طبیعتیں بد ہیں۔ بُری ہیں نیک نہیں ہیں۔ اور ان کے درمیان ایک دوسرے کے لئے جو کشش ہے۔ وہ بری قسم کی ہے۔

تو بھی انہیں ملا کر ایسے ملاپ کا نتیجہ ضرور دیکھنا چاہئیے۔ ممکن ہے۔ کہ ان دو خود طبیعتوں کی بدی، اور بدانی باہم مل کر مجرموں کے ایک خاندان کی بنیاد رکھ دے۔ مگر اس صورت

میں تو انہیں اس کا قلع قمع کر کے دنیا کو فائدہ پہنچا سکتا ہے۔ بجائیکہ وہ نیک اور دیوتا طبیعتوں کو جن کے اندر سارنگی کے تاروں کی طرح ایک دوسرے کے جذبات و خیالات کا انعکاس موجود ہے۔ اگر باہم ملنے کا موقعہ دیا جائے۔ اگر انہیں اکٹھا کر دیا جائے تو ایسے ملاپ کا نتیجہ انسانوں میں دیوتاؤں کی پیدائش ہوگی۔ میں جو کچھ کہہ رہا ہوں ایک سائنسدان کی حیثیت سے کہہ رہا ہوں۔ عام طور پر شادیوں میں ان باتوں کا مطلق خیال نہیں کیا جاتا۔ شادیاں ان لوگوں کے درمیان کر دی جاتی ہیں۔ جو قدرت نے ایک دوسرے کے لئے بنائے ہی نہیں۔ علاوہ ازیں ایک قسم کا شیطان بیچ میں آگھستا ہے۔ جو ہم درد طبیعتوں کو باہم ملنے نہیں دیتا۔ محض معاملات محبت ہی مجھے یہ یقین دلانے کے لئے کافی ہیں۔ کہ دنیا کے اندر ایک شیطان نیز خدا موجود ہیں۔ جو ہماری قسمت کا فیصلہ کرتے ہیں۔"

"ڈاکٹر تمہاری باتوں سے تو یہ ٹپکتا ہے۔ کہ تم خود محبت کر چکے۔ اور عشق کی آگ سے گذر چکے ہو۔"

"اور کون کہتا ہے کہ نہیں۔ میں اتنے ہی زور سے۔ اتنے ہی جوش سے۔ اتنی ہی طاقت سے محبت کر چکا ہوں۔ جتنی کہ تم کر رہے ہو۔ خدا کا ہزار ہزار شکر ہے۔ کہ جس عورت سے مجھے محبت تھی۔ وہ مر گئی۔ کیونکہ وہ شادی شدہ تھی۔ اس لئے میں اسے حاصل نہیں کر سکتا تھا۔ نہ ہی میں اسے اس کے جائز خاوند سے چھین کر دنیا میں رسوا کرتا۔ پس موت نے بیچ میں آکر اسے ہمیشہ کے لئے مجھے دے دیا۔ (اپنی آنکھیں ایک خاص سنجیدگی سے ستاروں بھرے آسمان کی طرف اٹھا کر) ہاں ہاں اب ہمیں ایک دوسرے سے جدا کرنے والا کوئی نہیں۔ کوئی اب اسے مجھ سے چھین نہیں سکتا۔ وہ پوتر اور پاکیزہ روح اس قالب عنصری سے آزاد ہوئی۔ اور اب میری ہے۔ اس کی ہستی کا ایک ایک ذرہ میرا ہے۔ جیسا کہ بعد میں ہمیں معلوم ہوگا۔"

اس کا چہرہ جو کوئی خاص طور پر خوبصورت نہیں تھا اسوقت ازخود رفتگی کی حالت میں پُرجلال ہوگیا۔ جیرولیس نے کسی قدر تعجب سے اس کی طرف دیکھ کر کہا۔

”خدا کی قسم! تمہارا اخلاق تمہاری روحانیت سے بھی بڑھا ہوا ہے۔ تم ان قدیم زمانے کے لوگوں میں سے ہو۔ جو یہ سمجھا کرتے تھے۔ کہ شادی ایک نہایت پاکیزہ چیز اور محبت کا بہترین طریق ہے۔“

”قدیم زمانے کا! ہاں ممکن ہے۔ لیکن مجھے شادی کی پاکیزگی پر یقین ہے۔ عورت کی خاطر کیونکہ اگر آدمیوں کی عیاشی کو کسی قانونی طریق سے نہ روکا جاتا۔ تو یہ سب حدود کو چکنا چور کر دیتی۔ اگر میں اس عورت کو جس سے مجھے محبت تھی۔ حاصل کرنا چاہتا۔ تو اس میں کوئی مشکل نہ تھی۔ کیونکہ اس کا خاوند ایک بدمعاش شرابی تھا۔ اور اسے حاصل کرنے کے لئے محض تھوڑی سی ترغیب دینے کی ضرورت تھی۔۔۔۔۔۔۔“

”تو کیوں تم نے اس موقعہ کو کھو دیا؟“ جیرلیس نے اس کی بات کاٹی۔

”کیونکہ مجھے اس کے انجام کا علم ہے۔ ایک مہینہ یا دو مہینے بڑی خوشی سے گذرتے۔۔ ۔۔۔۔ لیکن پھر۔۔۔ پھر سالہا سال تک رونا۔ پچھتاوا۔ ضمیر کی نفرین۔ آدمی اپنی نظروں میں حقیر ہو جاتا ہے۔ عورت سوشل طور پر اخلاقی طور پر تباہ ہو جاتی ہے۔ نہیں نہیں موت اس سے ہزار درجہ بہتر۔ اور میری حالت میں تو موت ایک نہایت اچھا دوست ثابت ہوئی ہے۔ کیونکہ اس نے مجھے میری معشوقہ کی بے داغ روح دے دی ہے۔ جو اس کے جسم سے ہزار درجہ زیادہ خوبصورت ہے۔“

”لیکن افسوس۔ کسی کام کی نہیں۔“ جیرلیس کے لہجہ میں طنز تھی۔

”خاموش! میرے دوست! جن باتوں کو سمجھ نہیں سکتے۔ ان پر زبان کھولنے کا حوصلہ مت کرو۔ روحانی دنیا تمہاری نگاہ میں کوئی ہستی نہیں رکھتی۔ لہذا ان امور پر فیصلہ دینے کی جرأت مت کرو۔ جنہیں تم نہیں سمجھو گے۔ جب تک کہ یہ سمجھ یہ علم زبردستی تم پر

نہ ٹھونسا جائے گا۔"

آخری الفاظ اس نے آہستہ آہستہ خاص زور سے کہے۔

"زبردستی ٹھونسا جائے گا؟ آپ کا اس سے مطلب؟ . . . ." جیوڈلیس نے کہا لیکن اس کا فقرہ نا تمام ہی رہ گیا۔ کیونکہ عین اسوقت ہوٹل کے دروازے سے ڈینیزل مرے کی شکل برآمد ہوتی ہوئی نظر آئی جو ایک شرابی کی طرح لڑکھڑاتا ہوا چلا آرہا تھا۔

"جاؤ۔ شہزادی تمہارا انتظار کر رہی ہے۔ اس نے جیوڈلیس سے کہا۔

یہ کہکر وہ آگے بڑھ کر ان کے پاس سے گذر جانے کو تھا۔ کہ ڈاکٹر وڈین نے بازو سے پکڑ کر کہا۔

"ڈینیزل تمہیں کیا ہوا؟"

ڈینیزل بے چینی سے تیوری چڑھاتا ہوا ٹھہر گیا۔ اور بولا۔

"ہوا کیا ہے؟ کچھ نہیں۔ ہونا کیا تھا؟"

"برخوردار ناراض کیوں ہوتے ہو۔ میں سمجھا تھا کہ تمہیں کوئی صدمہ پہنچا یا رنج ہوا ہے۔ اور کچھ نہیں؟"

"آب و ہوا۔ مصر کی آب و ہوا میرے موافق نہیں آئی۔ زمین کی خشکی۔ بخار اور کچھ جنون پیدا کر دیتی ہے۔ انسان نہ تو لکڑی کے ٹکڑے ہیں۔ نہ پتھر کی سلیں۔ وہ گوشت اور پوست سے بنتے ہیں۔ جن میں رگ و ریشہ اعصاب و عضلات ہیں۔ وہ اتنا دکھ . . . ."

یہ کہتا ہوا اپنے ہی لفظوں پر وہ کچھ جھنجھلا گیا۔ جیوڈلیس اسے بغور دیکھ رہا تھا اور ذرا سا مسکرا رہا تھا۔

"دکھ کیا؟ میرے عزیز تم کیسی بہکی بہکی باتیں کرتے ہو؟ آؤ ذرا میرے ساتھ چہل قدمی کرو۔ دیکھو ہوا کیسی خنک اور خوشگوار ہے۔ ابھی تمہاری طبیعت ٹھیک

ہو جائے گی" ڈاکٹر نے محبت سے کہا۔

"ہاں ہاں مجھے خشکی اور سردی کی ضرورت ہے۔ حد سے زیادہ شراب۔ حد سے زیادہ عورتوں سے ملاپ۔ حد سے زیادہ پرانی باتیں۔ حد سے زیادہ یہ بدنما مینار"

اس کے ہونٹوں پر خشیانہ مسکراہٹ تھی۔ پھر اس نے یکا یک کہا۔

"ڈاکٹر صاحب! ہیلن اور میں اگر سب کچھ ٹھیک ٹھاک رہا۔ تو اگلے ہفتے انگلینڈ چلے جائیں گے"

"ہاں ہاں ضرور بالضرور! میں سمجھتا ہوں۔ کہ ہم سب کے سب مصر سے سیر ہو گئے ہیں۔ غالباً میں بھی تمہارے ساتھ ہی چلوں گا۔ ہاں آؤ تم ذرا تھوڑی دیر میرے ساتھ سیر اور کچھ بات چیت کرو۔ موسیو آرمنڈ جیرڈیس! آپ غالباً اندر جائیں گے۔ میری طرف سے شاہزادی زنسکا کے پاس معذرت کر دینا"

"بڑی خوشی سے" جیرڈیس نے کہا۔ اور پھر ڈینزل کو ایک طرف لے جاکر بولا"اب تو مجھے بتاؤ۔ کامیاب ہوئے یا ناکام؟"

"ناکام! اب تمہاری باری ہے۔ لیکن یاد رکھو۔ اگر تم کامیاب ہو گئے۔ تو میں تمہاری جان لے کر چھوڑوں گا" ڈینزل نے دانت پیسے۔

"بہتر۔ مگر اس وقت تک نہیں۔ جب تک کہ میں مرنے کیلئے تیار نہ ہو جاؤں۔ کل رات کے بعد میں حاضر ہو جاؤں گا۔ اس سے پہلے نہیں"

یہ کہہ کر مسکراتا ہوا اندر واپس لوٹا۔ اس وقت اس کا گندمی چہرہ چاند کی چاندنی میں زرد معلوم دے رہا تھا۔ اور اپنے معمولی ہلکے قدم کے ساتھ آرام سے چلتا ہوا فرانسیسی کھڑکی کی راہ جو نا حال کھلی تھی۔ اور جس میں سے نہایت دلکش راگ کی آواز نکل نکل کر کانوں میں پڑتی تھی۔ شاہزادی کے کمرے میں جا داخل ہوا +

○

نہایت آرام سے نیم بیٹھی نیم لیٹی ہوئی شہزادی زرسکا اپنے ناقابلِ ضبط عاشق کو آتے دیکھ رہی تھی۔ اس وقت وہ کچھ اس قسم کی بے صبری سے اس کی طرف چلا آتا تھا جو تکلفات سے اتنی بالا تھی۔ کہ اسے دیکھ کر جذبات اور بے صبری کی تصویر نگاہ کے سامنے آجاتی تھی۔ جو آج انیسویں صدی کے رسوم و رواجات میں نظر نہیں آتی۔ ہاں حسن کی شاعرانہ نکتہ نظر سے تعریف کئے بغیر نہیں رہا جا سکتا تھا۔ اس کی بے صبری کی یہ حالت تھی۔ کہ وہ شاہزادی کے پاس پہنچ گیا۔ اور تب کہیں جا کر اسے معلوم ہوا۔ کہ شاہزادی کے علاوہ اس کمرے میں دو عورتیں اور بھی ہیں جو برقعے اوڑھے ہاتھوں میں کسی پرانے زمانے کے باجے لئے ایسی خاموشی سے فرش پر بیٹھی ہیں۔ کہ اگر ان کی بڑی بڑی سیاہ چمکدار بادام نما آنکھیں جو کبھی کبھی بڑے غور سے جرولیس کی طرف اٹھ کر اسے گھورنے لگتی تھیں۔ نظر نہ آتیں۔ تو یہی گمان ہوتا کہ مٹی کی بے جان مورتیں دھری ہیں جنہیں کسی عقلمند کاریگر نے اصل کی شکل دے دی ہے۔

ان کی بار بار اپنی طرف اٹھتی ہوئی نگاہوں سے برافروختہ ہو کر جرولیس نے آہستہ سے شاہزادی کی طرف مخاطب ہو کر کہا۔

"کیا آپ اپنی باندیوں کو جانے کا حکم نہیں دیں گی۔؟"

شہزادی نے مسکرا کر کہا:۔

"ہاں ہاں! اگر آپ کی خواہش ہے تو ابھی انہیں بھیج دیتی ہوں۔ لیکن پہلے کچھ راگ تو سن لیجئے۔ تشریف رکھئے۔" یہ کہہ کر اس نے جواہرات سے بھرا ہوا ہاتھ اٹھا کر اس نیچی کرسی کی طرف اشارہ کیا۔ جو اس کی کرسی کے ساتھ ہی پڑی تھی۔ "میری بربط نوازیں ابھی آپ کو کچھ گا کر سنائیں گی۔ . . . . . . انگریزی زبان میں . . . . . کیونکہ آہستہ آہستہ ساری دنیا انگریزیت کو اختیار کرتی جا رہی ہے۔ اور تھوڑے عرصہ میں کسی قوم کی علیحدہ ہستی نہیں رہے گی۔ ہاں۔ جنوب کے کچھ کچھ جذبات بھی انگریزی خیالات میں دخل حاصل کر رہے ہیں۔ اور اب انگریزی گیت ایسے احمقانہ نہیں رہے جیسے کہ کبھی تھے۔ میں نے اگلے روز ایک پرانے مصری راگ میں سے چند فقرے انگریزی میں ترجمہ کئے تھے۔ اور شائد آپ انہیں پسند کریں گے۔ مرمنٹس! ذرا تاریکی کا راگ تو سنانا۔"

"مرمنٹس" یہ نام کانوں کو آشنا معلوم ہوا۔ ادھر جردیس نے چونک کر ایک خوفزدہ نگاہ سے اس لڑکی کی طرف دیکھا۔ جسے اس نام سے پکارا گیا تھا۔ مگر اس نے آنکھیں سامنے نہیں کیں۔ اور اپنی بربط پر جھک کر اس کی مضراب درست کرنے لگی۔ ساتھ کی دوسری لڑکی کے ہاتھ میں اسی قسم کا ذرا بڑا باجا تھا۔ اور اس نے بھی اسے درست کر لیا۔ دوسرے لمحہ میں ایک میٹھی درد بھری آواز کے ساتھ ایک گیت شروع ہوا۔ جس نے جردیس کے جسم و جان تک کو ہلا ڈالا۔ اس راگ کے الفاظ کا مطلب کچھ ایسا تھا:۔

تاریکی میں کیسے کیسے کام کئے جاتے ہیں!
کیسے کیسے بے سروپا الفاظ کہہ دیئے جاتے ہیں!
کسی قسم کی خوشیوں کے لطف اڑائے جاتے ہیں۔ کیسے کیسے جذبات ضائع

کئے جاتے ہیں۔!
کتنے دل توڑے جاتے ہیں۔!
میرے تاریکی کے خواب پر
نہ تو چاند کی کوئی کرن پڑے گی۔
نہ ستارے کی چمک دکھائی دے گی۔

خوشبودار۔ خواب آلود ہوا میں
عجیب وغریب خیالات اکھٹے ہو رہے ہیں۔
اور آگ سے زیادہ خوفناک ایک اندھی خواہش
روح پر دخل حاصل کر رہی ہے۔
بھاری اور میٹھی خاموشی میں سے
ایک آنے جانے والے سانس کی آواز آتی ہے۔
یہ ایک عاشق ہے۔ جسے کوئی نہیں دیکھتا۔
جس کا نام موت ہے۔

تاریکی میں ایک فعل کیا گیا۔!
ایک بے سرو پا لفظ کہا گیا !
ایک خوشی کا حظ اڑایا گیا۔ ایک جذبہ ضائع کیا گیا !
ایک دل توڑا گیا!
میرے تاریکی کے خواب پر
نہ تو چاند کی کرن پڑے گی۔

نہ ہی کوئی ستارہ
اس رات کو گذرتے دیکھے گا۔ یا اس پر روشنی ڈالے گا۔

راگ آہستہ آہستہ ایک قلق بھرے یاس انگیز لہجہ میں ختم ہو گیا۔ بجر دیس اس کے اثر سے طلسم بستہ ہو گیا۔ اور جس وقت وہ فرش سے آنکھیں اٹھا کر اپنی حالت غور و خوض سے بیدار ہوا۔ تو گانے والیاں جا چکی تھیں۔ اور وہ شہزادی کے ساتھ اکیلا تھا۔ ایک گہرا سانس لے کر اور شہزادی کی طرف مڑ کر اس نے اس پر آنکھیں گڑو دیں۔ اس وقت شہزادی کے لبوں پر ایک ہلکی سی جس میں مذاق اور فتحمندی کی جھلک تھی۔ . . . . . مسکراہٹ تھی۔ اس کی خوبصورت جادو بھری نگاہوں میں ایک چمک تھی۔

بجر دیس نے اس کی طرف جھک کر اس کے دونوں ہاتھ یک بیک اپنے ہاتھوں میں لے کر کہا۔

"اب میں کچھ بولوں یا خاموش رہوں؟"

"جو چاہو۔ بولنا یا نہ بولنا تمہاری مرضی پر ہے۔ میں تمہیں مجبور نہیں کرتی" شہزادی نے اطمینان سے جواب دیا۔

" جھوٹ۔ غلط۔ تم مجبور کر رہی ہو۔ تمہاری آنکھیں میری روح کو بھی باہر کھینچے لا رہی ہیں۔ تمہارے ہاتھوں کے چھونے سے میں پاگل ہوا جاتا ہوں۔ بھلانے والی! یہ جان کر کہ میں کیا کہنا چاہتا ہوں۔ تم مجھے مجبور کر رہی ہو۔ کہ میں زبان کھولوں۔ میرے الفاظ ماسوائے ازیں اور کیا ہوں گے۔ کہ میں تمہیں مخاطب ہو کر کہوں۔ میں تم پر مرتا ہوں۔ جان دیتا ہوں۔ فریفتہ ہوں! اور تم بھی مجھ پر جان دیتی ہو۔ تمہیں مجھ سے محبت ہے۔ تمہاری ساری کی ساری زندگی کو دکر میری زندگی کی طرف اسی طرح آتی ہے۔ جس طرح کہ میری زندگی تمہاری زندگی کی طرف جا رہی ہے! تم جانتی ہو۔ اور خوب جانتی ہو۔

اگر میری زبان کاٹ کر مجھے گونگا بھی کر دیا ہوتے۔ تو بھی تم سے یہ پوشیدہ نہیں رہ سکتا۔ کیونکہ تم اسے میرے چہرے پر لکھا ہوا پڑھ سکتی ہو۔ مگر پھر بھی کہتی ہو۔ پھر بھی مجھے مجبور کرتی ہو۔ تم میری زبان سے میرے جنون کا راز سننا چاہتی ہو۔ ہاں ہاں تم اس ظالمانہ خوشی کا حظ اٹھانا چاہتی ہو۔ کہ میں پاگل ہوں۔ سٹری ہوں۔ سودائی ہوں محض تمہاری محبت سے! آہ کیا مجھے تمہیں یقین دلانا ہوگا۔ کہ تمہارا اپنا جذبہ میرے اندر منعکس ہو رہا ہے!"

شاہزادی کا میٹھا۔ ہلکا اور ٹھنڈا سا قہقہہ اس کے کانوں میں پڑا۔ اور اس کے بے سر و پا الفاظ کا سلسلہ ٹوٹ گیا۔ شاہزادی نے اس کے جلتے ہوئے ہاتھوں سے اپنے ہاتھ نکال کر کہا:-

"میرے دوست! درحقیقت تم اپنی نظروں میں اپنے آپ کو بہت اچھا سمجھ رہے ہو۔ . . . . معاف کرنا ان الفاظ کے لئے . . . . تم نے کہا تھا "میرا اپنا جذبہ"! کیا سچ مچ تمہیں یہ یقین ہے۔ کہ میرے اندر تمہارے لئے کوئی "جذبہ" موجود ہے" اپنی نشست سے اٹھ کر اس نے انگڑائی لی۔ اس وقت اس کا قد اپنی پوری شان میں نظر آتا تھا۔ پھر جرویلیس کی طرف پُر مذاق نفرت سے دیکھ کر "معاف کرنا۔ تم غلطی پہ ہو۔ کوئی زندہ انسان مجھے محبت کرنے پر مجبور نہیں کر سکتا۔ کیونکہ میں انسانوں کو اچھی طرح جانتی ہوں۔ اور جان چکی ہوں۔ ان سب کی سرشت ظلم۔ لالچ۔ خود غرضی اور عیاشی سے مرکب ہے۔ اور ابتدائے عالم سے لے کر اب تک ہمیشہ ان کا یہی کام رہا ہے۔ کہ جس طرح بھی اور جیسے بھی بن سکے۔ اپنے نقائص کو چھپانے کے طریقے تلاش کریں۔ تم مجھے "ورغلانے والی" "بہکانے والی" کہتے ہو۔ لیکن میں کہتی ہوں۔ کہ اگر بہکاوٹ یا پھسلاہٹ کہیں ہے۔ تو وہ تمہارے اندر ہے۔ تمہاری بے لگام خواہشات سے نکلتی ہے۔ میرا اس میں کیا اجارہ ہے۔ مجھے جس طرح خداوند نے بنا دیا۔ میں بن گئی۔ اگر

میرا چہرہ یا میرے خدوخال تمہاری نگاہ میں پسندیدہ نظر آتے ہیں۔ تو کیا میرا قصور ہے؟ تمہاری نظریں تو مجھ پر اس طرح پڑتی ہیں۔ جیسے ایک باز کی شکار پر۔ تو کیا تمہارا یہ خیال ہے۔ کہ شکار جواب میں باز سے محبت کرنے لگ جاتا ہے۔ آدمی ہمیشہ سے عورتوں کے متعلق یہی غلطی کرتے چلے آئے ہیں۔ اور کرتے چلے جائیں گے۔ کہ وہ سمجھتے ہیں۔ کہ وہ بھی اسی کمینہ خمیر سے بنی ہیں۔ جس سے یہ خود بنے ہیں۔ اس میں شبہ نہیں۔ بعض عورتیں ایسی ہیں۔ جو نسائیت کے لئے باعث ننگ ہیں۔ مگر اصولاً تعداد عظیم اپنی خودداری کو اس وقت تک محفوظ رکھتی ہے۔ جب تک آدمی انہیں اسے گنوانا نہیں سکھاتے۔"

جروئیس جھپٹ کر اٹھا۔ اس وقت اس کی آنکھوں میں ایک خوفناک چمک تھی اور اس نے کہا۔

"مجھے باتوں میں نہ اڑاؤ۔ مجھے یہ مت کہو۔ کہ تم محبت کر نہیں سکتیں"۔

"میں نے محبت کی ہے۔ پریم کیا ہے۔ مگر صرف ایک بار۔ جیسا کہ اصلی عورتیں۔ پتی ورتا۔ ستی عورتیں کیا کرتی ہیں۔ ایک بار اور صرف ایکبار۔ یہ ایک زندگی ہی نہیں۔ بلکہ جنم جنم کے لئے کافی ہے۔ میں نے محبت کی۔ پریم کیا۔ اور بلا کسی پس وپیش کے اپنے آپ کو اس آدمی کے حوالے کر دیا۔ جسے میری روح پرستش کرتی تھی۔ مگر میرے ساتھ غداری کی گئی۔ اور اس میں کوئی نئی بات نہیں۔ ہمیشہ سے ایسا ہی ہوتا آیا ہے! میں یہ قصہ بلا کسی تکلیف کے محسوس کئے بتا سکتی ہوں۔ تب سے لیکر میں نے محبت نہیں کی۔ ہاں میں نے نفرت کی ہے۔ اور اب میں صرف ایک مقصد کے لئے زندہ ہوں۔ اور وہ انتقام ہے"۔

اس وقت اس کا چہرہ زرد تھا۔ اور ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ اس کے ارد گرد کسی ناقابل بیان۔ تاریک۔ خوفناک۔ آسمانی چیز کا بادل سا گھر آیا ہے۔ تاہم ایک دلربایانہ انداز سے مسکراتے ہوئے اس نے کہا۔

"تمہارا جذبہ میرے دوست! سمجھتے ہو، میرے اندر ایک عجیب انعکاس پیدا کر رہا ہے۔ جو اس قسم کا نہیں، جیسا کہ تم سمجھ رہے ہو۔"

جرمیلیس ایک لمحہ بھر خاموش کھڑا رہا۔ پھر تقریباً وحشیانہ جرأت سے اس نے شاہزادی کو آغوش میں لے کر کہا:

"زرسکا! جو تمہاری مرضی ہے کرو۔ میں تمہاری ساری باتوں کو ماننے اور سارے خیالات کو سر پر اٹھانے کو تیار ہوں۔ میں مان لیتا ہوں۔ کہ تمہیں مجھ سے محبت نہیں۔ میں یہ مان لیتا ہوں۔ کہ مجھے دیکھ کر تمہارے دل میں نفرت پیدا ہو جاتی ہے۔ مگر اس سے میری خواہشات میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ تم چاہو یا نہ چاہو۔ میری ہو کر رہو گی! اگر تمہارے گلابی لبوں کا ایک ایک بوسہ بھی مجھے زہر دستی لینا پڑتا - تو بھی میں اسے لے کر رہوں گا۔ تم میرے ہاتھوں سے بچ نہیں سکتیں۔ دنیا کی ساری عورتوں میں سے میں نے تمہیں منتخب کیا ہے۔ . . . ."

شاہزادی آہستہ سے بولی۔ اس وقت اس کی سیاہ آنکھوں میں ایک نہایت عجیب چمک نمایاں تھی۔ جبکہ اس نے پھرتی سے اپنے آپ کو اس کی آغوش سے الگ کیا۔ "بطور اپنی بیوی کے؟"

جرمیلیس کے منہ سے بیساختہ نکل گیا۔

"بیوی؟ واہ! کیسا فضول خیال! تم . . . . . . اس نگاہوں کو خیرہ کرنیوالی خوبصورتی کے ساتھ۔ اس دلربائی کے ساتھ "بیوی" بنو گی؟ تم اس وحشیانہ خوبصورتی اور آزادی کو چھوڑ کر شادی کی زنجیروں میں جکڑی جانا پسند کرو گی۔ شادی جو کہ میری اور میرے جیسے اور بہت سے لوگوں کی نگاہ میں اس احمق انیسویں صدی کی بہت سی لعنتوں میں سے ایک ہے! نہیں نہیں۔ زرسکا! میں تمہیں محبت پیش کرتا ہوں، پریم پیش کرتا ہوں۔ محبت جو دنیا کے لئے نمونہ ہو گی۔ جو پُر از حیات ہو گی۔ جو خوشی

اور مسرت سے لبریز خواب ہوگی۔ جس میں شادی جیسی چیز ناممکنات سے ہے۔ کیوں کہ یہ ایک نکمی اور عام بلکہ تقریباً کفر ہے۔"

شاہزادی نے بڑے غور سے اس کی طرف دیکھا۔ اس وقت اس کا سانس تیزی سے چل رہا تھا۔ لبوں پر ایک عجیب مسکراہٹ کھیل رہی تھی۔

"ہاں میں سمجھ گئی۔ تم اراکساز کا پارٹ پھر ادا کرنا چاہتے ہو!"

وہ مسکرا دیا۔ اور نہایت دلیری اور ڈھٹائی سے اپنے بازو اس کی کمر کے گرد ڈال کر اسے چھاتی سے لگا کر کہا:۔

"ہاں میں اراکساز کا پارٹ پھر ادا کرونگا"

ادھر اس کی زبان سے یہ الفاظ نکلے۔ ادھر اس نے ایسا محسوس کیا۔ گویا کسی ہیبت ناک خوف نے کلیجہ پکڑ دیا۔ آنکھوں میں غبار سا آگیا۔ خون ٹھنڈا پڑ گیا۔ ہاتھ پاؤں میں رعشہ پڑ گیا۔ اس مجسم خوبصورتی کا چہرہ جو اس کے اپنے چہرے سے اتنا نزدیک تھا۔ اسے ایسا معلوم ہوا۔ گویا کہیں بہت فاصلے پر ہے۔ ایک لمحہ کے لئے اس کی خوبصورتی بھی سخت خوفناک دکھائی دی۔ گویا کہ اس تصویر کا اثر جو اس نے خود کھینچی تھی۔ اب مجسم ہو کر سامنے آرہا ہے۔ کیونکہ مرحوم چہرہ زندگی کے پردے سے صاف دکھائی دے رہا تھا۔ اس کے باوجود اس نے اپنی گرفت ڈھیلی نہیں کی۔ بلکہ اور بھی زور سے بھینچکر اسے سینہ سے لگا لیا۔ اسوقت اس کی آنکھیں کچھ اس طرح سے شاہزادی کے چہرے پر لگ رہی تھیں کہ گویا وہ اس کو دیکھتے دیکھتے اس کے ہاتھوں سے گم ہو جانے والی ہے۔

"اراکساز کا پارٹ صحیح طور پر ادا کرنے کے لئے تمہیں ظالم اور بے رحم میرنڈا اور میری۔۔۔۔۔ یا کسی عورت کی۔۔۔۔۔ زندگی کو اپنے خود غرضانہ جذبات کے مذبح پر قربان کرنا ہوگا۔ مگر تم۔۔۔۔۔ آہ منٹیو لیس۔۔۔۔۔ تعلیم یافتہ

مہذب۔ عقلمند اور وحشی ارالگسانڈر سے بالکل مختلف ہونے کی وجہ سے ایسا نہیں کر سکتے۔ کیا کر سکو گے؟ دنیا کی ترقی۔ انسانوں کی عقل و تہذیب کی ترقی مسیح کی آمد ان چیزوں کا تم پر ضرور اثر پڑا ہے۔ کیا نہیں؟ یا کیا تم اسی وحشیانہ اور ضدی خمیر سے بنے ہو۔ جس سے کہ زمانہ قدیم کا وحشی جنگ آزما بنا تھا؟ کیا تم ارالگسانڈر کے چال چلن اور خیالات کو پسند کرتے ہو؟ وہ جس کے لئے اگر تاریخ سچ کہتی ہے۔ ایک عورت کی زندگی کو اس طرح تباہ کر دینا۔ گویا کہ وہ کنارہ راہ کا پھول ہے۔ اس کی زندگی کی تمام مٹھاس اور خوبصورتی کو ملیا میٹ کر کے خاک میں پھینک دینا ایک معمولی بات تھی؟ کیا تمہارا بھی یہ خیال ہے۔ کہ چونکہ ایک آدمی بہادر اور مشہور ہے۔ اس لئے عورت کی محبت کا حق رکھتا ہے۔؟ اسے جس طرح دل چاہے اس کی زندگی کو تباہ و برباد کرنے کا ٹھیکہ مل گیا ہے؟ اگر تمہیں وہ کہانی یاد ہے۔ جو میں نے تمہیں سنائی تھی۔ تو تمہیں معلوم ہو گا۔ کہ ارالگسانڈر نے دستِ خاص سے اسی زسکا چا جنرل کو جس پر وہ فدا تھا قتل کر دیا تھا"

جیرو لیس نے بڑی کوشش سے بولتے اور اس خوبصورت دلربا چہرے کو تاکتے ہوئے جو اس کے اس قدر نزدیک تھا۔ خواب آلودسی حالت میں کہا "وہ شائد اس سے اکتا گیا ہو گا"

شاہزادی نے ہنسکر اپنے دونوں نازک اور نرم ہاتھ اس کے کندھوں پر رکھ کر کچھ اس طرح دبایا۔ کہ جیرولیس کے عضو عضو میں بجلی دوڑ گئی۔

آہ! یہی تو مشکل ہے۔ یہ ہم سے اکتانے کا علاج! آدمی بالکل بچوں کی طرح ہیں جس طرح وہ کھلونوں سے اکتا جاتے ہیں۔ اسی طرح یہ بھی عورتوں سے تنگ آجاتے ہیں۔ اسی سے شادی کی تکلیفات اور بدمزگیاں پیدا ہوتی ہیں۔ آدمی اسی محبت آمیز آواز کو سنتے سنتے۔ اسی باوفا دل کو سامنے دیکھتے دیکھتے تھک جاتے ہیں۔ اسی

طرح تم بھی کل ہی مجھ سے تھک جاؤ گے!"

"جہاں تک میں سوچ سکتا ہوں نہیں" اب وہ دردِ دلی اور تکلیف کی حالت گذر چکی تھی، جس کے پنجے میں وہ اس وقت تک گرفتار تھا۔ اب وہ پھر اپنے آپ میں تھا "میرا خیال ہے۔ کہ تم عورتوں میں ایک استثنا ہو جس سے آدمی کو اکتانا ناممکن ہے۔ قلوپطرہ یا زمانہ قدیم کی اور کسی جادو نگاہ کی طرح تم ایک نظر سے۔ ایک نگاہ سے دوسرے کا دل کھینچ سکتی ہو۔ تمہارے اندر ایک عجیب تازگی اور کشش ہے۔ جو تمہیں دوسری عورتوں سے ممیز کرتی ہیں۔ میں خوب جانتا ہوں کہ خواہ میں کتنی بھی کوشش کروں تمہاری یاد میرے دماغ سے خارج نہیں ہو سکتی۔ تمہارا چہرہ تا مرگ میری آنکھوں کے سامنے ہو گا۔"

"اور بعد از مرگ؟"

"او ہ جان من! موت کے بعد محبت کے متعلق کچھ بھی کچھ نہیں کیا جا سکتا۔ اس سب کچھ کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ اور میرا خیال ہے۔ کہ یہ جانتے ہوئے کہ میعادِ عمر اس قدر کم اور مرنا لازمی ہے۔ وہ لوگ جو خوشی کے حصول کے موقعوں کو ہاتھ سے کھو دیتے ہیں ان لوگوں کی نسبت زیادہ قابل سزا ہیں۔ جو جو کچھ ملے۔ خواہ بدی اور برائی ہی کیوں نہ ہو اس سے مزے اڑانے کی کوشش کرتے ہیں۔ برائی ایک عجیب چیز ہے۔ مختلف ممالک میں اس کی مختلف اشکال ہیں۔ یہاں جس چیز کو برائی کہا جاتا ہے۔ وہ کسی دوسرے ملک مثلاً جزائر فجی میں نیکی کہی جاتی ہے۔ یقیناً اس دنیا میں اخلاق اور چال چلن کا کوئی خاص معیار نہیں ہے۔"

"اور عزت؟ جسے وحشی بھی تسلیم کرتے ہیں۔"

پھر ولیس خاموش ہو گیا۔ ایک لمحہ کے لئے ایسا معلوم ہوا۔ کہ وہ جواب دینے میں ہچکچاتا ہے۔ مگر یہ ہچکچاہٹ دیرپا نہیں تھی۔ اس کے چہرے پر ایک رنگ آیا۔ اور دوسرے لمحہ میں فوردگی طاری ہو گئی۔ جبکہ اپنے بازو زیادہ زور سے اس خوبصورت عورت کے

گرد ڈال کر جو اس وقت خود اس کی بغل میں آتی ہوئی معلوم دیتی تھی۔ اس نے جھک کر اس کے خوبصورت چھوٹے سے۔ سفید اور نازک کان میں جو اس کے گھنے بالوں میں آدھا چھپ رہا تھا کچھ الفاظ کہے۔ شاہزادی نے انہیں سنا اور ہنس کر مسکرا دی۔ اس کی آنکھوں میں اسوقت ایک عجیب خوفناک چمک تھی۔ جسے ہیرولیس نے نہیں دیکھا ورنہ ضرور چونک پڑتا۔

"میں کل تمہیں جواب دوں گی۔ اس وقت تک صبر کرو۔"

یہ کہتے ہوئے زبردستی اس کے بازوؤں سے نکل کر ذرا فاصلے پر جا کھڑی ہوئی اور اس کے چہرے کی طرف بڑی غور بین نگاہوں سے دیکھنے لگی۔

"صبر کا مجھے وعظ نہ کرو۔ مجھ میں یہ وصف نہ کبھی تھا۔ اور نہ ہی میں اب اسے سیکھنے لگا ہوں۔"

شاہزادی نے کچھ طنز آمیز لہجہ میں کہا "کیا تم میں کبھی کوئی وصف تھا بھی؟"

"میں نہیں جانتا وصف سے تمہاری کیا مراد ہے۔ اگر دیانت داری ایک وصف ہے۔ تو وہ میرے اندر موجود ہے۔ میں جو کچھ نہیں ہوں۔ وہ ہونے کا دعوٰے نہیں کرتا۔ مثلاً میں کسی اور کی تصویر کو اپنی کبھی نہیں کہوں گا۔ تاہم میں نیک چلنی کا دعویدار نہیں میں اس عورت سے محبت نہیں کر سکتا۔ جسے اپنے اور محض اپنے لئے حاصل نہ کر سکوں۔ مجھے اس شخص کی فضولیات اور بکواس میں کوئی یقین نہیں۔ وہ محض ایک پاکباز باکمال عاشق بنتا ہے۔ مگر میں نہ دھوکا دیتا ہوں۔ نہ جھوٹ بولتا ہوں۔ میں من آنم کہ من دانم۔ میں وہی ہوں۔ جو کچھ کہ ہوں۔ . . . . . . "

شاہزادی کی آنکھوں میں انتقام کی خوفناک آگ روشن ہو گئی۔ اور اس نے کہا:

"ہاں تم ہو آدمی! آدمی! تمام برائیوں کا عطر۔ اور تمام نیکیوں کا امکان بلکہ عطر تیز ہے۔ اور غالب آجاتا ہے۔ جب کہ امکان محض خواب ہے۔ اور خواب ہی رہ جاتا ہے!"

"ٹھیک کہتی ہو ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ نیلو ۔ ۔ ۔ ۔ جیسا کہ دنیا اسے سمجھ رہی ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ نیکی نے دنیا میں کبھی کوئی خاص راستہ نہیں بنا سکتی۔ اور تو اور مسیح بھی جسے اٹھارہ سو سال سے لوگ نیکی کا مجسم اوتار سمجھتے چلے آ رہے ہیں۔ گناہ و جرم سے خالی نہیں تھا۔ اس کے دل میں سارے یہودیہ پر حکومت کرنے کی ہوس تھی۔"

"کیا تم اسے محض اسی روشنی میں لیتے ہو۔ اسے محض انسان تصور کرتے ہو؟"

"ہاں اور کیا! خدا کے اوتار کا خیال مدت ہوئی سارے کے سارے سمجھنے سوچنے والوں نے لایعنی قرار دے دیا ہے۔"

زرکا کا سانس تیزی سے چلنے لگا۔ اس نے کہا۔

"اور شیطان کا اوتار؟"

"ویسا ہی ناممکن جیسا کہ خدائی اوتار! جانِ من! دنیا میں نہ کوئی خدا ہے اور نہ کوئی شیطان! دنیا کو ہم ہی جس طرح چاہیں چلاتے ہیں۔ اس لئے بہتر ہے کہ اس سے جو بھی فائدہ اٹھایا جا سکے۔ اٹھائیں۔ کل تم مجھے کس طرح جواب دو گی؟ کس وقت میں تمہیں ملوں؟ ۔ ۔ ۔ ۔ مگر ڈاکٹر ڈرین باغ کی طرف سے آ رہا ہے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ہاں کب؟ کس وقت؟"

"میں خود تمہیں بلا لوں گی۔"

"کس وقت؟"

"چاند دس بجے نکلتا ہے اور ٹھیک دس بجے میرا پیغامبر تمہارے پاس ہوگا۔"

"معتبر پیغامبر! جو خاموشی کی مصلحت کو سمجھتا ہو!"

"قبر سا خاموش! بینڈ اعظم اور آرکساز کی پوشیدہ قبر کی طرح راز دار!"

اور مسکرا کر وہ ڈاکٹر ڈرین کو خوش آمدید کہنے کو بڑھی جو کمرے میں داخل ہو رہا تھا۔

ڈاکٹر کے اندر داخل ہوتے ہی جوردیس کمرے سے نکل گیا۔

ڈاکٹر نے ایک لمحہ تک ایک عجیب متجسسانہ نگاہ سے شہزادی کے چہرے اور شکل کی طرف دیکھا۔ شہزادی مغرورانہ انداز سے اس کے سامنے کھڑی تھی۔

ڈاکٹر ڈین تھوڑے وقفہ کے بعد۔ بولا: "اچھا اب وہ تمہارے قابو میں ہے۔ اب اسے کیا کرو گی؟"

شاہزادی مسکرا دی۔ مگر جواب نہ دیا۔

"اپنی خوبصورت آنکھیں اس طرح خشم آلود ہو کر میری طرف نہ اٹھاؤ۔ تمہیں معلوم ہے کہ میں تمہیں جانتا ہوں۔ اور تم سے خائف نہیں ہونے کا۔ میں اگر تمہارے خلاف کھڑا ہوں تو صرف ایک وجہ سے اور وہ یہ کہ میں تمہیں اس لڑکے ڈینزل کی جان لینے نہیں دونگا۔"

شاہزادی نے نفرت بھری آواز سے کہا: "میرا اس سے کوئی واسطہ نہیں۔"

"مجھے معلوم ہے کہ تمہیں اس سے کوئی واسطہ نہیں۔ مگر اسے تو ہے وہ تمہاری خصلت اور جبلت کو اس طرح نہیں پہچانتا جسطرح کہ میں پہچانتا ہوں۔ میں اسے تمہارے جادو کی پہنچ سے باہر لے جاؤں گا۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔"

شہزادی کے خوبصورت چہرے پر تاریکی سی چھا گئی۔ اور اس نے کہا۔

"آپ کو تکلیف کرنیکی ضرورت نہیں۔ میں کل چلی جاؤں گی۔"

"بالکل چلی جاؤ گی؟ اور پھر واپس نہیں آؤ گی؟"

"اس نسل میں نہیں۔"

تاہم ڈاکٹر ڈین کے چہرے سے کوئی حیرت ظاہر نہیں ہوئی۔

"تو پھر تمہاری تشفی ہو چکی ہے؟"

شہزادی نے سر جھکا کر کہا۔ "فی الحال۔۔۔ ہاں۔۔۔ میری تشفی ہو جائیگی۔"

ایک گہری خاموشی چھا گئی۔ اسوقت ڈاکٹر ڈین اپنے خوبصورت ساتھی کیطرف اس سائنسدان کی گہری دلچسپی سے دیکھتا ہوا سوچ رہا تھا جو کسی نہائت پیچیدہ اور دلچسپ عقدہ کی گرہ کشائی کر رہا ہو۔

"اغلباً مجھے یہ دریافت نہیں کرنا چاہیئے۔ کہ تم کسطرح وہ تشفی حاصل کرنا چاہتی ہو؟"

"آپ پوچھ سکتے ہیں۔ مگر جواب نہیں ملے گا۔"

"تمہارے ارادوں میں رحم کو دخل نہیں؟"

شاہزادی مسکرائی۔ مگر زبان سے کوئی لفظ نہیں کہا۔

"تم توبہ نہیں کرتیں؟"

پھر بھی خاموشی۔

"اور بدترین بات یہ کہ تم شفاعت کی طالب بھی نہیں ہو۔ تم ان میں سے ہو۔ جو ہمیشہ یہی پکارتے رہتے ہیں "بدی تو ہی میری نیکی ہے"۔ لہٰذا تمہارے لئے مسیح فضول ہی مصلوب ہوا۔"

شہزادی کے جسم میں ہلکی سی کپکپی آگئی۔ لیکن زبان پھر بھی بند تھی۔

"لہٰذا تم اور تمہارے جیسی دیگر مخلوق جو دل میں آئے کرتی رہے گی۔ اور اگر ساری دنیا کے زندہ اور مردہ فلاسفر مل کر بھی تمہاری اصلیت کو لوگوں پر ظاہر کریں۔ تو کوئی ان پر یقین نہیں کرے گا۔ انہیں پاگل کہہ دیا جائے گا! اچھا شہزادی! مجھے خوشی ہے کہ اس وقت تک مجھے تمہارے کبھی خلاف ہونا نہیں پڑا۔ ہم ایک دوسرے سے بطور دوست کے جدا ہوتے ہیں۔ شب بخیر۔ الوداع!"

شہزادی نے اپنا ہاتھ آگے کر دیا۔ ڈاکٹر کو اسے پکڑنے میں تامل تھا۔

"کیوں ڈرتے ہو۔ میں تمہیں نقصان نہیں پہنچاتی۔" شہزادی نے کہا۔

ڈاکٹر نے سفید سفید انگلیوں کو اپنے ہاتھوں میں لیتے ہوئے کہا "مجھے سوائے بری ضمیر کے اور کسی سے خوف نہیں۔"

شہزادی خوب غور سے دیر تک اس کے چہرے کی طرف دیکھ کر بولی "اور وہ تمہیں کبھی دکھ نہیں دے گی۔ تمہاری زندگی میں کوئی تاریک گوشہ نہیں۔ نہ ہی دھوکے اور فریب کے کوئی جال اس پر بچھے ہیں۔ تم کھلی اور سیدھی سڑک پر سفر کرتے رہے ہو۔ تم نیک اور عقلمند آدمی ہو۔ مگر گو اپنے روحانی علوم کی وجہ سے تم مجھے جان گئے ہو۔ تاہم میں

تمہیں یہ نصیحت کروں گی۔ کہ اس معاملے میں خاموشی سے کام لینا۔ کیوں کہ اگر تم نے سب کچھ ظاہر بھی کر دیا۔ تو بھی کوئی اس پہ یقین نہیں کرے گا۔ دنیا ابھی تک افعالِ بد کے سزا دینے والوں کی ہستی کو ماننے کیلئے تیار نہیں ہے۔ لہذا انہیں عمداً اور ارادتاً تاریکی میں رکھا جاتا ہے۔ تا کہ روشنی تباہ نہ کردے۔"

اس کی آنکھوں میں تاریکی تھی۔ مگر اندر ہی اندر ایک آگ بھی نظر آتی تھی۔ جو ان کی گہرائی سے کبھی دور نہ ہوتی تھی۔

آخری الفاظ کے ساتھ اس نے بڑی خوش اخلاقی اور سنجیدگی سے ڈاکٹر کو آخری سلام کیا۔ اور جب تک کہ وہ نظر سے اوجھل نہ ہو گیا۔ کھڑی اسے دیکھتے رہی۔

سارا دن شہزادی اپنے پرائیویٹ کمرے سے باہر نہیں نکلی۔ دن ڈھلا اور جبرڈلیس کے لئے ایک ایک منٹ ایک ایک گھنٹہ کے برابر معلوم ہونے لگا۔ وقت کا گذرنا محال ہو گیا۔

بارے خدا خدا کر کے شام کے کھانے کا وقت آیا۔ ڈینزل اور ڈاکٹر ڈین پہلو بہ پہلو اس کے ساتھ اسی میز پہ بیٹھے تھے۔ اور ظاہر بین آدمی بالکل نہیں بتا سکتا تھا۔ کہ ان کے درمیان نہائت گہری دوستی کے علاوہ کوئی اور خیالات بھی موجود ہیں۔ کھانا ختم ہوا۔ ڈینزل نے جبرڈلیس کو اشارہ کیا۔ اور دونوں اکٹھے اٹھ کر باہر اکیلے گوشہ میں جا پہنچے۔ اس وقت ڈینزل نے اسے کہا۔

"میں جانتا ہوں۔ کہ تم نے فتح پائی ہے جہاں میں بازی ہار چکا ہوں۔ وہاں تم اسے جیت چکے ہیں۔ لیکن کیا تمہیں معلوم ہے۔ میرے ارادے کیا ہیں؟"

جبرڈلیس نے اطمینان سے مسکراتے کہا "بیشک!"

"بجا! جبروئیس! جس وقت میں تمہیں اس طرح اطمینان سے کھڑا دیکھتا ہوں۔ اور ساتھ ہی یہ خیال آتا ہے۔ کہ جہاں میرا خیال پاک اور نیک تھا۔ وہاں تم عصمت دری اور عصمت ریزی کے درپے ہو۔ تو دل میں آتا ہے۔ کہ اسی دم۔ اسی لمحے گولی مار کر تمہارا خاتمہ کر دوں"

جبروئیس نے اپنا ہاتھ آگے کر کے کہا:۔

"ڈینزل سخت سے سخت دشمن بھی خونی لڑائی لڑنے سے پیشتر ہاتھ ملا لیا کرتے ہیں۔ یہ ایک اچھا دستور ہے۔ جس میں کسی کا نقصان نہیں۔ میں آج صاف تم سے تلطف آمیز خیالات کے ساتھ جدا ہونا چاہتا ہوں"

ڈینزل کے دل میں ہچکچاہٹ تھی۔ لیکن اس کے سابق دوست کی آواز میں ایک خاص جوش اور زور تھا۔ جس نے اسے مجبور کیا۔ کہ اپنا ہاتھ آگے کر دے دونوں ہاتھ خاموشی سے باہم ملے۔ اور پھر ڈینزل نے جلدی سے مڑ کر کہا۔

"کل صبح ۸ بجے ٹھیک پول کے نزدیک۔!"

"بہت اچھا۔ وہی ہماری جنگ کا شاہد اور منصف بھی ہو گا۔ شب بخیر ڈینزل!"

"شب بخیر" ڈینزل نے درشتی سے کہا اور چل دیا۔

جبروئیس اپنے کمرہ میں پہنچا۔ تو شہزادی کے خادم نے آکر اطلاع دی۔

"شاہزادی صاحبہ آپ کو یاد کرتی ہیں۔ چلئے میرے ساتھ!"

جبروئیس اٹھ کھڑا ہوا۔ خادم آگے آگے تھا۔ اور وہ پیچھے پیچھے۔ ہوٹل کے برآمدوں سے ہوتے ہوئے دونوں صاحب ہال کے دروازے میں پہنچے اور وہاں سے گذر کر باغ میں داخل ہو گئے۔ بیناہاؤس کے دروازے سے کوئی دو صد گز کے فاصلے پر خادم کھڑا ہو گیا۔ اور جس وقت جبروئیس اس کے نزدیک پہنچا۔ تو بولا۔

"شاہزادی صاحبہ کا حکم ہے۔ کہ آپ کو دست و پابستہ لیجایا جائے۔"

اس سے پیشتر اس کے کہ جبروئیس ان الفاظ کے معانی کو سمجھ سکے۔ یک بیک اس کے

ہاتھ پس پشت باندھ اور منہ میں کپڑا ٹھونس کر اُس کی آنکھوں پر پٹی باندھ دی گئی۔ اور خادم نے کہا۔

"خاموش۔ ورنہ ہتھکڑیاں استعمال کرنی ہوں گی۔"

غصہ سے جلتے ہوئے جورتیس نے اپنے زبردست مخالف کے ساتھ چند منٹ تک خوب جد وجہد کی۔ اس کے دماغ میں کئی طرح کے خیالات چشم زدن میں پھر گئے "کیا یہ شاہزادی یہ خوبصورت عورت چوروں اور ڈاکوؤں کی سرغنہ تو نہیں؟" مگر اسی کشمکش میں دلیل نے کہا "بفرض محال اگر ایسا ہو بھی تو بھی تجھے قید کرنے سے کیا فائدہ حاصل ہو سکتا ہے۔ تیرے پاس نہ روپیہ ہے۔ نہ جواہرات جسے دیکھ کر کسی بھوکے بدو کے منہ میں پانی بھر آئے۔"

اس خیال کے آتے ہی اس نے یکدم جد وجہد چھوڑ دی۔ اور چپ چاپ کھڑا ہو گیا۔ یکدم اس کے بازوؤں سے مقابلہ کی طاقت زائل ہو گئی۔ ہاتھ پیر ڈھیلے پڑ گئے۔ اور وہ اپنے راہنما کے ساتھ چلنے لگا۔ اس نے محسوس کیا کہ وہ تازہ ہوا کو چھوڑ کر کسی عمارت کے اندر داخل ہو رہا ہے۔ کیونکہ اس کے پاؤں اب ریت کی بجائے مٹی اور پتھروں پر پڑ رہے تھے۔ یک بیک اسے زبردستی ٹھیرا دیا گیا۔ اور زور سے گرجتے ہوئے بادل کی کڑک اور رعد کی سی آواز اس کے کانوں میں پڑی اور پھر ہو کا عالم! پھر کسی نے اس کے بازو پکڑ کر اسے آگے چلانا شروع کر دیا۔ معلوم نہیں کدھر۔ کیونکہ آنکھ پر پٹی کچھ بھی دیکھنے نہیں دیتی تھی۔ معلوم نہیں کتنا فاصلہ طے ہو گیا۔ اور ابھی اس کا قدم رکنے تھا۔ یک بیک اس کے قدموں کے نیچے سے زمین ہلتی معلوم دی۔ کوئی بھاری چیز ہلائی گئی تھی۔ اور ایک بار پھر زوردار کڑک اور رعد کی سی آواز بلند ہوئی۔ جس کے ساتھ زنجیروں کے گرنے کی جھنکار بھی شامل تھی۔ خادم کی آواز اس کے کانوں میں آئی۔

"شاہزادی کی کوٹھڑی! اترو شہزادی کے حضور میں!"

نیچے۔ نیچے نیچے اترا۔ شروع ہوا۔ مقابلہ اور مزاحمت بیسود تھی۔ کیونکہ جبردیس محسوس کر رہا تھا۔ کہ ایک نہیں۔ کئی بیس آدمی اسے چاروں طرف سے دھکیلے لئے جا رہے ہیں۔ نیچے! نیچے! نیچے! وہ غریب گونگا اندھا۔ اور لاچار بنا نیچے جا رہا تھا۔ آخرکار اسے دم لینے کی مہلت دی گئی۔ بازو کھول دیئے گئے۔ آنکھوں سے پٹی کھول دی گئی۔ اور منہ سے کپڑا نکال لیا گیا۔ اب وہ آزاد تھا! مگر کہاں؟ چاروں طرف گھٹا ٹوپ اندھیرے کے دل بادل چھائے تھے۔ اس نے ہاتھ پھیلایا۔ مگر کچھ محسوس نہ ہوا۔

اس نے مارے خوف کے چلا کر کہا۔ "زمرکا۔ زمرکا"

جواب میں نامعلوم آواز سسکتی ہوئی بلند ہوئی "جارمیزل"!

دھڑکتے ہوئے دل اور کودتی ہوئی نبض کے ساتھ جبردیس آگے بڑھا۔ اس وقت اس پر نیم خوف اور نیم بے خودی کی حالت طاری تھی۔ حواس باختہ ہو کر وہ چلتا چلتا تقریباً عدم ہوشی کی حالت میں کہہ رہا تھا۔

"ایک بادشاہ کا مدفن!۔۔۔ ایک جنگ آزما کی قبر! میں یہاں کیسے آیا؟ اور کیوں؟ کیا یہ موت اور عشق دونوں کے ملنے کی جگہ ہے؟ کیا وہ یہاں مجھ سے ملیگی۔۔۔"

یک بیک چونک کر وہ پیچھے ہٹا۔ کیونکہ ایک عجیب و غریب بدروح کی طرح جو ابھی ابھی زمین سے برآمد ہوئی ہو۔ اس عظیم الشان سنہری تابوت کے ساتھ سہارا لگائے۔ اپنی خوب صورت شکل کو سفید لباس میں لپیٹے سیاہ گیسوؤں کو بادل کی طرح کندھوں پر ڈالے۔ سیاہ آنکھوں میں غصہ۔ دھمکی اور جذبہ کی آگ بھرے ہوئے شاہزادی زمرکا کھڑی تھی۔

جبردیس کے دل پر ہول طاری ہوگیا۔ وہ ہول جیسے کسی قسم کے دنیاوی خوف سے تشبیہ

دینا ناممکن ہے۔ اس پھول نے اس کا خون منجمد کر دیا۔۔۔ کیونکہ اس وقت ۔۔۔۔۔ اس کے سامنے وہ تصویر مجسم ہو کر کھڑی تھی۔ جسے اس نے اپنے ہاتھوں سے کھینچا تھا۔ موت ۔۔۔۔۔ خوف ناک۔ ہیبت ناک۔ نیلی پیلی ۔۔۔۔۔ اس کی طرف اس صاف شفاف چمڑے کے اندر سے گھور رہی تھی۔ جس سے اس کا ظاہری انسانی جسم ڈھکا تھا۔ اس کی آنکھیں اس کی طرف دیکھتی ہوئیں بڑی اور زیادہ چمکدار نیز وحشیانہ ہوتی جا رہی تھیں۔ اور اس آواز میں ایک غیر مادی گونج تھی۔ جب اس نے کہا:۔

"خوش آمدید! میرے عاشق! خوش آمدید۔ ان بازوؤں میں جن سے بغلگیر ہونے کے لئے تمہاری لالچی روح پیاسی مر رہی ہے! جو کچھ میرے اندر ہے۔ تمہارے قدموں پہ نثار ہے۔ سمجھو کہ میں تمہاری ہوں۔ ہاں سچ مچ یہاں تک تمہاری ہوں۔ کہ نہ تو تم مجھ سے بچ سکتے ہو۔ نہ ہی جدا ہو سکتے ہو۔ ہزارہا۔ لاکھوں کھا بلکہ کروڑہا صدیوں میں بھی تم مجھ سے جدا نہیں ہو سکتے ۔۔۔۔۔۔ میری روح کی روح! آ اور مجھ پہ قبضہ کر جس طرح کہ میں تم پر قبضہ کرتی ہوں! کیونکہ ہماری دونوں غیر فانی روحیں جہنم میں ایک دوہرا شعلہ بنا رہی ہیں۔ جو ابدیت تک جلتا چلا جائے گا! آقا اور خداوندا! آ کہ یہ بازو تمہارا انتظار کر رہے ہیں۔ بادشاہ اور فاتح! آ کہ ان بازوؤں سے بغلگیر ہو یہاں یہاں! دائمی خوبصورت سفید چھاتی پر اپنے گورے ہاتھ مار کر) جلتی ہوئی بدبختی کا ۔۔۔۔۔ لعنت بھری خوشی کا جو کچھ بھی ہے۔ حاصل کر لو۔ اور پھر ۔۔۔۔۔ سو جاؤ۔

جس طرح کہ اتنے ہزار سال تک آگے ہو چکے ہو۔ بحیرت استعجاب اور خوف کی حالت میں جبر ولیس اس کے منہ کی طرف تک رہا تھا اس کا دماغ چکر میں تھا۔ حواس باختہ ہو رہے تھے۔ کہ یک بیک ایسا معلوم ہوا۔ گویا ایک خوفناک المیہ کا آخری پردہ اٹھا۔ اس کے دماغ میں ایک روشنی نمودار ہوئی۔ دل میں کسی تکلیف دہ یادداشت نے چٹکی لی۔ اور جس طرح ایک خوفناک لہر سمندر میں بلند ہوتی ہے۔ اس کے اندر ایک جوار بھاٹا بلند ہوا۔ ایک خوفناک قسم کھا کر

اس نے تیزی سے شاہزادی کیطرف جھپٹ کر اور اس کے ہاتھوں کو . . . . . جو قبر میں سے نکلے ہوئے مردے کے ہاتھوں کی طرح سرد اور ٹھنڈے تھے . . . . . اپنے ہاتھوں میں لیکر کہا۔

"زمرکا! عورت! انسان! جن! بھوت! شیطان! جو کوئی بھی تو ہے۔ بول۔ بول۔ پیشتر ازیں کہ تو مجھے پاگل کرے۔ بتا۔ کون سا جذبہ تجھے اس طرح متحرک کر رہا ہے۔ کون سی بے وقوفی تیرے دماغ میں سمائی ہے۔ یہ کونسی جگہ ہے۔ جہاں تیرے حکم پر مجھے اغوا کیا گیا ہے؟ مجھے کیوں یہاں لایا گیا ہے؟ ہاں۔ بول بول۔ ورنہ میں تمہاری جان لیکر رہونگا"!

"نہیں نہیں!" شہزادی کی خوبصورت شکل پھیلتی اور بلند ہوتی ہوئی نظر آئی یعنی اگر یہ معلوم ہوا۔ کہ غیظ و غضب میں بھرا ہوا ایک خوفناک جن دھندیا شعلہ میں سے نکل کر اس کے سر پر کھڑا ہو گیا ہے۔ "پیشتر ازیں تم ایسا کر چکے ہو۔ اور اب دوسری بار میری جان لینا تمہاری طاقت سے باہر ہے!" اس کے ہاتھ ایک ایسی لاش کے ہاتھوں کی طرح جس سے ابھی ابھی روح خارج ہوئی ہو۔ خود بخود اس کے ہاتھوں سے نکل گئے "اب دوبارہ تم میری مصیبت زدہ اور دکھی روح کو نامعلوم اندھیرے میں پھینکنے کی طاقت نہیں رکھتے۔ نہیں نہیں میں آزاد ہوں۔ مجھے لافانی آزادی حاصل ہے۔ میں۔ آزاد ہوں۔ انتقام کیلئے . . . . . ٹھیک جس طرح آدمی آزاد ہے۔ نیک و بد افعال پسند کرنے میں آدمی بھلائی کو پسند کرتا ہے۔ میں نے انتقام کو پسند کر لیا ہے! تم پوچھتے ہو۔ یہ جگہ کونسی ہے" ایک شاہانہ حرکت کے ساتھ آگے بڑھ کر سنہری تیروں سے جڑی چھت کی طرف اشارہ کرکے کہا۔ "ہمارے اوپر اہرام اعظم ۔ یعنی اہرام اعظم سر بفلک کھڑا ہے۔ اور یہاں نیچے میرے عاشق اور خداوند! یہاں ابھی ابھی محبت کے نازک سینہ پر تم پڑے ہوگے۔ یہاں"!

آواز رک گئی اور اس کے ہونٹوں سے ہلکی سی ہنسی کی آواز نکلتی معلوم ہوئی۔ جس کے بعد آہستہ سے اس نے کہا:۔

"یہاں اماگساز کا مدفن ہے"!

جیرولیس کی رگوں میں خوف اور سردی داخل ہوتی ہوئی معلوم ہوئی۔ گویا موت آرہی ہے قبل ازیں جو جو خیالات اس کے دل میں آئے تھے۔ اس کے چہرے اور آواز کو دیکھ دیکھ کر جو جو باتیں اسے یاد آرہی تھیں۔ جو جو روحانی باتیں اس نے سنی تھیں۔ سب کی سب بڑے زور سے یک بیک اس کے سامنے آگئیں۔ اور اس نے زور سے ایک چیخ مار کر کہا۔

"خدا خدا! یہ کیسی تو نی ہے! یہ عورت میرے ساتھ کیا مذاق کر رہی ہے۔ میرا اراکساز کے ساتھ اور اراکساز کا میرے ساتھ کیا تعلق ہے؟"

زمسکا کی آنکھوں میں وہ خوفناک جناتی آگ پھر درخشاں ہوگئی۔ جو قبل ازیں دیکھی گئی تھی اور اس نے کہا۔

"بہت کچھ! بلکہ سب کچھ! کیونکہ تم اور وہ ایک ہو! مری گنہگار سیاہ روح! باوجود صدیوں کی آگ میں سے گذرنے کی اسی طرح ناپاک اور گناہ سے لدی ہوئی! شہوت ران نفس پرست۔ اس انسان کی بدبخت روح جسے میں پیار کرتی تھی! انکل موجود ہستی باہر آ۔ آ اور میرے ساتھ چمٹ جا۔ کیونکہ کروڑہا دنیاؤں کی زمینی یا آسمانی طاقتیں مل کر بھی ہمیں اب الگ نہیں رکھ سکتیں۔ مردوں کی لافانی ارواح! پردے کو پھاڑ دو! کافر اور ناستک کو موت کے بعد زندگی کا یقین دلاؤ! اس زندگی کا جہاں میں اور تم انصاف کا تقاضا کرتے ہوئے زندہ رہے ہیں۔"

اس نے یہ کہا اور جھپٹ کر جیرولیس کے بازو کو اس طرح پکڑ لیا۔ جس طرح ایک شکاری جانور اپنے شکار کو پکڑتا ہے۔ جیرولیس جانتا تھا۔ کہ اس گرفت کے معنی موت کے سوائے اور کچھ نہیں۔

"اراکساز! ان قدیم زمانوں کو یاد کر۔ حال سے ماضی کی طرف نگاہ دوڑا۔ ان تجربوں کو یاد کر۔ جن کی تاحال تمہیں تمنا نہیں ملی! اس پریم کا خیال کر۔ جسے تو چاہتا اور جسے تو نے حاصل کیا! اس دل کو یاد کر۔ جسے تو نے توڑا تھا، اس زندگی کو یاد کر۔ جسے تو نے تباہ کیا تھا! جنگ کی فتوحات کو یاد کر! فتح کی خوشیوں کو یاد کر! حکومت، شہرت اور

عزت کی ہوس کو یاد کر! مکاری کو یاد کر! قتل کو یاد کر! اس خداوند خدا کے برخلاف کفر کو یاد کر! اوسیرس کے تیوہار . . . سوریہ کے تیوہار کی رات کو یاد کر! یاد کر کس طرح نٹکا چارمیرل اندھے وشواس اور اس سے بھی اندھے پریم کے ساتھ کنول پھول کا تمہارا پیارا راگ گاتی ہوئی خوشی سے جامہ سے باہر ہو کر اپنے عاشق کا انتظار کھینچ رہی تھی! چاند اس وقت بھی اسی طرح عالم شباب میں تھا۔ جس طرح اب ہے! میناروں کے اوپر ستارے بھی آج کی طرح چمک رہے تھے! محل میں راگ رنگ ہو رہا تھا۔ ہنسی خوشی اور فتح کے شادیانے بج رہے تھے! مگر ہوا میں اراکس کے بے وفا دل اور متلون مزاج طبیعت کا پتہ دیتی ہوئی ایک ہلکی سی آواز بھر رہی تھی! اس مردے چہرے کو یاد کر۔ جو گو نٹکا چارمیرل سا خوبصورت نہیں تھا۔ مگر اس وقت اس کے دل پر قابو پا رہا تھا! ہاں ہاں یاد کر۔ یاد کر۔ ہاں ہاں یاد کر اس خوفناک لفظ کو! تیز اور قاتلانہ وار کو! چارمیرل کی سفید اور گوری چھاتی میں ایک جواہرات سے جڑاؤ خنجر کے داخل ہونے کو! اس دکھ اور تکلیف کو جس سے اس نے تنہائی میں بے یار و مددگار اپنی جان دی! جان دی! مگر اس لئے کہ دوبارہ زندہ ہو۔ اور اپنے قاتل کا تعاقب کرے۔ اس قبر تک اس کا پیچھا کرے۔ جہاں بادشاہ نے سونا اور شیطانوں نے لعنتوں کا انبار بھر رکھا تھا! اس کا پیچھا کرے۔ اس وقت تک کہ جب تک اس کی شان و شوکت اور فتوحات کا خاتمہ ہو کر وہ اس سنہری مٹی کا تودہ نہ ہو جائے۔ ہاں خاموشی سے پھر آواز۔ روشنی اور آگ میں! میں تمہارے تعاقب میں رہی ہوں ہستی کی ہزار ہا اشکال میں! اور تا حال ازلی اور ابدی دنیا میں تا حشر تمہارے تعاقب میں رہوں گی۔ تاوقتیکہ وہ خالق اکبر جس نے دنیا کے اس خوفناک چکر کو حرکت دی تھی۔ خود یہ نہ کہے۔ "بس اب انتقام کے قانون کا خاتمہ ہو گیا!" آہ ابھی دس ہزار صدیوں تک اور میں اپنے جذبہ کی صبر اور ظلم کا ثبوت بہم پہنچاؤں گی! محبت کے تمام غمزے پاؤں کی ٹھوکر سے پرے پھینک دیئے گئے! زندگی کی تمام امیدیں تباہ کر دی گئیں! نجات کے تمام ذرائع منقطع کر دیئے گئے! کانپ! اراکس کی روح! کانپ کیونکہ نفرت

بھی لافانی ہے۔ جس طرح کہ محبت لافانی ہے“

اب اس نے اپنا چہرہ اس کی طرف پھیرا۔ وہ چہرہ جو غروب ہوتے ہوئے چاند کی طرح زرد ہو رہا تھا۔ اس کی شکل دبلی اور پنجر سی ہو گئی۔ اور گو اس میں اس خوبصورتی کے صاف شفاف خط و خال موجود تھے۔ مگر جبریلس نے بالآخر محسوس کر لیا۔ کہ وہ چیز جو اس طرح اسے چمٹے ہوئے ہے۔ گوشت اور پوست کا انسان نہیں۔ کوئی آسمانی ہستی ہے۔

اس کے چہرے پر موت کا ٹھنڈا پسینہ آ گیا۔ دل کے اندر جانکنی کی سی حالت محسوس ہونے لگی۔ سانس تیزی سے چلنے لگا۔ مگر اس جسمانی تکلیف سے بڑھکر وہ خوفناک تکلیف تھی۔ جو اسے روحانی دنیا کی ہستی کے یک بیک اور ناگہانی علم سے ہوئی۔ وہ باتیں جن سے وہ عمر بھر انکار کرتا رہا تھا۔ اب سچ ثابت ہو رہی تھیں۔ جہاں قبل ازیں اس کے کان بہرے اور آنکھیں اندھی تھیں، اب وہ سن اور دیکھ رہا تھا! ہاں تھیلما! نہ سکا جارمیڈل! سچ مچ اسے معلوم ہو چکا تھا۔ کہ وہ اسے جانتا ہے۔ نہیں نہیں بلکہ وہ اسے محبت کرتا تھا۔ اس پر عاشق تھا۔ اور کہ اس نے اسے قتل کر دیا تھا۔ مگر اس سے عجیب تر ایک اور سچائی بڑے زور سے اسکے سامنے آ رہی تھی۔ اور وہ یہ کہ وہی پرانے وقتوں کی پرانی محبت اپنی پوری طاقت سے ایکبار پھر اس کے اندر بیدار ہو رہی ہے۔ اور وہ اب بھی اسے محبت کرتا ہے!

اور گو یہ کتنا ہی خوفناک اور غلط معلوم ہو۔ لیکن حقیقت یہ تھی۔ کہ جس وقت اس کی نگاہ اسکے دلکش چہرے کی طرف جاتی جسوقت اس کی خوبصورت لیکن مایوس آنکھوں کی طرف دیکھتا تو وہ محسوس کرتا تھا۔ کہ خواہ اس کی اپنی روح قعر جہنم میں جا گرے۔ مگر وہ اسے نجات دینے اور نفرت کی زنجیروں سے نکال کر محبت کا زندگی بخش آبحیات پھر پلانے کے لئے سب کچھ قربان کرنے کو تیار ہے۔ اس خیال نے اسے چونکا دیا۔ اور ایک بار پھر اس کی مقتول معشوقہ کی آواز اس کے کانوں میں گونجتی ہوئی سنائی دی۔

”اے اکسانز کی روح! آ میری روح سے چمٹ جا۔ کیونکہ موجودہ زندگی بڑی تیزی سے

گذرتی جارہی ہے! خدا سے نفرت اس جگہ نہیں رہ سکتی. جہاں ہم بڑی تیزی سے چلے جا رہے ہیں. جنت کے دروازے بند ہو چکے ہیں! دوزخ کے پھاٹک چوپٹ کھلے ہیں! میرے عاشق اراگساز: آ میرے ساتھ اس میں داخل ہو! جان دے بالکل تن تنہا اور بے یار و مددگار. بغیر کسی تیاری کے جس طرح کہ میں نے جان دی تھی! جان دے اور جان دے کر پھر زندگی میں داخل ہو. اس قسم کی زندگی میں جیسی کہ میری ہے! اس قسم کی ایذا اور تکلیف میں جیسی کہ مجھے حاصل ہے! اس قسم کی مایوسی میں جیسی کہ میرے گرد موجود ہے! اس قسم کی نفرت میں جیسی کہ مجھے جلا رہی ہے!

...... پرانی محبت بجر دلیس کے دل میں پھر ابھر رہی تھی.... وہ نہ بھولا تھا کہ لیلتھ کبھی کسی زمانہ گذشتہ میں اس کی معشوقہ تھی...... اس کی زندگی کا خوبصورت ترین حصہ تھی. فرقہ اناث میں خوبصورت ترین تھی. اور خوبصورت ہی نہیں. بلکہ اس سے بھی بڑھکر وفادار رہی تھی. ہاں ہاں اسے یاد آ گیا تھا. کہ اسے وہ بھولا نہیں. اس کے خوبصورت جسم کا ایک ایک عضو. اس کے خوبصورت جسم کا ایک ایک جھلکاؤ. اس کی خوشی کا ذریعہ رہا تھا. اس کے لبوں نے گلاب کی پنکھڑیوں سے تازہ اور خوبصورت لبوں نے اپنے بوسے محض اس کیلئے مخصوص رکھے تھے. اس کے اندر اس کے لئے اتنی محبت رہی تھی. جتنی بہت کم عورتوں کو کرنے کی قدرت یا طاقت حاصل ہے. اور اسکا عوض اس نے کیا دیا تھا؟ غداری. بیوفائی. موت اور ابدی اذیت! یہ خیال آتے ہی اس کے لبوں سے ایک چیخ نکل گئی. اور اپنے بازو پھیلا کر اس نے کہا: "لیلتھ! ..... معاف کر دے..... معاف کر دے"!

ان الفاظ کا اس کے لبوں سے نکلنا تھا. کہ لیلتھ کا زرد چہرہ یک بیک تبدیل ہوتا ہوا معلوم دیا. اسکے چہرے پر دکھ اور تکلیف کی جو گھٹائیں چھا رہی تھیں ہوا سے اڑتے ہوئے بادل کی طرح یکدم کافور ہو گئیں. اس کے خوبصورت چہرے پر فرشتوں کا سا تبسم نمودار ہوا. آنکھیں جن سے نفرت اور حقارت کی آگ نکل رہی تھی. نرم ہو گئیں. اور ان کے اندر سے پریم اور محبت کی جھلک نمایاں ہونے لگی لب کانپے. غیر مادی شکل میں ایک نور نمودار ہوا. سیاہ بالوں کے اوپر ایک ہالہ نمودار ہو گیا.

اس عجیب و غریب نظارے کو دیکھا۔ تو جیمز بس کی خوشی کی انتہا نہ رہی۔ موت کی جو سرد ہی دل پر قبضہ حاصل کرتی جا رہی تھی۔ اس کی تیزی کا احساس جاتا رہا۔ ایک آسمانی جذبہ در دنیا ہوا اور اپنی کم ہوتی ہوئی طاقت کو ایک آخری کوشش سے سنبھال کر اس نے اس روحانی خوبصورتی کو اپنی آغوش میں لینے کی کوشش کی۔ اور بولا۔

"محبت ..... محبت ..... نفرت نہیں بلکہ محبت! اس عورت کی روح جسے میں نے دھوکا دیا۔ جس کے ساتھ میں نے غداری کی۔ آ۔ تاریکی سے نکل آ۔ مجھے معاف کر دے۔ پھر میری آغوش میں آ۔ دوزخ یا بہشت! میرے لئے ایک ہیں۔ اگر تم میرے پہلو میں ہو۔ آ... ... آ..... کیونکہ محبت کی طاقت نفرت سے بڑھ کر ہے۔"

آواز رک گئی ...... جان کنی نے دلیر قبضہ کر کے زبان کو گنگ کر دیا۔ مگر معاف کرتی ہوئی محبت کی خوبصورت پر از جذبات نگاہیں بڑی شان سے اسے اپنی طرف اس طرح دیکھتی نظر آتی تھیں جس طرح کہ تاریکی میں ستارے۔ پھر ایک بھاری گڑگڑاہٹ اور پھڑپھڑاہٹ کی آواز آئی۔ مقبرے کے اندر سے تمام روشنی یک بیک بجھ گئی۔ اور دوسرے لمحہ میں وہ گھپ اندھیرے میں کھڑا تھا۔ پھر ایک جلتا ہوا خنجر اس کے سینہ میں گھونپا گیا۔ اور وہ چکرا کر منہ کے بل نیچے گرا۔ مگر اس آخری وقت میں بھی وہ محسوس کر رہا تھا۔ کہ نرم نرم بانہ والے اسکے گرد لپٹ کر اسے لئے جا رہے ہیں۔ پتہ نہیں کہاں! گرم گرم خوبصورت اور نازک لب اس کے لبوں سے لگے ہیں۔ اس وقت تاریکی میں سے ایک آواز یہ کہتی ہوئی سنائی دی۔

"بس! پرانے دیوتا اچھے ہیں۔ قانون مکمل ہو گیا۔ زندگی زندگی مانگتی ہے۔ پریم کا قرضہ پریم سے ہی اترتا ہے! عورت کی روح معاف کرتی ہے۔ مرد کی روح پشیمان ہوا کرتی ہے۔ پس دونوں گناہ کی زنجیروں اور یادداشت سے بری کئے جاتے ہیں۔ جاؤ عذاب کا خاتمہ ہو گیا۔"

ایک رات جہاز تیزی سے سطحِ آب پر ناچتا جا رہا تھا۔ اور ڈینیرل مرے خاموشی سے تختہ پر کھڑا کسی نہ نظر آنے والی چیز کی یاد میں محو کھڑا تھا۔ ڈاکٹر ڈرین نے اس کے بازو پر ہاتھ رکھ کر کہا۔

"ڈینیرل۔ کیا تم نے شیکسپیر کی تصانیف کو پڑھا ہے؟"

ڈینیرل چونکا اور مسکرا کر بولا "ہاں۔ فرمائیے"

"تو تمہیں یاد ہوگا۔ ایک مقام پر وہ زندہ جاوید شاعر کہتا ہے: "زمین و آسمان کے اندر بہت سی چیزیں ایسی ہیں۔ جن کا تمہاری فلاسفی نے کبھی خواب بھی نہ دیکھا ہوگا" شہزادی زرسکا! ان چیزوں میں سے ایک تھی"

ڈینیرل نے حیرت سے اس کی طرف دیکھ کر کہا۔ "آپ کا مطلب؟"

"تم مجھے فوراً پاگل کہہ دو گے۔ جب کسی شخص کو کسی تکلیف دہ سچائی کا علم کرایا جائے۔ تو وہ عموماً بتانے والے کو "پاگل" کے لفظ سے یاد کیا کرتا ہے۔ تم نے مجھے بھوتوں کا ذکر کرتے سنا ہوگا۔ ان بھوتوں کا جو انسانوں کی طرح چلتے پھرتے اور انہی کے موافق بات چیت کرتے ہیں اور گو وہ انسانیت کے بڑے شاندار اور عقلمند بہروپ ہوتے ہیں۔ مگر باایں ہمہ انسان نہیں ہوتے۔ ڈینیرل نے اثبات میں سر ہلایا

"وہ شہزادی زرسکا بھوت تھی"

"فضول! تم تو پاگل ہو گئے ہو!" ڈینیرل نے جواب دیا۔

"میں نے تو پہلے ہی کہہ دیا تھا۔ کہ تم یہی کہو گے۔ اچھا برخوردار! آئندہ سے میں اس معاملے کو معرضِ بحث میں نہیں لاؤں گا۔ مجھے جو کچھ معلوم ہے۔ وہ تو ہے ہی۔ میں سچائی اور جھوٹ کی تمیز کرنے کی طاقت رکھتا ہوں۔ اشکال مجھے دھوکا نہیں دے سکتیں۔ مگر دنیا علمیت پر جہالت کو ترجیح دیتی ہے دیتی رہے۔ پھر کبھی اگر مجھے کوئی بھوت ملا۔ تو زبان بند ہی رکھوں گا۔ شاید تمہیں یاد ہوگا۔ میں نے تم سے ذکر کیا تھا۔ کہ میں زمانہ قدیم کے مشہور جنگ آزما اراک فنہ کی تلاش میں ہوں؟"

"ہاں"

"مصر سے روانگی سے قبل میں نے اسے دریافت کر لیا تھا۔ کس طرح اور کہاں؟ یہ میرا راز ہے!"

وحید بٹ پرنٹر پبلشر نے اردو پریس لاہور سے چھپوا کر مکتبہ داستان کو ۹ انسبت روڈ لاہور سے شائع کیا۔

یہ ناول ابتدا میں
حسن کی ادا جمیں

میں رہن لگا کی دو قصہ مختصر

خراج تحسین پیش کرتا ہوں

[illegible]

ایس۔ ایچ۔ ڈی۔ سلیم